بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحو میر کی نہایت جامع و آسان اردو شرح

هَدِيَهٔ صَغِير

شرح

نحو مِير

مصنفہ

مولانا اصغر علی صاحب

جس میں نحو میر کی عبارات کے ترجمہ و تشریح کے ساتھ ساتھ تمام اشکالات کو سوال و جواب کی صورت میں حل کیا گیا ہے۔

قدیمی کتب خانہ ـ مقابل آرام باغ ـ کراچی

فون : ۲۶۲۷۶۰۸

نحو میر کی نہایت جامع و آسان اردو شرح

ھَدیۂ صَغِیر

شرح

نحو مِیر

مصنفہ

مولانا اصغر علی صاحب

جس میں نحو میر کی عبارات کے ترجمہ و تشریح کے ساتھ ساتھ تمام اشکالات کو سوال و جواب کی صورت میں حل کیا گیا ہے۔

قدیمی کتب خانہ۔ مقابل آرام باغ۔ کراچی

فون ۲۶۲۷۶۰۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

نحو میر کی ایسی جامع شرح کی ضرورت تھی جو اس کی مشکلات کو آسان کر دے تاکہ طلبہ اس کتاب کے مسائل کو بآسانی سمجھ سکیں۔ نیز جو اشکالات ان کے ذہن میں پیدا ہوتے ہیں اُن کو حل کر دے۔

محترم مولانا قاری **اصغر علی** صاحب (خادمِ خصوصی حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ) دارالعلوم دیوبند کے ممتاز مدرسین میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ وہاں کئی سال تک **نحو میر** پڑھاتے رہے ہیں۔ اِس طویل تجربہ کی بنا پر آپ نے جو شرح **ہدیۂ صغیر** کے نام سے لکھی ہے وہ اس قدر جامع و مانع ہے کہ انشاء اللہ کتاب کا کوئی پہلو تشنہ نظر نہیں آئے گا۔ اِس کتاب کے متعلق جس قدر بھی مولانا موصوف کو کار آمد مواد تجربہ کے بعد حاصل ہوا، وہ سب اِس میں جمع کر دیا ہے جس کا اندازہ خود ناظرین فرمالیں گے کہ **نحو میر** کی اردو زبان میں اِس سے بہتر اور جامع شرح اب تک نہیں لکھی گئی ہے۔ اس میں طلبہ کے سب اشکالات کو **سوال و جواب** کی صورت میں حل کیا گیا ہے۔

اِس شرح کے مفید اور مستند ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ حضرت مولانا **محمد اعزاز علی** صاحب نور اللہ مرقدہ شیخ الادب والفقہ ومفتیٔ اعظم دارالعلوم دیوبند (سابقاً) نے اِس شرح کو اول سے آخر تک بہت ہی غائر نظر سے دیکھا اور اپنی پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور اس کا نام بھی خود ہی تجویز فرمایا۔

خادم العلم والعلماء
معراج محمد
قدیمی کتب خانہ، کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ شارح

حامداً و مصلیاً۔ راقم دارالعلوم دیوبند میں مسلسل کئی سال تک نحو میر پڑھاتا رہا ہے، جس سے طلبہ کی ان مشکلات کا علم ہوا جو اُن کو اِس کتاب کے سمجھنے میں پیش آتی ہیں، نیز اُن اشکالات کا بھی جو اُن کے ذہن میں پیدا ہوتے ہیں۔

مدت سے آرزو تھی کہ اِس کتاب کی ایسی جامع شرح لکھی جائے جو طلبہ کی ان تمام مشکلات کو حل کر دے۔ کچھ تو اس کتاب کو کئی سال تک پڑھاتے پڑھاتے تجربہ ہو گیا، اور کچھ اپنے شفیق استادوں کی بتائی ہوئی چیزیں میرے پاس اب تک محفوظ تھیں، اس لیئے اِس کتاب کی شرح لکھنے کی ہمت پیدا ہوئی۔

میں نے اپنی سمجھ کے مطابق اور تدریس کے تجربہ کی روشنی میں، نیز اپنے شفیق اساتذہ کے بتائے ہوئے نکات کی مدد سے نحو میر کے مسائل کو اردو میں حل کرنے کی کوشش کی ہے۔

استاذی حضرت مولانا محمد اعزاز علی صاحب شیخ الادب والفقہ و مفتیٔ اعظم دارالعلوم دیوبند نے اس کتاب کو از اوّل تا آخر ملاحظہ فرمایا اور اس کا نام **ھدیۃ الصغیر شرح نحو میر** تجویز فرمایا۔ لہٰذا یہ کتاب اسی نام سے موسوم کی جاتی ہے۔

تمام ناظرین سے دست بستہ استدعا ہے کہ اس کتاب سے مستفید ہو کر اس ناکارہ کے لیے دعا فرمائیں اور خصوصاً اُن اساتذہ کے لیے جن کے فیضِ بے پایاں نے مجھ میں اِس خدمت کی جراٴت پیدا کی۔

العارض

اصغر علی غفرلہٗ سہسپوری مدرس دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سبحانک لاعلم لنا الّا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم

بداں ارشدک اللہ تعالیٰ کہ ایں مختصریست مضبوط در علم نحو

اے مبتدی علم عربی کے اول تو یہ بات خوب اچھی طرح سمجھ لے۔ خدا تجھکو سیدھا راستہ دکھائے۔ کہ یہ رسالہ نحو میر قواعد عربیہ نحویہ کے بیان میں مختصر اور چھوٹا سا رسالہ ہے مگر جسقدر قواعد عربی عبارت کو صحیح اور ٹھیک پڑھنے کے ہیں وہ سب نہایت وضاحت اور مضبوطی سے اپنی اپنی جگہ اس رسالہ میں بیان کئے ہیں

کہ مبتدی را بعد از حفظ مفردات لغت و معرفت اشتقاق و ضبط مہمات تصریف

لیکن یہ اصول اور قواعد نحویہ اس وقت کار آمد اور سودمند ہوں گے جبکہ مبتدی لغت کے مفردات جیسے مصادر اور اس کے مشتقات کو جیسے ماضی مضارع، امر، نہی وغیرہ کو اور علم صرف کے ضروری امور کو اس رسالہ کے شروع کرنے سے پہلے خوب اچھی طرح رٹ کر حفظ کرلے یعنی صیغوں کا علم تو علم صرف سے حاصل کیا جائے اور ان میں باہم ربط دینے کا علم اس رسالہ سے سمجھ کر حاصل کیا جائے بآسانی بکیفیت ترکیب عربی راہ نماید۔ تو ایسے طرز کو اگر مبتدی نے اپنی تعلیم میں اختیار کیا تو انشاء اللہ اس رسالہ کے قواعد ترکیب عربی کی کیفیت کا راستہ بسہولت دکھادیں گے کہ جس سے شرح مائۃ عامل کی ترکیب میں عربی کا طالب علم بڑی تیزی سے چلے گا اور ہر کتاب کی ترکیب میں اس کو اچھی خاصی بصیرت پیدا ہو جائے گی۔

وبزودے مبتدی را معرفت اعراب وبنا۔

اگر مذکورہ بالا طرز کو مبتدی شوقین اور ذہین نے پوری کوشش اور جدوجہد سے اختیار کیا تو معرب اور مبنی کی بہت جلد پہچان ہو جائے گی۔ وسواد خواندن توانائی دہد۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ عربی عبارت درست اور صحیح پڑھنے کی استعداد اس رسالہ کے قواعد یاد کرنے سے پیدا ہو جائیگی اور اس فن نحو کے پڑھنے کا مقصد بھی یہی ہے کہ عبارت میں اعراب کی غلطی واقع نہ ہو۔

بتوفیق اللہ تعالیٰ وعونہ۔ مگر بھائی یہ چیزیں اپنی قوت بازو سے حاصل نہیں ہوتیں۔ محض خدا کی مدد اور اس کے راستہ دکھانے سے حاصل ہوتی ہیں۔ البتہ ہمارا تمہارا کام محنت کرنا سمجھ کر اور اُس میں لگا رہنا ہے۔

فصل اوّل۔ (بدانکہ لفظ مستعمل در سخن عرب بر دو قسم است: مفرد و مرکب۔)

عربی، فارسی، اردو جو زبان بھی ہو جس وقت اہل زبان آپس میں زندگی کے جس شعبہ میں بھی گفتگو کریں گے ان کے محاورہ میں ہر قسم کے الفاظ مفرد اور مرکب آئیں گے۔ عربی کی ہی خصوصیت نہیں جیسا کہ "در سخن عرب" کے لفظ سے بظاہر سمجھ میں آتا ہے کہ مفرد اور مرکب عربی زبان میں ہی ہوتے ہوں گے۔

سوال۔ اگر ایسا ہی ہے تو "در سخن عرب" بڑھانے کی کیا ضرورت تھی۔

جواب۔ یہ ہے کہ یہ رسالہ نحو میر عربی قواعد اور اصول بیان کرنے کے لئے لکھا گیا ہے، اس وجہ سے "در سخن عرب" کا اضافہ کر دیا گیا۔

کلام عرب میں لفظ کا استعمال دو طرح ہوتا ہے۔ ایک مفرد اور دوسرا مرکب، مفرد اور مرکب کا معیار اور اس کی تعریف آگے آتی ہے۔

تعریف: مفرد لفظے باشد تنہا کہ دلالت کند بر یک معنیٰ۔ مفرد اس اکیلے لفظ کو کہیں گے کہ جس سے صرف ایک ہی معنی کی طرف رہنمائی ہو۔ یعنی ایک معنیٰ کے لئے ایک لفظ ہو۔ مثال کے طور پر یوں سمجھو کہ ایک تلوار کے لئے ایک نیام۔ نیام ایسا ہے جیسا لفظ اور تلوار ایسی ہے جیسے معنیٰ۔ لفظ مفرد کو کلمہ بھی کہتے ہیں تو نحویوں کی اصطلاح میں جو کلمہ ہے وہی مفرد ہے جو مفرد ہے وہی کلمہ ہے۔ اب تم کو اختیار ہے چاہے مفرد کہو چاہے کلمہ کہو، چیز ایک ہی ہے۔

وآں را کلمہ گویند و کلمہ بر سہ قسم ست۔ اسم چوں رجل و فعل چوں ضرب و حرف چوں ھل چنانکہ در تصریف معلوم شدہ است۔

سوال۔ کلمہ یا مفرد کی کتنی قسمیں ہیں۔

جواب۔ تین قسمیں ہیں۔ کلمہ یا اسم ہوگا یا فعل یا حرف۔

مثال مفرد اسم کی زید معنی اس کے وہ ایک شخص جس کا یہ نام ہے۔ دیکھو لفظ بھی ایک اور معنیٰ بھی ایک۔ مثال مفرد فعل کی جیسے ضرب دیکھو لفظ بھی ایک اور معنیٰ بھی ایک۔ مثال مفرد حرف کی جیسے ھل دیکھو لفظ بھی ایک اور معنیٰ بھی ایک، اور ان دو کلموں یا مفردوں کی تعریف تم کو علم صرف میں بھی معلوم ہو چکی۔

اما مرکب لفظے باشد کہ از دو کلمہ یا بیشتر حاصل شدہ باشد۔

دوسری قسم لفظ کی مرکب ہے۔ مرکب کی تعریف یہ ہے کہ دو کلموں یا دو سے زائد سے بنا ہو۔

وہ مرکب ہے، اور اس کی دلالت کم سے کم دو معنیٰ پر تو ضرور ہوگی۔ اگر دو کلموں سے زائد سے بنا ہے تو اس کی دلالت دو معنیٰ سے زائد پر ہوگی۔ خلاصہ یہ ہے کہ جتنے کلموں سے مرکب بنا ہوگا اُتنے ہی معنیٰ پر اس کی دلالت ہوگی جیسے غلام زید یہ مرکب دو کلموں سے بنا ہے، ایک غلام سے اور ایک زید سے، دونوں سے دو معنیٰ سمجھ میں آگئے۔ اور جیسے غلام زید قائم یہ مرکب تین کلموں سے بنا ہے، اس سے تین معنیٰ سمجھ میں آئے، ایک غلام سے، دوسرے زید سے، تیسرے قائم سے اور جیسے غلام زید قائم عندی یہ مرکب پانچ کلموں سے بنا ہے، اس سے پانچ معنیٰ سمجھ میں آئے ایک غلام سے، ایک زید سے، ایک قائم سے ایک عند سے، ایک یائے متکلم سے۔ مرکب بر دو گونہ است، مفید و غیر مفید۔ مفید آنست کہ قائل بر آں سکوت کند و سامع را خبرے یا طلبے حاصل شود۔

سوال۔ مرکب کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب۔ دو ہیں۔

سوال۔ دو قسمیں کیا ہیں؟

جواب۔ ایک مرکب مفید اور دوسرا مرکب غیر مفید۔

سوال۔ مرکب مفید کس کو کہتے ہیں؟

جواب۔ مرکب مفید اس کو کہتے ہیں کہ متکلم یعنی بولنے والا ایسا کلام کرے کہ مخاطب یعنی سُننے والا مطمئن ہو جائے۔

سوال۔ مخاطب کب مطمئن ہوگا؟

جواب۔ جس وقت متکلم پوری بات کہے۔

و آں را جملہ گویند و کلام نیز

مرکب مفید کے دو نام ہیں: جملہ اور کلام۔ خلاصہ یہ ہوا کہ مرکب مفید اور جملہ اور کلام تینوں ایک ہی چیز ہیں۔

پس جملہ بر دو گونہ است: خبریہ و انشائیہ۔

ہذا تینوں کی دو قسمیں ہوں گی، خبریہ و انشائیہ۔ یعنی مرکب مفید انشائی اور مرکب مفید خبری۔ کلام انشائی۔ اور کلام خبری۔ جملہ انشائی اور جملہ خبری۔

خلاصہ اس فصل کا یہ ہوا کہ لفظ کی دو قسمیں مفرد اور مرکب۔ مفرد کی تین قسمیں، اسم،

فعل۔ حرف۔ مرکب کی دو قسمیں مفید اور غیر مفید۔ مفید کی دو قسمیں انشائی اور خبری۔

فصل دوم: بدانکہ جملہ خبریہ آنست کہ قائلش را بصدق وکذب صفت تواں کرد۔

تعریف جملہ خبریہ:۔ جملہ خبریہ ایسے جملہ کو کہتے ہیں کہ جس کا مضمون ایسا ہو کہ جس کی وجہ سے کہنے والا اس جملہ کا جھوٹا اور سچا کہا جاسکے۔ یہ دونوں احتمال جھوٹ اور سچ کے اس وقت ہوں کے جبکہ اس جملہ کا قائل کسی کے حال کی حکایت بیان کرے۔ اگر یہ حکایت درحقیقت محکی عنہ کے حال کے موافق ہو تو اسکے قائل کو سچا کہیں گے، اور اس کے حال کے خلاف ہو تو اس کے قائل کو جھوٹا کہیں گے۔ مثلاً کسی نے یوں کہا زید عالم یہ جملہ خبریہ ہے کیونکہ اس جملہ میں قائل نے یہ بتایا کہ زید عالم ہے۔ اگر واقعہ ایسا ہی ہے کہ زید عالم ہے تو اس کلام کا کہنے والا سچا ہے۔ اور اگر حقیقت میں وہ جاہل ہے عالم نہیں تو اس کلام کا قائل جھوٹا ہے کیونکہ جو صفت اس کے اندر نہیں یہ اس کو ثابت کرتا ہے تو لامحالہ جھوٹا ہوا۔

دوسری مثال جملہ خبریہ کی دَخَلَ زَیْدٌ فِی الْمَسْجِدِ ہے، اس کلام کا بولنے والا یہ خبر دیتا ہے کہ زید مسجد میں داخل ہوا۔ اگر بات ایسے ہی ہے جیسے یہ کہتا ہے تو اس کا قائل سچا ہے اور اگر زید مسجد میں داخل نہیں ہوا تو یہ کلام واقع کے خلاف ہوا، اس وجہ سے اسکا قائل جھوٹا ہے۔

واں بر دو نوع ست **اوّل** آنکہ جزو اولش اسم باشد آں را جملہ اسمیہ گویند، چوں زید عالم یعنی زید داناست۔ جزو اولش مسند الیہ ست وآں را مبتدا گویند۔ وجزو دوم مسند ست وآں را خبر گویند۔ **دوم**۔ جزو اولش فعل باشد، آنرا جملہ فعلیہ گویند چوں ضرب زید بزد زید، جزو اولش مسند ست آنرا فعل گویند۔ وجزو دوم مسند الیہ ست، آنرا فاعل گویند۔

سوال:۔ جملہ خبریہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب:۔ دو قسمیں ہیں۔

سوال:۔ کیا کیا؟

جواب:۔ ایک جملہ خبریہ اسمیہ اور دوسرا جملہ خبریہ فعلیہ۔

سوال:۔ جملہ خبریہ اسمیہ کی علامت کیا ہے؟

جواب:۔ پہلا جزو دیکھ لو، اگر جزو پہلا اسم ہے تو جملہ خبریہ اسمیہ ہے جیسے زَیْدٌ نَائِمٌ دیکھو پہلا جزو اس کا اسم، فعل، حرف میں سے کیا ہے۔ تم یہ جواب دو گے کہ اس کا پہلا جزو اسم ہے تو بس یہ جملہ اسمیہ ہوا۔ دوسری مثال جملہ اسمیہ خبریہ کی زَیْدٌ ذَھَبَ ہے اس کا پہلا جزو

اسم ہے لہذا یہ جملہ اسمیہ خبریہ ہوگیا۔ جملہ اسمیہ ہونے میں دوسرے جز کو نہیں دیکھا کرتے جملہ اسمیہ ہونے کا دارومدار پہلے ہی جزو پر ہے لہذا پہلا جزو دیکھو اور بتاؤ۔

سوال :۔ جملہ فعلیہ خبریہ کس کو کہتے ہیں ؟

:۔ جملہ فعلیہ خبریہ اس کو کہتے ہیں کہ جس کا پہلا جزو فعل ہو جیسے نَصَرَ زَیْدٌ دیکھو اسکا پہلا جزو نصر ہے اور نصر فعل ہے لہذا اس کا نام جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔ خوب اچھی طرح سمجھ لو

سوال :۔ جملہ اسمیہ خبریہ میں پہلے جزو کا کیا نام ہے ؟

جواب :۔ جملہ اسمیہ کے پہلے جزو کے دو نام ہیں۔ مسند الیہ اور مبتدا۔

سوال :۔ جملہ مذکورہ کے دوسرے جزو کا کیا نام ہے ؟

جواب :۔ دو نام ہیں ایک مسند دوسرا خبر۔

سوال : جملہ فعلیہ خبریہ کے اوّل جزو کا کیا نام ہے ؟

جواب :۔ دو نام ہیں مسند اور فعل۔

سوال :۔ جملہ فعلیہ خبریہ کے دوسرے جزو کا کیا نام ہے ؟

جواب :۔ دو نام ہیں۔ مسند الیہ اور فاعل۔

بدانکہ مسند حکم ست، و مسند الیہ آنچہ برو حکم کنند۔

تم کو اوپر دونوں جملوں اسمیہ و فعلیہ میں یہ معلوم ہوگیا کہ ہر جملہ میں دو دو جزو ہیں، ایک جزو مسند اور دوسرا مسند الیہ۔ لہذا اب یہ بات معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ مسند کس کو کہتے ہیں، اور مسند الیہ کس کو کہتے ہیں۔ لہذا دونوں کی تعریف تحریر کرتا ہوں۔

تعریف مسند و مسند الیہ۔ جو چیز کسی دوسری چیز کے ساتھ لگائی جائے اس لگائی ہوئی چیز کو مسند اور حکم کہتے ہیں اور جس کے ساتھ یہ چیز لگی اس کو مسند الیہ اور محکوم علیہ کہتے ہیں۔

مثال جملہ اسمیہ میں زَیْدٌ عَالِمٌ یعنی زید عالم ہے یا بالفاظ دیگر زید جاننے والا ہے تو عربی کا لفظ عالم اور اردو کا لفظ جاننے والا یہ دونوں اپنی اپنی زبان میں مسند ہیں۔

سوال :۔ عَالِمٌ کس کے ساتھ لگا ہے ؟

جواب :۔ زَیْدٌ عَالِمٌ میں عَالِمٌ زید کے ساتھ لگایا ہے۔

مسند الیہ اور محکوم علیہ اس کو کہتے ہیں کہ جس کے ساتھ کوئی چیز لگائی جائے یا بالفاظ دیگر جس پر کسی دوسری چیز کا حکم کیا جائے۔ مثال زَیْدٌ عَالِمٌ میں زید مسند الیہ اور محکوم علیہ ہے

کیونکہ عالم ہونے کو زید کے ساتھ لگایا گیا ہے، یا یوں کہو کہ عالمٌ کا حکم زید پر کیا گیا ہے۔ مثال مسند اور مسند الیہ کی جملہ فعلیہ میں ضَرَبَ زَیْدٌ ہے ضَرَبَ مسند ہے کیونکہ مارنے کو زمانہ گذشتہ میں زید کے ساتھ لگایا گیا ہے کہ زید نے زمانہ گذرے ہوئے میں مارا۔ زید مسند الیہ اور فاعل ہے کیونکہ مار زمانہ گذرے ہوئے میں زید سے صادر ہوئی لہذا ضَرَبَ کا فعل زید کیساتھ لگا دیا گیا۔

تنبیہ: جملہ فعلیہ میں پہلا جزو ہمیشہ مسند ہی ہوتا ہے، اس کے خلاف کبھی نہ ہوگا۔ بخلاف جملہ اسمیہ کے کہ اس میں اکثر وبیشتر پہلا جزو مسند الیہ ہوگا اور کبھی کبھی پہلا جزو مسند ہو جاتا ہے، اور دوسرا جزو مسند الیہ۔ خوب یاد رکھو آگے شرح مائۃ عامل میں معلوم ہو جائے گا

اسم مسند و مسند الیہ تواند بود۔ وفعل مسند باشد ومسند الیہ نہ تواند بود۔ وحرف نہ مسند باشد ونہ مسند الیہ۔

پیارے عزیز! تم کو کلمہ کی تقسیم میں معلوم ہوا کہ مفرد کی تین قسمیں ہیں: اسْم۔ فِعْل۔ حَرْف۔ یہاں ان تینوں کی حیثیت اور قابلیت بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ تحریر کرتے ہیں کہ اسم میں دو قابلیتیں ہیں کہ مسند الیہ بھی ہوتا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اس کے ساتھ دوسری چیز لگائی جا سکتی ہے۔ اور مسند بھی ہوتا ہے کہ اس کو دوسری چیز کے ساتھ لگایا جاسکتا ہے۔ مثال زَیْدٌ عَالِمٌ دیکھو زید بھی اسم ہے معرفہ اور مسند الیہ ہے اور عالم بھی اسم ہے نکرہ جو کہ زید کے ساتھ لگایا گیا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ زید اور عالم دونوں اسم ہیں، ایک اسم ان دونوں کا مسند الیہ ہوگیا، یعنی زَیْدٌ اور دوسرا اسم ان دونوں کا مسند ہوگیا یعنی عَالِمٌ۔

فعل میں صرف ایک قابلیت ہے کہ ہمیشہ مسند ہوگا، مسند الیہ کبھی نہ ہوگا۔ مثال ضَرَبَ زَیْدٌ۔ ان دونوں میں ایک فعل ہے اور دوسرا اسم ہے۔ ضَرَبَ مسند ہے اور زَیْدٌ مسند الیہ۔

حرف کی اپنی ذاتی کوئی حیثیت نہیں دوسرے کے سہارے سے اس کے معنیٰ سمجھے جاتے ہیں لہذا حرف نہ مسند ہوگا اور نہ مسند الیہ ہوگا۔ یاد رکھو مسند اور مسند الیہ وہ چیز ہو سکتی ہے جو اپنی خود ذاتی حیثیت سے بغیر دوسرے کے سہارے کے اپنے معنیٰ تک رہنمائی کر دے۔

سوال:۔ زَیْدٌ مفرد ہے یا مرکب؟ جواب:۔ مفرد ہے

سوال:۔ غُلَامُ بَکْرٍ مفرد، مرکب میں سے کیا ہے؟

جواب:۔ مرکب ہے۔

سوال :۔ غُلَامُ زَیْدٍ مرکب کی کونسی قِسم ہے ؟
جواب :۔ مرکب غیر مفید ہے ۔
سوال :۔ مرکب غیر مفید کس کو کہتے ہیں ؟
جواب :۔ مرکب غیر مفید ایسے مرکب کو کہتے ہیں کہ جس سے ناتمام اور ادھوری بات معلوم ہو، جیسے غُلَامُ زَیْدٍ یعنی غلام زید کا ۔
سوال :۔ زَیْدٌ عَالِمٌ کونسا مرکب ہے ؟
جواب :۔ یہ مرکب مفید ہے جس کو جملہ بھی کہتے ہیں ۔
سوال :۔ تم کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ مرکب مفید ہے ؟
جواب :۔ اس سے پوری اور تمام بات معلوم ہوگئی ۔ سامع کو کسی قسم کا انتظار اس کے اندر نہیں رہا ۔
سوال :۔ زَیْدٌ عَالِمٌ کون سا جملہ ہے ؟
جواب :۔ جملہ اسمیہ خبریہ ہے کیونکہ جزو اول اس کا زید اسم ہے ۔
سوال :۔ قَتَلَ عَمْرٌو کونسا جملہ ہے ؟
جواب :۔ جملہ فعلیہ خبریہ ۔ کیونکہ جزو اول اس کا فعل ہے ۔

نَائِمٌ	قَادِرٌ	ذَاهِبٌ	عَاجِلٌ	شَجَرٌ	مِنْ
سَمِعَ	جِدَارٌ	عَلٰى	ذَهَبَ إِلٰى	حَجَرٌ	دَخَلَ
مَحْمُوْدٌ	خَالِدٌ	طَلَبَ فِي	نَصَرَ	فَرِيْدٌ	قَالَ
مَتٰى	طَيِّبٌ	اِجْتَنَبَ	حَامِدٌ	عَنْ	رَغِبَ
	أَسْعَدُ	أَرْشَدُ	عَالِمٌ		

کلمات مذکورہ بالا میں بتاؤ کہ اسم کون ہے ؟ فعل کون ہے ؟ حرف کون ؟ نیز یہ بھی بتاؤ کہ ان کلمات میں مسند الیہ کون ہوسکتا ہے اور مسند کون ہوسکتا ہے اور کون نہیں ہوسکتا ۔ تم خود اپنی سمجھ سے ان مفردات میں سے مسند اور مسند الیہ نکال نکال کر جملے فعلیہ اور جملے اسمیہ بناؤ ۔ اگر ایسا کروگے تو تمہاری استعداد بہت جلد روشن ہو جائے گی ۔

ترکیب

دَخَلَ زَيْدٌ ۔ مَحْمُوْدٌ عَالِمٌ ۔ جملہ اوّل کی ترکیب ایسے ہوگی ۔ دَخَلَ فعل زَيْدٌ اس کا فاعل فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا ۔ جملہ ثانی کی ترکیب مَحْمُوْدٌ مبتدا عَالِمٌ اس کی خبر

مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

جملہ خبریہ کی بحث تام ہوئی، آگے جملہ انشائیہ کا بیان شروع ہوتا ہے۔ فصل اول کے آخر میں مرکب مفید کی تعریف میں خبر اور طلب کے دو لفظ آئے ہیں۔ یاد رکھو کہ خبر تو جملہ خبریہ میں ہوتی ہے اور طلب جملہ انشائیہ میں ہوتی ہے۔

بدانکہ جملہ انشائیہ آنست کہ قائلش را بصدق و کذب صفت نہ تواں کرد۔

تعریف جملہ انشائیہ۔ جملہ انشائیہ وہ جملہ ہے کہ جس کا مضمون ایسا ہو کہ اس کے کہنے والے کو نہ جھوٹا کہہ سکیں اور نہ سچا، کیونکہ جملہ انشائیہ میں کسی کے حال کی حکایت نہیں ہوتی جیسا کہ جملہ خبریہ میں ہوتی ہے، بلکہ جملہ انشائیہ میں غیر موجود کو وجود میں لانے کی خواہش اور طلب ہوتی ہے اور کسی چیز کی طلب میں صدق و کذب کی بحث آنے کی کوئی وجہ نہیں، لہذا جملہ انشائیہ کے قائل کو صدق اور کذب کے ساتھ موصوف نہیں کر سکتے۔ مثال کے طور پر سمجھو کہ متکلم مخاطب سے کہتا ہے اِضْرِبْ۔ یہ اضرب جملہ انشائیہ ہے۔ متکلم کی یہ خواہش ہے کہ اس جملہ کا مخاطب فعل ضَرْب کو وجود میں لائے یعنی مارنا شروع کردے تاکہ ضرب عدم سے وجود میں آجائے۔ دوسری مثال جملہ انشائیہ کی لَاتَضْرِبْ ہے۔ اس لاتضرب سے مقصود متکلم کا یہ ہے کہ عدم ضرب کو وجود میں لائے اور عدم ضرب کا وجود میں آنا اس وقت ہوگا کہ مخاطب مارنے سے اپنا ہاتھ روک لے، خلاصہ یہ ہوا کہ متکلم مخاطب سے نہ مارنے کی طلب کرتا ہے تو تم خود اس پر گہری نظر ڈالو کہ اِضْرِبْ اور لَاتَضْرِبْ کے فاعل کو جھوٹا، سچا کہنے کی کوئی صورت نہیں یعنی تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اِضْرِبْ کا قائل اس وقت جھوٹا ہوگا جبکہ مخاطب کسی کو نہ مارے اور جب اُس کے حکم کے بموجب کسی کو مارے تو سچا ہوگا اس کی مثال اپنے رات دن کے معاملات میں یوں سمجھو کہ مثلاً زید کسی کے پاس گیا اور اُس سے کہا کہ تو اپنی کتاب مجھ کو دیدے، جواب میں اُس نے کہا کہ لیجاؤ یا یوں کہا کہ میں نہ دوں گا۔ اگر اُس نے نہ دی تو تم زید کو جھوٹا نہیں کہہ سکتے، اگر دیدی تو سچا نہیں کہہ سکتے کیونکہ یہ تو زید کا مخاطب سے سوال تھا پورا ہوا ہوا نہ ہوا نہ ہوا۔ یہاں صدق و کذب سے کیا بحث۔ یاد رکھو جملہ انشائیہ اور جملہ خبریہ میں فرق کرنا ابتدائی تعلیم میں دشوار ہوتا ہے لیکن مزید غور کے بعد یہ دشواری دور ہو سکتی ہے۔

وآں بر چند قسم است۔

تم کو اوپر معلوم ہو چکا کہ جملہ خبریہ کی دو قسمیں ہیں، ایک جملہ اسمیہ خبریہ اور دوسرا جملہ فعلیہ خبریہ اب جملہ انشائیہ کے اقسام بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ مصنف بیان کرتے ہیں:۔

وآں بر چند قسم است کہ جملہ انشائیہ چند قسم پر ہے جس کی کل قسمیں آگے آتی ہیں۔

امر چوں اِضْرِبْ۔ نہی چوں لَا تَضْرِبْ استفہام چوں هَلْ ضَرَبَ زَيْدٌ۔ وتمنی، چوں لَيْتَ زَيْدًا حَاضِرٌ۔ وترجی چوں لَعَلَّ عَمْرًا غَائِبٌ۔ وعقود چوں بِعْتُ وَاشْتَرَيْتُ۔ ونداچوں يَا اَللّٰهُ۔ وعرض، چوں اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِيْبَ خَيْرًا۔ وقسم، چوں وَاللّٰهِ لَاَضْرِبَنَّ زَيْدًا۔ وتعجب چوں مَا اَحْسَنَهٗ وَاَحْسِنْ بِهٖ۔

غور کرو کہ جملہ انشائیہ کی بمقابلہ جملہ خبریہ کے زیادہ قسمیں ہیں اگر تم ان کو شمار کرو گے تو دس قسمیں ہوں گی۔ امر ایک۔ نہی دو۔ استفہام تین۔ تمنی چار۔ ترجی پانچ۔ عقود چھ۔ ندا سات عرض آٹھ۔ قسم نو۔ تعجب دس۔

مثال جملہ انشائیہ امر کی جیسے اِضْرِبْ یعنی مار تو ایک مرد زمانۂ آئندہ میں۔

مثال جملہ انشائیہ نہی کی لَا تَضْرِبْ مت مار تو زمانۂ آئندہ میں

مثال جملہ انشائیہ استفہام کی هَلْ ضَرَبَ زَيْدٌ کیا زید نے مارا ؟

مثال جملہ انشائیہ تمنی کی لَيْتَ زَيْدًا حَاضِرٌ کاش کہ زید حاضر ہوتا۔

مثال جملہ انشائیہ ترجی کی لَعَلَّ عَمْرًا غَائِبٌ امید ہے کہ عمرو غائب ہوگا

مثال جملہ انشائیہ عقود کی بِعْتُ وَاشْتَرَيْتُ بیچا میں نے اور خریدا میں نے

مثال جملہ انشائیہ ندائیہ کی يَا اَللّٰهُ اے اللہ

مثال جملہ انشائیہ عرضیہ کی اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِيْبَ خَيْرًا کیوں نہ مہمان ہوئے آپ ہمارے پاس کہ پہنچیں آپ بہتری کو ؟

مثال جملہ انشائیہ قسمیہ کی وَاللّٰهِ لَاَضْرِبَنَّ زَيْدًا قسم اللہ کی مارونگا میں زید کو۔

مثال جملہ انشائیہ تعجب کی مَا اَحْسَنَهٗ وَاَحْسِنْ بِهٖ کیا ہی اچھا ہے وہ (دونوں کے معنی ایک ہیں)

ترکیب

اِضْرِبْ فعل اَنْتَ اس میں پوشیدہ وہ فاعل اِضْرِبْ کا، اضرب فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ لَا تَضْرِبْ فعل اَنْتَ اس میں پوشیدہ وہ اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہوا۔ لَيْتَ زَيْدًا حَاضِرٌ۔ لَيْتَ حرف تمنی مشابہ بفعل زیدًا اس کا اسم حاضرٌ خبر لیت اپنے اسم، خبر سے مل کر جملہ انشائیہ تمنائیہ ہوا۔ لَعَلَّ عَمْرًا غَائِبٌ۔ لَعَلَّ حرف ترجی مشابہ بفعل عمرًا اس کا اسم، حاضرٌ خبر، لَعَلَّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ انشائیہ ترجیہ ہوا، بِعْتُ وَاشْتَرَيْتُ

بِعْتُ فعل با فاعل فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ انشائیہ ہو کر معطوف علیہ، وا وَ حرفِ عطف اِشْتَرَیْتُ فعل با فاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر معطوف ہوا معطوف علیہ کا معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ معطوفہ ہوا۔ یَا اَللّٰہُ یَا حرف ندا، قائم مقام اَدْعُو واحد متکلم کے اَدْعُوْ فعل، اَنَا ضمیر پوشیدہ وہ اس کا فاعل، لفظ اللّٰہ مفعول بہ منادیٰ۔ اَدْعُوْ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ منادیٰ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ندائیہ ہوا۔ وَاللّٰہِ لَاَضْرِبَنَّ زَیْدًا۔ واؤ جارہ برائے قسم، لفظ اللّٰہ مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا اُقْسِمُ محذوف کے۔ اُقْسِمُ فعل اَنَا ضمیر پوشیدہ وہ اس کا فاعل، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر قسم۔ لَاَضْرِبَنَّ میں لام تاکید اَضْرِبَنَّ فعل با فاعل۔ زَیْدًا مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جواب ہوا قسم کا، قسم اپنے جواب سے مل کر جملہ فعلیہ قسمیہ انشائیہ ہوا۔ مَا اَحْسَنَہٗ وَاَحْسِنْ بِہٖ۔ مَا معنیٰ میں اَیُّ شَیْئٍ کے مبتدا ہے۔ اَحْسَنَہٗ فعل، ضمیر اس کے اندر پوشیدہ جو لوٹتی ہے مَا کی طرف وہ اس کا فاعل ہ ضمیر مفعول بہ کی، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر خبر ہوئی مبتدا کی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہو کر معطوف علیہ ہوا، اَحْسِنْ فعل، اَنْتَ ضمیر پوشیدہ، وہ اس کا فاعل۔ با حرفِ جر بِہٖ ضمیر مجرور، جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا اَحْسِنْ فعل کے، فعل اَحْسِنْ اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر ہوئی مبتدا محذوف کی، مبتدا محذوف اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہو کر معطوف ہوا معطوف علیہ کا۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ انشائیہ معطوفہ ہوا،

فصل۔ بدانکہ مرکب غیر مفید آنست کہ چوں قائل برآں سکوت کند سامع را خبرے یا طلبے حاصل نشود۔

پہلی فصل میں مصنفؒ نے مرکب کی دو قسمیں بیان کی ہیں، مرکبؒ غیر مفید اور مرکبؒ مفید مرکب مفید کی تعریف اور اس کی مثالیں اوپر بیان کی جاچکیں، اس فصل میں مرکب غیر مفید کی تعریف اور اس کی قسمیں بیان کیجاتی ہیں۔

مرکب غیر مفید کی تعریف تو میں پہلے بیان کرچکا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ مرکب غیر مفید اس کو کہتے ہیں کہ قائل اس کو بول کر خاموش ہو جائے، سننے والے کو نہ کوئی خبر معلوم ہو جیسے کہ جملہ خبریہ میں معلوم ہوتی ہے نہ کوئی طلب معلوم ہو جیسے کہ جملہ انشائیہ میں معلوم ہوتی ہے جیسے کہ کِتَابُ زَیْدٍ بس اس سے اتنا معلوم ہوا کہ کتاب زید کی اور اتنی بات ناتمام اور ادھوری ہے سننے والا انتظار میں ہے کہ قائل اسکا کچھ اور اسکے آگے کہے گا

مثلاً قائل نے یوں کہدیا کہ کِتَابُ زَیْدٍ جَیِّدٌ یعنی کتاب زید کی اچھی ہے۔ اب اس وقت بات پوری ہوگئی اب یہ مرکب مفید ہوگیا کیونکہ قائل نے کتاب کے اچھے ہونے کی خبر دیدی۔

وآں بر سہ قسم است ۔ اوپر تم کو معلوم ہوگیا کہ مرکب مفید کی دو قسمیں ہیں، جملۂ خبریہ اور جملۂ انشائیہ۔ یہاں یہ بیان ہے کہ مرکب غیر مفید کی تین قسمیں ہیں۔

اوّل۔ مرکب اضافی، چوں غُلَامُ زَیْدٍ جزو اول را مضاف گویند وجزو دوم را مضاف الیہ مضاف الیہ ہمیشہ مجرور باشد۔

پہلی قسم مرکب غیر مفید کی مرکب اضافی ہے۔ مثال مرکب اضافی کی غُلَامُ زَیْدٍ ہے، دیکھو غلام زید مرکب ہے دو مفردوں سے ایک غلام اور دوسرا زید، مگر اس مرکب غلامُ زیدٍ سے سامع کو نہ تو کوئی خبر معلوم ہوئی اور نہ طلب، لہذا بات ادھوری اور ناقص رہی، اس وجہ سے اس کا نام مرکب اضافی غیر مفید ہوا، شاید تم کو یہ خیال ہو کہ غلامُ زیدٍ سے فائدہ ہوا کہ یہ غلام زید کا ہے کسی دوسرے کا نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات سامع کو پہلے سے معلوم ہے کہ غلام زید کا ہے، متکلم غلامُ زیدٍ مثلاً کہے گا اسی وقت جبکہ سامع کو یہ معلوم ہو کہ غلام زید کا ہے، اب کوئی نئی چیز کہنی چاہیے کہ جس کا علم سامع کو نہ ہو، اور نئی چیز متکلم نے غلام زید کے بغیر کچھ کہی نہیں۔ لہذا یہ ترکیب مرکب اضافی کی سامع کے نزدیک بے فائدہ رہی۔ یاد رکھو مرکب اضافی میں پہلا جزو مضاف کہلاتا ہے اور دوسرا جزو مضاف الیہ۔

سوال :۔ پہلے جزو کا نام مضاف کیوں ہے ؟

جواب :۔ مرکب اضافی میں پہلے جزو کا نام مضاف اس وجہ سے ہے کہ یہ مشتق ہے اضافت سے اضافت مصدر ہے باب افعال کا بروزن اقامۃ اور اضافت کے معنی ہیں منسوب کرنا تم دیکھو کہ مضاف اسم مفعول کا صیغہ ہے جس کے معنی یہ ہیں منسوب کیا گیا تو ظاہر ہے کہ غلامُ زیدٍ میں غلام کس کی طرف منسوب ہے؟ تم جواب دوگے کہ زید کی طرف منسوب ہے کیونکہ زید اس کا مولی ہے۔

سوال :۔ مرکب اضافی میں دوسرے جزو کا نام مضاف الیہ کیوں ہے ؟

جواب اس کا نام ظاہر ہے کہ مضاف صیغۂ اسم مفعول کا ہے جیسا کہ تم کو معلوم ہوا۔ الیہ میں اِلیٰ حرف جار ہے، الی کے ساتھ ضمیر متصل ہے جس کے معنیٰ یہ ہوئے۔ نسبت کیا گیا طرف اس کی تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ ترکیب اضافی میں اوّل کی نسبت دوسرے جزو کی طرف ہوتی ہے۔ لہذا پہلا جزو مضاف اور دوسرا مضاف الیہ۔

سوال :۔ جب مرکب اضافی میں پہلے جزو کی نسبت دوسرے جزو کی طرف ہوتی ہے تو اس سے

صاف طور پر ثابت ہوا کہ مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان میں نسبت ہوئی تو اس وقت اس کو مرکب مفید کہنا چاہیئے۔

جواب یہ ہے کہ نسبت کی دو قسمیں ہیں ایک نسبت تام دوسری نسبت ناقص، مرکب مفید وہ ہوتا ہے کہ جس میں نسبت تام ہو کہ جس سے مخاطب کو پورا فائدہ حاصل ہو. مرکب اضافی میں ہمیشہ نسبت ناقص ہوتی ہے، اس وجہ سے اس کو مرکب غیر مفید ہی کہیں گے.

سوال :۔ نسبت کیا چیز ہے؟

جواب :۔ نسبت دو چیزوں میں جو لگاؤ ہو اس کو کہتے ہیں۔

سوال :۔ اس دو چیزوں کے لگاؤ کو کسی مثال سے واضح کیجئے۔

جواب :۔ دیکھو کسی شخص کے ایک بیٹا ہے، باپ کا نام حامد ہے اور بیٹے کا نام محمود ہے تو ان دونوں میں ایک کا باپ ہونا اور ایک کا بیٹا ہونا یہی لگاؤ ہے، اس ہی لگاؤ کو عربی میں نسبت کہتے ہیں، اگر یہ ایسا لگاؤ ہے کہ اس کی طرف توجہ اور لحاظ پورا ہو تو اس کو نسبت تامہ کہتے ہیں، اور اگر یہ لگاؤ یوں ہی ایک معمولی سے چپکاؤ سے پیدا ہوا کہ جس کی طرف توجہ کرنا مقصود ہی نہیں ایسے چلتے لگاؤ کو نسبت ناقص کہتے ہیں۔ بس مضاف اور مضاف الیہ میں جو نسبت ہے وہ ایک چلتا ہوا لگاؤ ہے، جیسے مکان کی ایک اینٹ کا دوسری اینٹ سے بخلاف مرکب مفید کے کہ اس میں ایک جزو کا لگاؤ دوسرے جزو سے قابل لحاظ اور توجہ ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

مرکب اضافی میں ہمیشہ مضاف الیہ کو جر ہوگا۔

سوال :۔ مضاف الیہ کو جر کون دیتا ہے ؟

جواب :۔ اس کا بیان آگے اسماء عاملہ کے بیان میں آئے گا۔

سوال :۔ مضاف پر کیا اعراب آئے گا؟

جواب :۔ اس کا اعراب ایک نہیں جیسا کہ اس کے اوپر عامل ہوگا ویسا ہی اس کا اعراب ہوگا یعنی کبھی رفع۔ کبھی نصب۔ کبھی جر۔

دوم۔ مرکب بنائی، و آن آنست کہ دو اسم را یکے کردہ باشند، و اسم دوم متضمن حرفے باشد

مرکب غیر مفید کی دوسری قسم مرکب بنائی ہے۔

تعریف مرکب بنائی۔ مرکب بنائی اس کو کہتے ہیں کہ جس مرکب میں دو اسموں کو ایک کیا ہو۔ اور اسم دوسرا مرکب بنائی میں کسی حرف کے لگاؤ کو چاہتا ہو۔ مقصد اس کا یہ ہوا کہ در

حقیقت دو اسم علیحدہ علیحدہ تھے، پہلا اسم ختم ہونے کے بعد ایک حرف ہوتا ہے کہ جس کا تعلق اس حرف کے بعد والے اسم سے ہوتا ہے، جس وقت دو اسموں کو ایک کرنا مقصود ہوتا ہے تو وہ حرف جو دوسرے اسم کے ساتھ ہے اُس کو درمیان سے نکال کر ساقط کر دیتے ہیں کیونکہ حرف کو باقی رکھتے ہوئے دو اسم ایک ہو ہی نہیں سکتے، جب وہ درمیان والا حرف ساقط کر دیا تو دونوں اسموں کو ایک کر لیا جائے گا، اور اس مرکب کا نام مرکب بنائی کر دیا جائے گا۔

چوں اَحَدَ عَشَرَ تا تِسْعَةَ عَشَرَ کہ در اصل اَحَدٌ وعَشَرٌ و تِسْعَةٌ وعَشَرٌ بودہ است، واؤ را حذف کردہ ہر دو اسم را یکے کردند، و ہر دو جزو مبنی باشد بر فتحہ الا اِثْنَا عَشَرَ کہ جزو اول معرب است۔

مثال مرکب بنائی اَحَدَ عَشَرَ سے لیکر تسعۃ عشر تک ہے، یعنی گیارہ ۱۱ سے مرکب بنائی شروع ہوتی ہے اور انیس ۱۹ تک جاتی ہے۔

اَحَدَ عَشَر ۱۱۔ اثنا عَشر ۱۲۔ ثلثة عَشر ۱۳۔ اربعة عَشر ۱۴۔ خمسة عَشر ۱۵۔ ستة عَشر ۱۶۔ سبعة عَشر ۱۷۔ ثمانية عَشر ۱۸۔ تسعة عَشر ۱۹۔

یہ کلمات دراصل اس طرح تھے: احدٌ وعشرٌ۔ اثنانِ وعشرٌ۔ ثلثةٌ وعشرٌ۔ اربعةٌ وعشرٌ۔ خمسةٌ وعشرٌ۔ ستةٌ وعشرٌ۔ سبعةٌ وعشرٌ۔ ثمانيةٌ وعشرٌ۔ تسعةٌ وعشرٌ۔

ان تمام کلمات میں واؤ کو دوسرا اسم یعنی عشرٌ متضمن ہے۔ جس وقت ان کلمات کو مرکب بنائی بنائیں گے واؤ کو درمیان سے خارج کر دیں گے۔ پھر دونوں اسم مل کر ایک اسم کی طرح ہو جائیں گے۔ دیکھو اَحَدَ عَشَرَ کا ترجمہ یہ ہے ایک اور دس: ایک احد کا معنیٰ ہے، دس عشر کا معنیٰ ہے۔ ہر لفظ کا الگ الگ معنیٰ ہے۔ جب درمیان سے واؤ گرا دی تو ہو گیا احد عشر اب اس کے معنیٰ ہوئے گیارہ تو گویا کہ احد عشر ایک لفظ ہو گیا اور گیارہ اس کا ایک معنیٰ ہو گیا۔ اور اس تغیر کی وجہ سے دونوں جز مرکب بنائی میں مبنی فتح پر کر دیئے گئے، سوائے اثنا عشر کے کہ اس مثال میں پہلا جزو یعنی اثنا معرب ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ مرکب بنائی میں گیارہ ۱۱ سے انیس ۱۹ تک اٹھارہ کلمے ہیں۔ سترہ ۱۷ مبنی ہیں فتح پر ایک بارہویں عدد کا پہلا جزو یعنی اثنا فقط معرب ہے

سوال : اثنا عشر میں اثنا کیوں معرب ہے؟

جواب ۔ اس وجہ سے معرب ہے کہ اصل میں یوں تھا اثنان وعشرٌ جب ان دو نوں کو ایک کیا تو واؤ گرا ئی ۔ اب باقی رہ گیا اثنان عشر ۔ اثنان تثنیہ ہے، نون اس کا اعرابی ہے، جب تک یہ نون درمیان سے ساقط نہ ہوگا تو دونوں اسم ایک نہ ہوں گے ۔ لامحالہ نون بھی ساقط کیا جائے گا تو ہو جائے گا اِثْنَا عَشَرَ اب غور سے سمجھو کہ تثنیہ جسوقت مضاف ہو کسی دوسرے اسم کی طرف تو اس وقت بھی نون تثنیہ کا ایسے ہی ساقط ہو جاتا ہے جیسا کہ اثنا میں ہو گیا مثلاً تم نے یوں کہا غلاما زید، اس کی اصل تھی غُلَامَانِ زَیْدٍ جب غلامانِ کو زید کی طرف مضاف کیا نون درمیان سے ساقط ہو گیا، رہ گیا غلاما زید ترجمہ :۔ دو غلام زید کے تو اثنا مشابہ ہو گیا نون ساقط ہونے میں غلاما کے اور غلاما ہے معرب ۔ لہذا اس کی مشابہت سے اثنا بھی معـــرب ہو گیا ۔

سوال ، مرکب بنائی میں دونوں جزو مبنی کیوں ہوئے ؟

جواب :۔ پہلا جزو تو مبنی اس وجہ سے ہوا کہ جب درمیان سے واؤ نکل گئی تو دونوں ایک اسم ہو گئے تو پہلے اسم کا اخیر حرف کلمہ کے درمیان بن گیا اور ایک اسم کو درمیان میں کسی حرف پر اعراب نہیں آتا یعنی درمیان کا حرف معرب نہیں ہوتا، اعراب ہمیشہ اسم معرب کے اخیر حرف پر آتا ہے، لہذا پہلا جزو تو مرکب بنائی میں اس وجہ سے مبنی ہوا، دوسرا جزو اس وجہ سے مبنی ہوا کہ وہ متضمن ہے حرف واؤ کو ۔ تم کو آگے معلوم ہو گا کہ تمام حروف مبنی ہیں تو دوسرا اسم اس واؤ کے لگاؤ کی وجہ سے مبنی ہو گیا ۔

سوال :۔ فتح پر دونوں جزو مبنی کیوں ہوئے، ضمہ پر، جر پر مبنی کیوں نہ کیا ؟

جواب : تم کو صرف میں معلوم ہو گیا کہ تینوں حرکتوں میں سب سے زیادہ ہلکی پھلکی حرکت فتح ہے، لہذا دونوں کو ہلکی حرکت پر مبنی کر دیا تاکہ بولتے وقت سہولت سے ادا ہو جائے ۔

سوال :۔ سہولت کا لحاظ کیوں رکھا گیا ؟

جواب :۔ اس وجہ سے سہولت کا لحاظ کیا گیا کہ یہ ہے گنتی عربی کی اور گنتی سے آدمی کو ہر وقت واسطہ پڑتا ہے اور جس چیز سے واسطہ زیادہ پڑے اس میں سہولت کا لحاظ اھلِ عرب کرتے ہیں ۔

سوم :۔ مرکب منع صرف، واو آنست کہ دو اسم را یکے کردہ باشند، و اسم دوم متضمن حرفے نہ باشد، چوں بَعْلَبَكْ و حضرموت کہ جزو اوّل مبنی باشد بر فتحہ

برمذہب اکثر علماء، وجزء دوم معرب

تیسری قسم مرکب غیر مفید کی مرکب منع صرف ہے

تعریف مرکب منع صرف۔ مرکب منع صرف وہ مرکب ہے کہ جس میں دو اسم ایک کئے گئے ہوں مگر دوسرا اسم اپنے ساتھ کسی حرف کا لگاؤ نہ رکھتا ہو۔ مطلب یہ ہوا کہ مرکب منع صرف میں دونوں اسموں کے درمیان میں کوئی حرف نہیں ہوتا جیساکہ مرکب بنائی میں ہوتا ہے جیساکہ بَعْلَبَکّ اصل اس کی بَعْلٌ، بَکٌّ تھی، بَعْلٌ کی تنوین ساقط کرکے بَکٌّ سے ملاکر ایک اسم بَعْلَبَکٌّ ہوگیا۔

سوال: بَعْلٌ کس کو کہتے ہیں؟

جواب: ایک بت کا نام تھا۔

سوال: بَکٌّ کے کیا معنیٰ؟

جواب: بَکٌّ ایک بادشاہ کا نام تھا۔

سوال: مجموعہ بَعْلَبَکّ کے کیا معنیٰ؟

جواب: ایک شہر کا نام ہے۔

سوال: حضوموت کیا چیز ہے؟

جواب: حضوموت ایک شہر کا نام بھی ہے اور ایک قبیلہ کا نام بھی ہے۔

اس مرکب منع صرف کا پہلا جزء اکثر علماء نحویوں کے نزدیک فتح پر مبنی ہے اور جزء دوسرا معرب ہے غیر منصرف یعنی دوسرے جزء پر کسرہ اور تنوین نہ آئے گی، یا فقط فتح آئے گا یا ضمہ جیساکہ غیر منصرف کا اعراب ہوتا ہے۔

سوال: "برمذہب اکثر علماء" کا کیا مطلب ہے؟

جواب: مطلب یہ ہے کہ پہلے جزء کا مبنی بر فتحہ ہونا، تمام علماء کا اس پر اتفاق نہیں بلکہ اکثر کے نزدیک فتحہ ہے۔ بعض کہتے ہیں پہلا جزء معرب منصرف ہے، یعنی تینوں حرکتیں اس پر آجائیں گی عوامل کے اختلاف کے وقت۔

بدانکہ: مرکب غیر مفید ہمیشہ جزء جملہ باشد، چوں: غُلَامُ زَیْدٍ قَائِمٌ، عندی عَشَرَ دِرْهَمًا وجاءَ بَعْلَبَکُّ۔

خدا کے فضل وکرم سے مرکب غیر مفید کی تینوں قسموں کی بقدر ضرورت تفصیل ہوگئی

یعنی مرکب اضافی کی بھی اور مرکب بنائی کی بھی اور مرکب منع صرف کی بھی۔ مرکب غیر مفید مرکب تو ضرور ہے مگر ایسا مرکب ہے کہ اس سے سامع کو کوئی فائدہ، خبر یا مطلب کا حاصل نہیں ہوتا، تو عدم فائدہ کے لحاظ سے یہ مرکب غیر مفید ایسی ہوئی جیسا کہ لفظ مفرد، تو اس مرکب غیر مفید کی جملہ تام میں کیا حیثیت ہو گی؟

جواب۔ اس حیثیت ایسی ہو گی جیسے کہ مفرد کی ہوتی ہے، یعنی جیسے لفظ مفرد کلام کا ایک جزو ہوتا ہے ایسے ہی یہ مرکب غیر مفید بھی کلام کا جزء ہو گا، جیسے ایک مفرد کے ساتھ جب تک دوسرا مفرد نہ ملے جملہ نہیں ہوتا، اسی طرح مرکب غیر مفید کے ساتھ جب تک دوسرا مفرد نہ ملے جملہ نہیں ہوتا، اسی طرح مرکب غیر مفید کے ساتھ جب تک دوسرا جزء اور نہ ملایا جائے جملہ نہیں ہوتا۔ جس کا حاصل یہ نکلا کہ مرکب غیر مفید جملہ کا ایک جزء ہو گا، مثلاً کسی نے یوں کہا، غُلَامُ زَیْدٍ قَائِمٌ یہ جملہ ہے، اس کا ایک جزء تو غُلَامُ زَیْدٍ ہے اور دوسرا جزء قَائِمٌ ہے، دونوں جزوں سے مل کر جملہ خبریہ ہو گیا کہ جس سے سامع کو فائدہ تام حاصل ہو گیا۔ مرکب بنائی کی مثال کسی نے یوں کہا اَحَدَ عَشَرَ دِرْهَمًا۔ اس سے مخاطب کو کچھ فائدہ نہ ہوا، کیونکہ اَحَدَ عَشَرَ دِرْهَمًا ایک جزء ہے، جب یوں کہیں عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْهَمًا۔ تو اس وقت یہ جملہ پورا ہو گیا، دوسرا جزء اس کا عندی ہو گیا۔ مثال مرکب منع صرف کی بَعْلَبَکُّ ہے۔ بَعْلَبَکُّ مرکب غیر مفید ہے، اس سے سامع کو نہ کوئی خبر معلوم ہوئی اور نہ کوئی طلب۔ جب اس طرح کہا جائے اجَاءَ بَعْلَبَکُّ تو یہ مرکب مفید ہو گیا۔ ایک جزء اس کا جاء فعل ماضی ہو گیا اور دوسرا جزء بَعْلَبَکُّ ہو گیا۔ دونوں آپس میں مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو گیا۔

مرکب مفید اور مرکب غیر مفید کی بحث مع مثالوں کے ختم ہو گئی۔

مشق۔ اَحَدَ عَشَرَ، غُلَامُ زَیْدٍ۔ حَضَرَمَوْتُ۔ بتاؤ ان میں مرکب بنائی کی کونسی مثال ہے، یہ بھی بتاؤ کہ اَحَدَ عَشَرَ، اصل میں کیا تھا، یہ بھی بتاؤ کہ مرکب بنائی کی ابتدا کہاں سے ہوتی ہے اور کہاں ختم ہوتی ہے۔ یہ بھی بتاؤ کہ مرکب بنائی میں وہ کونسا لفظ ہے جس کا ایک جزء معرب ہے اور ایک مبنی ہے۔

ترکیب:۔ غُلَامُ زَیْدٍ قَائِمٌ۔ غلام مضاف، زید مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا۔ قائم خبر مبتدا کی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

عندی اَحَدَ عَشَرَ دِرْهَمًا عند مضاف، یائے متکلم مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر ظرف ہوا ثابت محذوف کا۔ ثابت صیغہ اسم فاعل کا اپنے فاعل ضمیر اور ظرف سے مل کر خبر مقدم، احد عشر ممیز دِرْهَمًا تمیز، ممیز اپنی تمیز سے مل کر مبتدا مؤخر۔ خبر مقدم اپنے مبتدا مؤخر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

جَاءَ بَعْلَبَكُّ۔ جاء فعل، بعلبک فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

بدانکہ: ہیچ جملہ کمتر از دو کلمہ نہ باشد، لفظاً چوں ضَرَبَ زَيْدٌ و زَيْدٌ قَائِمٌ یا تقدیراً، چوں اِضْرِبْ کہ انت در و مستتر است و از یں بیشتر باشد، و بیشتر را حدے نیست۔

تم کو پہلے معلوم ہو چکا کہ جملہ اس کو کہتے ہیں کہ قائل کے خاموش ہو جانے کے بعد سامع کو کوئی خبر یا طلب معلوم ہو۔ اور یہ بات اس وقت حاصل ہو سکتی ہے کہ جملہ میں کم از کم دو کلمے ہوں کہ ایک مُسند ہو اور دوسرا مُسند الیہ، کیونکہ ایک کلمہ اکیلا مسند اور مسند الیہ نہیں ہو سکتا، لامحالہ دو کلموں کا ہونا جملہ کے وجود کے لئے ضروری ہوا۔ عام ہے اس سے کہ دونوں کلمے لفظوں میں ہوں یا ایک لفظاً ہو اور دوسرا تقدیراً ہو یعنی دوسرا کلمہ مان لیا گیا ہو۔ مثال اس جملہ کی کہ جس میں کم از کم دو کلمے ہوں اور دونوں لفظاً ہوں، جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ و زَيْدٌ قَائِمٌ دیکھو ضرب زید میں دونوں کلمے لفظاً ہیں، ایک ضرب ہے اور دوسرا زید ہے علیٰ ہذا زید قائم میں بھی دونوں کلمے لفظاً ہیں ایک زید اور دوسرا قائم۔

سوال: کسی قاعدہ کی مثال بیان کر کے اس قاعدہ کو سمجھانا مقصود ہوتا ہے، لہٰذا وضاحت صرف ایک مثال سے ہو جاتی ہے۔ یہاں دو مثالیں دیں، آخر اس سے کیا فائدہ ہوا؟

جواب۔ یہ ہے کہ پہلی مثال تو جملہ فعلیہ کی دی کہ جو مرکب ہے دو کلموں سے جو کہ لفظاً ہیں۔ اور دوسری مثال جملہ اسمیہ کی دی، ان دونوں مثالوں سے جملہ خبریہ کی دونوں قسمیں واضح ہو گئیں۔ مثال اس جملہ کی کہ جس میں ایک کلمہ لفظاً ہو اور دوسرا جملہ کی صحت کے لئے مان لیا ہو، جیسے اِضْرِبْ ظاہر ہے کہ اِضْرِبْ ایک کلمہ ہے جو کہ مسند ہے، مسند الیہ کا لفظاً ندارد ہے۔ لامحالہ اس کی اصل اس طرح ہوئی اِضْرِبْ اَنْتَ۔ اَنْتَ مسند الیہ ہے جو اضرب کے اندر مقدر مانا گیا ہے۔ حاصل اس کا یہ ہے کہ ہر جملہ کے لئے دو کلموں کا ہونا لابدی ہوا۔ جملہ کے اندر دو کلموں سے زائد بھی ہوں گے، زائد کی کوئی حد مقرر نہیں جیسے کم کی حد

مقرر ہے، دو سے زائد تین ہوں چار ہوں، پانچ ہوں، دس ہوں، بیس ہوں، زیادتی کی کچھ تعیین نہیں کی جاسکتی، یہ بات تم کو پیشتر روشن ہوچکی کہ جملہ سے جو مراد ہے وہ مسند الیہ اور مسند سے معلوم ہوجاتی ہے۔ اگر دو کلمے ہوں تو ایک مسند ہوجائے گا اور دوسرا مسند الیہ۔ لیکن جس وقت اس جملہ میں کلمات دو سے زائد ہوں تو مراد کس طرح واضح ہوگی تو ایسے وقت میں مراد اور معنیٰ معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اول یہ دیکھو کہ ان کلمات میں کونسا کلمہ اسم ہے، کونسا فعل ہے اور کونسا حرف ہے۔ اس کے بعد یہ دیکھو کہ معرب ہے یا مبنی ہے، پھر دیکھو کہ ان کلمات میں عامل کونسا ہے اور معمول کونسا ہے۔ پھر اس پر گہری نظر ڈالو کہ ان کلمات میں باہم تعلق اور لگاؤ کس قسم کا ہے، آیا فعل فاعل کا تعلق ہے یا مبتدا خبر کا تعلق ہے۔ یا ان کلمات میں ذوالحال اور حال کا لگاؤ ہے یا جار مجرور کا رابطہ ہے یا تمیز ممیز کا تعلق ہے، یہ تمام چیزیں پرکھ لینے کے بعد پتہ لگنے لگا کہ مسند یہ ہے اور مسند الیہ وہ ہے۔ پھر اس کثیر الکلمات جملہ کے معنیٰ اچھی طرح معلوم ہوجائیں گے۔ حاصل یہ ہے کہ جملہ میں کتنے ہی زائد کلمات ہوں تمام کے تمام سمٹ سمٹا کر مسند اور مسند الیہ کے اندر آجاتے ہیں، پھر مسند اور مسند الیہ سے غرض اور مراد جملہ کی معلوم ہوجاتی ہے۔

سوال:- معرب ہیں عامل معمول، تمیز، ممیز، حال ذوالحال، جار مجرور کس کو کہتے ہیں

جواب:- سب کا بیان اپنی اپنی جگہ آگے آئے گا، وہاں سمجھ لینا۔

فصل:- بدانکہ علامتِ اسم آنست کہ الفؔ ولام یا حرفِ جر در اولش باشد چوں اَلْحَمْدُ و بِزَیْدٍ۔ یا تنوین در آخرش باشد، چوں زَیْدٌ یا مسند الیہ باشد، چوں زَیْدٌ عَالِمٌ یا مضاف باشد، چوں غُلَامُ زَیْدٍ یا مصغر باشد، چوں قُرَیْشٌ یا منسوب باشد چوں بَغْدَادِیٌّ یا مثنیٰ باشد چوں رَجُلَانِ یا مجموع باشد چوں رِجَالٌ یا موصوف باشد چوں جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ یا تائے متحرک بدو پیوندد چوں ضَارِبَۃٌ۔

تم اس کو اچھی طرح جانتے ہو کہ جتنی چیزیں خدا نے دنیا میں پیدا کی ہیں ان میں ایسی خصوصیات اور علامتیں رکھی ہیں کہ ہر ہر چیز اپنی اپنی خصوصیات اور علامتوں سے ایک دوسرے سے جدا جدا معلوم ہوتی ہے، گائے کو ایسی صورت دی کہ اس کو بکری نہیں کہتے، بکری کو گائے نہیں کہتے، مرد کو عورت نہیں کہتے، عورت کو مرد نہیں کہتے، بوڑھے کو جوان نہیں کہتے، جوان کو بوڑھا نہیں کہتے، آسمان کو زمین نہیں کہتے، شجر کو حجر نہیں کہتے وغیرہ وغیرہ۔

تو یہ تمام چیزیں ایک دوسرے سے اپنی اپنی خاص خاص علامتوں کی وجہ سے الگ الگ معلوم ہوتی ہیں، ایسی ہی اسم، فعل، حرف بھی تین چیزیں ہیں ان میں بھی ایسی خصوصیات اور علامات ہیں کہ جن کی وجہ سے اسم، فعل اور حرف سے جدا معلوم ہوتا ہے۔ فعل اسم اور حرف سے جدا اور ممتاز معلوم ہوتا ہے۔ حرف ان دونوں سے ممتاز ہے ان تینوں میں باہم دو طرح امتیاز ہے، ایک معنوی اور دوسرا فرق لفظی۔ معنوی فرق یہ ہے کہ اسم کے معنی مستقل ہوتے ہیں، اور تینوں زمانوں میں سے کوئی زمانہ اس میں نہیں پایا جاتا، بخلاف فعل کے کہ اس کے معنے مستقل تو ضرور ہوتے ہیں مگر تینوں زمانوں میں ایک زمانہ بھی پایا جاتا ہے۔ حرف کے نہ معنی مستقل ہوتے ہیں اور نہ زمانہ ہوتا ہے۔ یہ فرق اسم فعل حرف کا معنوی ہوا۔ تینوں کے لفظی فرق اس فصل میں بیان ہوتے ہیں، چنانچہ مصنف علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں کہ:

اسم کی علامتیں گیارہ ہیں کہ جو نہ فعل میں پائی جائیں گی اور نہ حرف میں۔ پہلی شناخت اس کی یہ ہے کہ جس کلمے کے اول میں الف اور لام ہو وہ کلمہ اسم ہوگا تو اس سے معلوم ہوا کہ فعل اور حرف پر الف لام بھی داخل نہ ہوگا۔ دوسری شناخت اسم کی یہ ہے کہ اس کے اول میں سترہ حروف جارہ میں کوئی حرف جر ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ حرف جر فعل اور حرف پر داخل نہ ہوگا۔ تیسری علامت اسم کی یہ ہے کہ اس کے آخر میں تنوین ہو، یعنی دو زبر یا دو زیر یا دو پیش ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ فعل اور حرف پر تنوین نہ آئے گی چوتھی علامت اسم کی یہ ہے کہ وہ مسند الیہ ہو، لہذا فعل اور حرف مسند الیہ نہ ہوگا، جیسا کہ دوسری فصل میں معلوم ہو گیا۔ پانچویں علامت اسم کی یہ ہے کہ مضاف ہو، اس سے معلوم ہوا کہ فعل اور حرف مضاف نہ ہوگا۔ چھٹی علامت اسم کی یہ ہے کہ مصغر ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ فعل میں اور حرف میں تصغیر نہ ہوگی۔ ساتویں علامت اسم کی یہ ہے کہ منسوب ہو۔ معلوم ہوا کہ فعل اور حرف منسوب نہ ہوگا۔ آٹھویں علامت اسم کی یہ ہے کہ مثنی ہو، اس سے معلوم ہوا کہ فعل اور حرف تثنیہ نہ ہوگا نویں علامت اسم کی یہ ہے کہ مجموع ہو۔ معلوم ہوا کہ فعل اور حرف جمع نہ ہوگا۔ دسویں علامت اسم کی یہ ہے کہ موصوف ہو۔ معلوم ہوا کہ فعل اور حرف کبھی موصوف نہ ہوگا۔ گیارھویں علامت اسم کی یہ ہے کہ اس کے آخر میں تائے متحرک ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ تا متحرکہ فعل اور حرف میں نہ ہوگی۔

مثال الف لام کی اَلْحَمْدُ مثال حرف جر کی بِزَیْدٍ ۔ مثال تنوین کی زَیْدٌ مثال مسند الیہ کی زَیْدٌ قَائِمٌ۔ مثال مضاف کی غُلَامُ زَیْدٍ۔ مثال مصغر کی قُرَیْشٌ ۔ مثال منسوب کی بَغْدَادِیٌّ مثال مثنیٰ کی رجلان۔ مثال مجموع کی رجال ۔ مثال موصوف کی جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ۔ مثال تا متحرکہ کی ضاربۃ ۔

سوال ۔ تنوین کس کو کہتے ہیں ؟

جواب ۔ تنوین نام ہے نون ساکن کا نون حرف ہے، لہذا تنوین بھی حرف ہے ۔ رسم خط اس کی دو زبر اور دو زیر اور دو پیش کی شکل میں ہوتی ہے۔ دیکھو اَن اور اً یعنی الف نون زبر اَن اور الف دو زبر اً ۔ اور آواز دونوں کی ایک ہے ۔

سوال :۔ اسم کی علامت مسند الیہ ہونا تو معلوم ہوگیا، فعل مسند الیہ کیوں نہیں ہوتا ؟

جواب : اچھی طرح غور کروگے تب سمجھوگے، دیکھو فعل نام ہے تین چیزوں کا، ایک معنیٰ مصدری۔ دوسرے نسبت اس کی کسی نہ کسی فاعل کی طرف۔ تیسرے ان معنے مصدری کے ساتھ تینوں زمانوں میں سے کسی نہ کسی زمانہ کا لگا ہونا۔ مثلاً ضرب فعل ہے۔ اس میں ایک ضَرْبٌ مصدر ہے، ایک زمانہ ماضی ہے ایک نسبت ہے مارنے والے کی طرف۔ ان تینوں چیزوں کے مجموعہ کا نام فعل ہوا اور کوئی سا فعل ہو اس کی اسناد فاعل یا نائب فاعل کی طرف ضرور ہوگی یعنی فعل مسند ہوگا اور فاعل مسند الیہ ہوگا تو اگر تم فعل کو مسند الیہ بناؤگے تو کوئی چیز فعل کی طرف مسند ہوگی اور فعل مسند الیہ ہوگا تو فعل کے اندر ایک وقت میں دو چیزیں پائی گئیں خود مسند ہونا فاعل کی طرف تام اسناد کے ساتھ اور مسند الیہ ہونا کسی دوسری چیز کا تام اسناد کے ساتھ تو اس وقت لازم آئے گا کہ شئ واحد مسند ہوا اور مسند الیہ ہوا اور دونوں اسنادیں تام ہوں۔ اور یہ ہو نہیں سکتا کیونکہ انسان کا ذہن ایک وقت ایک اسناد کی طرف توجہ کرسکتا ہے۔ دوسری اسناد کی طرف توجہ نہیں ہوسکتی، لہذا فعل مسند الیہ نہیں ہوسکتا، محض مسند ہی ہوگا ۔

سوال ۔ فعل مضاف کیوں نہیں ہوتا ۔

جواب ۔ فعل مضاف اس وجہ سے نہیں ہوتا کہ مضاف اضافت کے بعد یا تو معرفہ ہوجائے گا، جس وقت کہ مضاف الیہ معرفہ ہو یا نکرہ مخصوصہ ہوجائے گا جس وقت کہ مضاف الیہ نکرہ ہو۔ اور فعل نہ معرفہ ہوتا ہے اور نہ نکرہ مخصوصہ ہوتا ہے مثال اس مضاف کی جو کہ نکرہ تھا اور اضافت کے بعد معرفہ ہوگیا، جیسے ۔ غُلَامُ زَیْدٍ۔ دیکھو غلام نکرہ تھا، ہر ایک کے غلام

پر غلام صادق آتا تھا جس وقت غلام کو زیدٌ کی طرف مضاف کر دیا تو زیدٌ کے معرفہ ہونے کی وجہ سے غلام بھی معرفہ ہو گیا۔ مثال اس مضاف کی جو اضافت کے بعد نکرہ مخصوصہ ہو گیا جیسا کہ غُلَامُ رَجُلٍ اضافت سے پہلے غلام عورت اور مردوں کے غلام پر صادق آتا تھا، جس وقت اس کی اضافت رجلٌ کی طرف ہو گئی تو اب صرف مرد کے غلام پر ہی صادق آئے گا، عورت کے غلام پر صادق نہ آئے گا۔

سوال: مصغّر کس کو کہتے ہیں ؟

جواب۔ مصغّر اس اسم کو کہتے ہیں کہ جس کی تصغیر لائی گئی ہو۔

سوال: تصغیر کس کو کہتے ہیں ؟

جواب: تصغیر کے معنیٰ ہیں چھوٹا ظاہر کرنا، جیسے رَجُلٌ کی تصغیر رُجَیْلٌ یعنی چھوٹا سا مرد۔ جیسے شَجَرٌ کی تصغیر شُجَیْر چھوٹا سا درخت۔ جیسے کِتَابٌ کی تصغیر کُتَیِّبٌ چھوٹی سی کتاب۔

سوال۔ فعل کی تصغیر نہیں آتی ؟

جواب۔ ہرگز نہیں، کیونکہ فعل اپنے معنیٰ جنسی کے اعتبار سے تصغیر کو قبول نہیں کرتا دیکھو ضَرَبَ فعل ہے، اس کے معنیٰ ہیں "مارا" اگر سخت مارا تب بھی یہی کہیں گے ضَرَبَ اگر درمیان درجہ کا مارنا ہو تب بھی یہی کہیں گے کہ ضَرَبَ۔ اور اگر معمولی مار ماری تب بھی یہی کہیں گے کہ ضَرَبَ۔ کیونکہ ضَرَبَ معنیٰ جنسی ہیں کہ جو ہر قسم کی ضرب پر صادق آتے ہیں لہذا فعل کے معنیٰ ہیں تصغیر کی صلاحیت ہی نہیں۔

سوال۔ منسوب کس کو کہتے ہیں ؟

جواب۔ منسوب اس اسم کو کہتے ہیں کہ جس کے آخر میں یائے نسبت کی ہو، جیسے بَغْدَادِیٌّ۔

سوال۔ بَغْدَادِیٌّ کا کیا مطلب ہے ؟

جواب۔ شَیْءٌ مَنْسُوْبٌ اِلٰی بَغْدَادِ۔ یعنی وہ چیز جو منسوب ہو بغداد کی طرف، جیسے رَجُلٌ بَغْدَادِیٌّ۔ ثَوْبٌ بَغْدَادِیٌّ۔ کِتَابٌ بَغْدَادِیٌّ۔

سوال ۔ فعل منسوب کیوں نہیں ہوتا ؟

جواب ۔ فعل منسوب اس وجہ سے نہیں ہوتا کہ اسم منسوب ایسا ہوتا ہے جیسا کہ

مسندالیہ۔ جیسے کہ ثَوْبٌ بَغْدَادِیٌّ تو ثوبٌ بمنزلہ مسند کے ہوا اور بغدادی منزلہ میں مسندالیہ کے ہوا، اور فعل مسندالیہ ہوتا نہیں، جیساکہ تم کو اوپر معلوم ہوگیا۔

سوال۔ مُثنّٰی کس کو کہتے ہیں؟

جواب۔ مثنّٰی صیغہ اسم مفعول ہے باب تفعیل سے، اس کا مصدر تثنیة ہے۔ معنیٰ اس کے دو ہوجانا۔ جیسے رَجُلٌ ایک مرد اور رَجُلَانِ دو مرد۔

سوال۔ فعل بھی تثنیہ ہوتا ہے، جیسے ضَرَبَ سے ضَرَبَا اور یَضْرِبُ سے یَضْرِبَانِ

جواب۔ فعل کبھی تثنیہ نہیں ہوتا ضَرَبَا اور یَضْرِبَانِ میں فعل واحد ہے، البتہ مارنے والے دو ہیں، بخلاف رجلان کے کہ اس کے اندر تعدد ہے، یعنی دو آدمی، یہی جواب ہوگا ضَرَبُوْا اور رِجَالٌ میں کہ ضَرَبُوْا میں فعل واحد ہے اور مارنے والے دو سے زائد ہیں۔ بخلاف رِجَالٌ کے کہ اس میں خود تعدد ہے۔

سوال۔ فعل موصوف کیوں نہیں ہوتا؟

جواب۔ اس وجہ سے نہیں ہوتا کہ موصوف ذات ہوتی ہے اور فعل ذات نہیں ہوتی دوسری وجہ یہ ہے کہ موصوف اس کو کہتے ہیں کہ جس کی کوئی صفت لائی گئی ہو۔ اور صفت لانے سے موصوف کی وضاحت مقصود ہوتی ہے جبکہ موصوف معرفہ ہو جیسے جَاءَنِی زَیْدُنِ الْعَالِمُ یا صفت لانے سے مقصود موصوف میں تخصیص ہوتی ہے۔ اگر موصوف نکرہ ہو۔ ظاہر ہے کہ فعل نہ معرفہ ہوتا ہے اور نہ نکرہ، پھر فعل کی صفت لانے سے کیا فائدہ ہوگا۔ واللہ اعلم۔

سوال۔ جیسے تاء متحرکہ اسم پر آتی ہے ایسے ہی فعل پر آتی ہے۔ جیسے ضَرَبْتُ۔

جواب۔ یہ ہے کہ یہ تاء ضَرَبْتُ کی حرف نہیں ہے۔ یہ اسم ہے۔ دلیل اس تاء کے اسم ہونے کی یہ ہے کہ یہ فاعل ہے اور فاعل اسم ہوا کرتا ہے۔ بخلاف ضَارِبَةٌ کہ یہ تاء حرف ہے جو کہ فارق ہے درمیان مذکر اور مؤنث کے۔

و علامت فعل آنست کہ قَدْ در اولش باشد، چوں قَدْ ضَرَبَ یا سین باشد چوں سَیَضْرِبُ یا سوف باشد، چوں سَوْفَ یَضْرِبُ یا حرف جزم بود، چوں لَمْ یَضْرِبْ یا ضمیر مرفوع متصل بدو پیوندد چوں ضَرَبْتُ یا تاء ساکن، چوں ضَرَبَتْ۔ یا امر باشد چوں اِضْرِبْ یا نہی باشد چوں لَا تَضْرِبْ و علامت حرف آنست کہ ہیچ علامتے از علامات اسم و فعل درو نبود۔

علاماتِ اسم ختم کرنے کے بعد مصنف فعل کی علامتیں بیان کرتے ہیں۔ پہلی علامت فعل کی قد ہے۔ جس کلمہ پر قد داخل ہوگا وہ فعل ہوگا، اسم اور حرف نہ ہوگا۔ جیسے قَدْ ضَرَبَ اگر ماضی پر داخل ہوگا تو اس کے معنی تحقیق کے ہوں گے اور اگر مضارع پر داخل ہو تو اس کے معنی تقلیل کے ہوں گے، اور کبھی ایسا بھی ہوگا کہ قد مضارع پر بھی معنی تحقیق کے دیگا جیسے قَدْ یَعْلَمُ اللّٰہُ۔

سوال۔ تقلیل کس کو کہتے ہیں؟

جواب۔ تقلیل کے معنی ہیں کبھی کبھی فعل کو کرنا۔ جیسے قَدْ یَاْکُلُ کبھی کبھی کھاتا ہے۔ جیسے قَدْ یَضْرِبُ کبھی کبھی مارتا ہے اور جیسے قَدْ یَذْھَبُ کبھی کبھی جاتا ہے وغیرہ وغیرہ

دوسری علامت فعل کی سین ہے، اور تیسری علامت فعل کی سوف ہے۔ یہ دونوں حرف مضارع پر داخل ہوتے ہیں اور بس۔ دونوں مضارع کو معنی میں استقبال کر دیتے ہیں فرق دونوں میں یہ ہے کہ سین مضارع کو معنی ہیں مستقبل قریب کے کر دے گا، جیسے سَیَضْرِبُ یعنی آیندہ قریب زمانہ میں مارے گا۔ اور سوف مضارع کو مستقبل بعید کے معنی میں لگادیگا جیسے سَوْفَ یَضْرِبُ یعنی آیندہ زمانہ میں مارے گا۔ چوتھی علامت فعل کی حرف جازم ہے یعنی وہ حرف کہ جو اپنے مدخول فعل کے آخر میں جزم کردے اُس وقت جبکہ آخر کا حرف حرف علت نہ ہو جیسے لَمْ یَضْرِبْ۔

سوال۔ حرف جازم کیوں کہا، لم جازم کیوں نہیں کہا؟

جواب۔ لم کے علاوہ اور بھی جوازم ہیں اگر حرفِ جازم کی جگہ لم جازم مصنف کہتا تو اور حرف اس قاعدے سے خارج ہوجاتے۔

سوال۔ اور حرف جوازم کیا ہیں؟

جواب۔ لام امر ہے۔ لائے نہی اور۔ اِنْ شرطیہ ہے یہ حروف جب مضارع پر داخل ہوں گے تو مضارع کو جزم کردیں گے۔ اگر حرف علت مضارع کے آخر میں نہ ہو۔ مثال۔ لَمَّا یَضْرِبْ۔ لِیَضْرِبْ۔ لَا تَضْرِبْ۔ اِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ۔

پانچویں علامت فعل کی ضمیر مرفوع متصل ہے تو ظاہر ہے کہ ضمیر مرفوع فعل کے ہی ساتھ متصل ہوکر آئے گی، کیونکہ ضمیر مرفوع کے معنی ہیں۔ ضمیر فاعل کی اور فاعل فعل کا ہی ہوتا ہے لہٰذا ضمیر فاعل کا کسی کلمہ کے ساتھ متصل ہونا دلیل ہے اس کلمہ کے فعل ہونے کی۔ مثال

اس کی ضَرَبْتَ اور ضَرَبْتِ اور ضَرَبْتُ ہے۔ ان تینوں کلموں میں تینوں ضمیریں فاعل کی ہیں، لہٰذا یہ تینوں کلمے فعل ہوئے۔ چھٹی علامت فعل کی تا ساکن ہے جیسے ضَرَبَتْ ساتویں علامت فعل کی امر ہے جیسے اِضْرِبْ۔ آٹھویں علامت نہی ہے جیسے لَاتَضْرِبْ

سوال۔ حرف کی علامتیں کیا ہیں؟

جواب۔ اسم اور فعل کی علامتوں سے کسی علامت کا نہ پایا جانا ہی حرف کی علامت ہے۔ جیسے مِن اور جیسے حتّیٰ۔ دیکھو مِن اور حتّیٰ میں نہ کوئی علامت اسم کی اور نہ فعل کی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مِن اور حتّیٰ حرف ہیں۔

سوال۔ اسم، فعل، حرف میں سے درجہ اور بلندی کے لحاظ سے کون بڑھا ہوا ہے؟

جواب۔ ان تینوں میں سب سے زیادہ بلند مرتبہ اسم کا ہے کیونکہ اسم مسند اور مسند الیہ ہوتا ہے۔ اسم کے بعد درجہ فعل کا ہے کیونکہ یہ مسند ہوتا ہے اور مسند الیہ نہیں ہوتا۔ حرف دونوں سے گھٹا ہوا ہے کیونکہ حرف نہ مسند ہو اور نہ مسند الیہ ہو۔

سوال۔ جب حرف نہ مسند ہو نہ مسند الیہ ہو تو اس کا فائدہ کچھ بھی نہیں۔ ایک بیکار سی چیز ہوئی۔

جواب۔ یہ ضروری نہیں کہ جو چیز مسند اور مسند الیہ نہ ہو تو وہ بالکل بیکار ہے۔ حرف کے بہت سے فائدے ہیں، منجملہ ان کے ایک فائدہ یہ ہے کہ یہ دو اسموں میں ربط پیدا کر دیتا ہے۔ یہ بھی اس کا فائدہ ہے کہ لازم کو متعدی کر دیتا ہے۔ ان دو فائدوں کے علاوہ اور بہت سے فوائد ہیں کہ تم کو شرح مأتہ عامل میں معلوم ہوں گے اور جو کہ ہدایۃ النحو میں معلوم ہوں گے۔ اور اصول فقہ میں تو ان حروف سے بہت مسائل فقہیہ نکالے جاتے ہیں۔ تم کو علم اصول فقہ میں ان شاء اللہ تعالیٰ معلوم ہو جائے گا۔

فصل بدانکہ جملہ کلمات عرب بر دو قسم است۔ معرب و مبنی۔ معرب آنست کہ آخرش باختلاف عوامل مختلف شود۔ چوں زید در جَاءَنِی زَیْدٌ و رَأَیْتُ زَیْدًا و مَرَرْتُ بِزَیْدٍ۔۔۔ جَاءَ عامل ست، و زَیْد معرب وضمہ اعراب ست ودال محل اعراب۔ ومبنی آنست کہ آخرش باختلاف عوامل مختلف نہ شود، چوں ھٰؤُلَاءِ کہ در حالت رفع ونصب وجر یکسانست۔

اس فصل کا مطلب آگے بیان کروں گا۔ پہلے کچھ بطور تمہید کے عرض کرتا ہوں

دیکھو جو عرب میں پیدا ہوا یا دوسری جگہ سے اُٹھ کر عرب میں جا بسا ایسے شخص کو قواعد عربیہ پڑھنے اور سیکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس کی زبان عربی ہے، وہ بے تکلف عبارت صحیح پڑھے گا لیکن جو اہل زبان نہیں وہ عربی حاصل کرنا چاہیں تو اس کے واسطے اول صرف ونحو پڑھنا اور سیکھنا اس طرح یاد کرنا کہ اگر یہ غیر عربی شخص عربی بولے تو اس طرح صحیح ہوتی چلی جائے جیسا کہ اہل زبان کی ہوتی ہے۔ اور یہ جب ہو سکتا ہے کہ اول اصطلاحات صرفیہ اور نحویہ میں خوب مہارت پیدا کرے تاکہ عبارت میں غلطی واقع نہ ہو اس مختصر سی تمہید کے بعد اس فصل کا مطلب عرض کرتا ہوں۔

یہ بات خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ عربی زبان کے تمام کلمات دو قسم کے ہوتے ہیں یا معرب یا مبنی۔ معرب کی تعریف خوب یاد کر لو تاکہ تم سے عبارت پڑھنے وقت غلطی نہ ہو۔

معرب کی تعریف۔ معرب اس کلمہ کو کہتے ہیں کہ جسکے آخر حرف کی حرکت عامل کے بدل جانے سے بدل جائے۔ یعنی اگر اس پر رفع دینے والا عامل داخل ہو تو اس کے آخر حرف پر رفع ہو جائے۔ اور اگر رفع دینے والا عامل اس سے ہٹ گیا اور نصب دینے والا داخل ہو گیا تو رفع دور ہو جائے گا اور بجائے رفع کے نصب آجائے گا۔ اور اگر نصب دینے والا عامل اس کے اوپر سے ہٹ گیا اور جر دینے والا عامل داخل ہو گیا تو اس پر جر آجائے گا۔

خلاصہ اور حاصل اس کا یہ ہوا کہ معرب وہ کلمہ ہے کہ جیسا اس پر عامل داخل ہو ویسا ہی اعراب اس کے آخر حرف پر پیدا ہو جائے۔ مثال اسم معرب کی زَیْدٌ ہے۔ اس مثال میں جو آتی ہے مثلاً جَاءَ زَیْدٌ و رَاَیْتُ زَیْدًا و مَرَرْتُ بِزَیْدٍ۔ دیکھو زید پر جس وقت جَاءَ فعل داخل ہوا تو اس جَاءَ نے زید کو رفع دیدیا کیونکہ زید جاء کا فاعل ہے اور فاعل کو رفع ہوا کرتا ہے جس وقت جَاءَ کو زید کے اوپر سے ہٹا کر رأیتُ کو رکھا تو اس طرح ہو گیا رَأیْتُ زَیْدًا تو زَیْدًا کو نصب رَاَیْتُ نے دے دیا، کیونکہ زَیْدًا رَاَیْتُ کا مفعول ہے اور مفعول کو نصب ہوا کرتا ہے۔ اور جب رَاَیْتُ کو ہٹا کر اس طرح کہا مَرَرْتُ بِزَیْدٍ تو زید کی دال کو جر آگیا، کیونکہ باحرف جار ہے۔ دیکھو زَیدَ پر تین عامل آئے ایک جَاءَ اور ایک رَاَیْتُ اور ایک با حرف جار اور تینوں نے الگ الگ اعراب پیدا کیا، اور زَیدَ اسم معرب نے ہر ایک اعراب کو قبول کر لیا، دیکھو ان مثالوں میں عامل کون ہے اور معرب کون ہے اور اعراب کیا ہے اور اور اعراب آنے کی جگہ کونسا حرف ہے تو سمجھ لو کہ عامل تو جَاءَ اور رَاَیْتُ اور با ہیں۔ اور یہ

تینوں عامل یکے بعد دیگرے زید پر داخل ہوئے تو زید معرب ہوا ضمہ ۔ نصب ۔ جر اعراب ہوا، اور اس اعراب آنے کی جگہ اخیر کا حرف دال ہے کیونکہ اعراب اول اور درمیان میں نہیں آیا کرتا، اعراب ہمیشہ آخیر ہی حرف پر آیا کرتا ہے اس کو خوب اچھی طرح سمجھ لو

تعریف مبنی ۔ مبنی اس کلمہ کو کہتے ہیں کہ جس کا آخر عاملوں کے رد وبدل سے ٹس سے مس نہ ہو، ایک ہی حالت پر قائم رہے ۔ مثال مبنی کی ھٰؤُلَآءِ اس پر کیسا ہی عامل آئے، اخیر حرف جو ہمزہ ہے مکسور ہی رہے گا جیسا کہ عامل کے آنے سے پہلے مکسور تھا۔ اب تم ھٰؤُلَآءِ کو ترکیب میں واقع کرکے اس طرح کہو جَاءَ ھٰؤُلَآءِ ۔ رَاَیْتُ ھٰؤُلَآءِ ۔ مَرَرْتُ بِھٰؤُلَآءِ دیکھو، تینوں عاملوں سے ھٰؤُلَآءِ کے اخیر حرف پر کچھ تغیر پیدا نہیں ہوا جیسا کہ زید معرب میں کیا تھا ۔

فصل ۔ بدانکہ جملہ حروف مبنی ست واز افعال فعل ماضی وامر حاضر معروف وفعل مضارع با نونہائے جمع مؤنث وبا نونہائے تاکید نیز مبنی ست

اس سے پہلی فصل میں معرب اور مبنی کا ذکر آیا اور ہر ایک کی تعریف بھی کی جو اس کتاب کے مناسب تھی، اس فصل میں معرب اور مبنی کو چھانٹ کر علیحدہ علیحدہ ہر ایک کی مقدار بتاتے ہیں ۔ چنانچہ مصنف علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں کہ حروف جیسے بھی ہوں اور جس قدر ہوں سب مبنی ہیں، کوئی حرف معرب نہ ملے گا ۔ فعل کے متعلق یہ تفصیل ہے کہ فعل ماضی مع اپنی تمام اقسام کے مبنی ہے، فعل امر میں یہ تفصیل ہے کہ صرف امر حاضر معروف مبنی ہے ۔ امر حاضر معروف کی قید سے امر حاضر مجہول اور امر غائب معروف اور امر غائب مجہول نکل گیا۔ فعل مضارع میں یہ تفصیل ہے کہ دو صیغے جمع مؤنث غائب اور جمع مؤنث حاضر کے مبنی ہیں ۔ باقی بارہ صیغے معرب ہیں۔ اور جس وقت فعل مضارع میں نون تاکید کا ثقیلہ اور خفیفہ لگ جائے تو بھی مضارع مبنی ہوگا

بدانکہ ۔ اسم غیر متمکن مبنی است

یہ بات بھی جان لو کہ اسم غیر متمکن بھی مبنی ہے ۔

سوال ۔ اسم غیر متمکن کس کو کہتے ہیں ؟

جواب ۔ اسم غیر متمکن کی تعریف بھی قریب میں آتی ہے ۔

سوال ۔ متمکن کے کیا معنیٰ ؟

جواب ۔ متمکن اسم فاعل کا صیغہ ہے، اس کا مصدر تمکن ہے تفعل کے وزن پر، تمکن کے معنی جگہ دینا ۔ متمکن جگہ دینے والا ۔ غیر متمکن کے معنیٰ جگہ نہ دینے والا ۔ مطلب یہ ہوا کہ اسم غیر متمکن

مبنی ہونے کی وجہ سے عامل کو عمل کرنے کے لئے اپنے اوپر جگہ نہ دے گا۔

واما اسم متمکن معرب است، بشرط آنکہ در ترکیب واقع شود، وفعل مضارع معرب است، بشرط آنکہ از نون ہائے جمع مؤنث ونون تاکید خالی شود۔

یہاں سے مصنف علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں کہ اسم متمکن کی دو حالتیں ہیں، ایک حالت اسم متمکن کی یہ ہے کہ بالکل تنہا ہو یعنی عامل کے ساتھ مل کر ترکیب میں واقع نہ ہوا ہو۔ دوسری صورت یہ ہے کہ یہ اسم متمکن اپنے عامل کے ساتھ ترکیب میں واقع ہوگیا ہو۔ پہلی صورت میں مبنی ہے اور دوسری صورت میں معرب ہے۔ مثلاً کسی نے کہا زَیْدٌ۔ دیکھو زید اسم متمکن ہے لیکن اکیلا ہے اس کے ساتھ کوئی عامل نہیں، لہذا اس وقت زَیْدٌ مبنی برسکون ہوگا۔ اور جس وقت کہا جَاءَ زَیْدٌ تو اس وقت زید معرب ہوگیا، کیونکہ زید اس مثال میں اپنے عامل کے ساتھ مرکب ہوگیا۔ ایک قسم معرب کی اسم متمکن ہوا جبکہ عامل کے ساتھ ترکیب میں واقع ہو۔ دوسری قسم معرب کی فعل مضارع ہے اس وقت جبکہ نون جمع مؤنث اور نون تاکید سے خالی ہو جیسے یَضْرِبُ اور اس کے علاوہ گیارہ صیغے مضارع کے یہ سب معرب ہیں۔

بس در کلام عرب بیش از یں دو قسم معرب نیست باقی ہمہ مبنی است

تو تمام اس معرب اور مبنی کی بحث کا خلاصہ یہ ہوا کہ معرب صرف اسم متمکن ہے جبکہ ترکیب میں واقع ہو۔ اور فعل میں فعل مضارع معرب ہے جبکہ نون جمع مؤنث اور نون تاکید سے خالی ہو اور ان دو کے علاوہ سب مبنی ہیں۔ مبنی کی تعداد بمقابلہ معرب کے بڑھی ہوئی ہے اور معرب کی تعداد کم ہے۔

واسم غیر متمکن اسمی ست کہ با مبنی اصل مشابہت دارد۔ ومبنی اصل سہ چیز است، فعل ماضی۔ وامر حاضر معروف۔ وجملہ حروف۔ واسم متمکن اسمی ست کہ با مبنی اصل مشابہت نہ دارد۔

یاد رکھو مبنی کی دو قسمیں ہیں، ایک مبنی اصل۔ دوسری قسم مشابہ مبنی اصل کے۔ مبنی اصل تین چیزیں ہیں۔ فعل ماضی۔ امر حاضر معروف۔ اور تمام حروف۔ یہ تینوں مبنی اصل ہیں۔ مشابہ مبنی اصل کے اسم غیر متمکن ہے مع اپنی آٹھوں قسموں کے۔ اسم متمکن وہ اسم ہے کہ جو مبنی اصل کے ساتھ مشابہ نہ ہو۔ خلاصہ یہ ہوا کہ اسم غیر متمکن مبنی اصل کے ساتھ مشابہ ہونیکی وجہ سے مبنی ہوگیا۔ اور اسم متمکن چونکہ مبنی اصل کے ساتھ مشابہت نہیں رکھتا، اس وجہ سے معرب ہوگیا۔

فصل - بداں کہ اسم غیر متمکن ہشت قسم ست

یہاں سے اسم غیر متمکن کی قسمیں بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اسم غیر متمکن کی آٹھ قسمیں ہیں

اول مضمرات چوں انا، من مرد وزن وضَرَبْتُ زدم من۔ واِیَّایَ خاص مرا وضَرَبَنِي بزد مرا ولِيْ مرا، واین ہفتاد ضمیر است۔ پہلی قسم اسم غیر متمکن کی ضمیریں ہیں۔ ضمیر کی دو قسمیں ہیں، ایک متصل، دوسری منفصل متصل اسکو کہتے ہیں کہ جو اپنے فاعل کے ساتھ مل کر آئے۔ منفصل اس کو کہتے ہیں کہ جو اپنے عامل سے علیحدہ ہو کر آئے۔ پھر متصل کی تین قسمیں ہیں۔ ایک مرفوع متصل ایک منصوب متصل، ایک مجرور متصل۔ اگر فاعل کی ضمیر اپنے عامل کے ساتھ مل کر آئی ہے تو اس کو مرفوع متصل کہتے ہیں۔ اور اگر مفعول کی ضمیر اپنے عامل کے ساتھ مل کر آئی ہے تو اس کو ضمیر منصوب متصل کہتے ہیں۔ اور اگر ضمیر مجرور اپنے جار کے ساتھ متصل ہو کر آئی ہے تو اس کو ضمیر مجرور متصل کہتے ہیں۔ مثال اس ضمیر فاعل کی جو اپنے فعل عامل کے ساتھ مل کر آئی ضَرَبْتُ ہے ضَربت میں تا ضمیر فاعل ہے، فعل ضرب کے ساتھ مل کر آئی معنی اس کے یہ ہیں مجھ ایک مرد نے مارا، یا ایک عورت نے مارا، مذکر اور مؤنث کے لئے یہی اکیلی آتی ہے یعنی اگر ایک مرد نے مارا تو یہی صیغہ ضَرَبْتُ بولے گا اور اگر ایک عورت مارے تو بھی یہی ضَرَبْتُ کہے گی مثال اس ضمیر کی جو منصوب متصل کی ہو اور اپنے عامل کے ساتھ مل کر آئی، ہو ضَرَبَنِيْ ہے۔ ضَرَبَ فعل عامل ہے نون اس میں اس وجہ سے لایا گیا کہ ضَرَبَ کی بار کا فتح یار کی وجہ سے کسرہ نہ ہو جائے، کیونکہ یاء اپنے ماقبل کسرہ کو چاہتی ہے تو اس نون نے بار کے فتحہ کو کسرہ ہو جانے سے بچا لیا۔ اسی وجہ سے اس نون کا نام نون وقایہ ہے۔ وقایہ کے معنی حفاظت کرنے کے آتے ہیں۔ ضَرَبَ کے ساتھ بعد نون وقایہ کے جو یاء واقع ہوئی ہے۔ یہ یار ضمیر منصوب متصل کی ہے۔

سوال۔ ضمیر مرفوع کو مرفوع کیوں کہتے ہیں ؟

جواب۔ ضمیر مرفوع فاعل کی ضمیر کو کہتے ہیں، کیونکہ فاعل کو ہمیشہ رفع ہوتا ہے۔ لفظاً ہو جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ یا تقدیراً ہو جیسے ضَرَبَ مُوْسیٰ یا محلاً ہو جیسے۔ ضَرَبَ هٰؤُلَاءِ۔

سوال۔ ضمیر منصوب کو منصوب کیوں کہتے ہیں ؟

جواب۔ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ضمیر منصوب مفعول کی ضمیر ہوتی ہے اور مفعول کو ہمیشہ نصب ہوتا ہے لفظاً ہو جیسے ضَرَبْتُ زَيْدًا۔ یا تقدیراً ہو جیسے اَكَلْتُ كُمَّثْرىٰ یا محلاً ہو جیسے ضَرَبْتُ هٰؤُلَاءِ۔

خلاصہ یہ ہوا کہ فاعل رفع سے خالی نہیں ہوتا اور مفعول نصب سے خالی نہیں ہوتا مثال

ضمیر مجرور متصل کی جیسے لی وغُلَامِیْ۔ لی کے معنی مجھ کو۔ غلامی کے میرا غلام۔ متصل کی تینوں قسمیں مع مثال کے ختم ہوئیں۔

منفصل کی ۲ دو قسمیں ہیں۔ مرفوع منفصل اور منصوب منفصل۔ مرفوع منفصل فاعل کی وہ ضمیر ہے کہ جو اپنے فعل عامل سے جدا ہو کر استعمال میں آتی ہے جیسے اَضْرِبُ اَنَا۔ اَضْرِبُ فعل ہے۔ انا اس کا فاعل ہے۔ اَضْرِبُ سے علیحدہ ہو کر آیا ہے۔ منصوب منفصل مفعول کی اس ضمیر کا نام ہے جو کہ اپنے عامل سے علیحدہ ہو کر استعمال ہوتی ہے جیسے اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ دونوں جگہ اِیَّاكَ ضمیر مفعول کی ہے اپنے عامل سے علیحدہ ہو کر مستعمل ہے۔

سوال۔ مجرور منفصل کی مثال بتاؤ۔

جواب۔ ضمیر مجرور اپنے جار سے جدا ہو کر کبھی استعمال نہیں ہوتی، لہذا اس کی کوئی مثال بھی نہیں ملے گی۔

تم کو میزان کے شروع میں معلوم ہوا ہے کہ ماضی اور مضارع کے ۱۴ چودہ ۱۴ چودہ صیغے ہوتے ہیں تو ہر ہر صیغے کے ساتھ منفصل بھی ہوگی، یعنی ۱۴ چودہ مرفوع متصل اور ۱۴ چودہ مرفوع منفصل، اور ۱۴ چودہ منصوب متصل اور ۱۴ چودہ منصوب منفصل کی، تو اس حساب سے ۲۸ اٹھائیس مرفوع کی ہوئیں، اور ۲۸ اٹھائیس منصوب کی ہوئیں۔ ۲۸ اٹھائیس دونی ۵۶ چھپن اور چودہ مجرور متصل۔ ۵۶ چھپن اور چودہ ۷۰ ستر ہوئیں خلاصہ یہ ہوا کہ کل مقدار ضمیروں کی ۷۰ ستر ہے۔

مرفوع متصل۔ ضَرَبْتُ۔ ضَرَبْنَا۔ ضَرَبْتَ۔ ضَرَبْتُمَا۔ ضَرَبْتُمْ۔ ضَرَبْتِ ضَرَبْتُمَا۔ ضَرَبْتُنَّ۔ ضَرَبَ۔ ضَرَبَا۔ ضَرَبُوْا۔ ضَرَبَتْ۔ ضَرَبَتَا، ضَرَبْنَ۔

سوال۔ ان چودہ صیغوں میں ضمیر فاعل کی کیا ہے؟

جواب۔ پہلے صیغہ میں تُ ہے، دوسرے میں نا ہے۔ تیسرے میں تَ ہے۔ چوتھے میں تُمَا ہے۔ پانچویں میں تُمْ ہے۔ چھٹے میں تِ ہے۔ ساتویں میں تما ہے۔ آٹھویں میں تنَّ ہے۔ نویں میں پوشیدہ ہے کہ جس کی تعبیر ھوَ سے ہوتی ہے۔ دسویں میں ھما ہے۔ گیارھویں میں ھم ہے۔ بارھویں میں پوشیدہ ہے جس کی تعبیر ھی سے ہوتی ہے۔ تیرھویں میں ھما ہے۔ چودھویں میں ھنَّ ہے۔

مرفوع منفصل۔ اَنَا۔ نَحْنُ۔ اَنْتَ۔ اَنْتُمَا۔ اَنْتُمْ۔ اَنْتِ۔ اَنْتُمَا۔ اَنْتُنَّ ھُوَ۔ ھُمَا۔ ھُمْ۔ ھِیَ ھُمَا۔ ھُنَّ۔

انا میں ایک مرد یا عورت۔ نَحْنُ ہم دو مرد یا دو عورتیں، یا تمام مرد یا تمام عورتیں۔ اَنْتَ تو ایک مرد۔ اَنْتُمَا تم دو مرد۔ اَنْتُمْ تم سب مرد۔ اَنْتِ تو ایک عورت۔ اَنْتُمَا تم دو عورتیں۔ اَنْتُنَّ تم سب عورتیں۔ ھُوَ۔ وہ ایک مرد غائب۔ ھُمَا وہ دو مرد غائب ھُمْ وہ سب مرد غائب۔ ھِیَ وہ ایک عورت غائب۔ ھُمَا وہ دو عورتیں غائب۔ ھُنَّ وہ سب عورتیں غائب

منصوب متصل۔ ضَرَبَنِیْ۔ ضَرَبَنَا۔ ضَرَبَكَ۔ ضَرَبَكُمَا۔ ضَرَبَكُمْ۔ ضَرَبَكِ ضَرَبَكُمَا۔ ضَرَبَكُنَّ۔ ضَرَبَهُ۔ ضَرَبَهُمَا ضَرَبَهُمْ، ضَرَبَهَا، ضَرَبَهُمَا، ضَرَبَهُنَّ۔

ان تمام صیغوں میں فاعل پوشیدہ ہے۔ ہر ہر صیغہ کے ساتھ مفعول کی ضمیر متصل ہے پہلے صیغے کے معنیٰ مارا اُس ایک مرد نے مجھ ایک مرد کو یا ایک عورت کو۔ دوسرے صیغے کے معنیٰ مارا اُس ایک مرد نے ہم دو مردوں یا دو عورتوں کو یا تمام مردوں یا تمام عورتوں کو۔ تیسرے صیغے کے معنیٰ مارا اس ایک مرد نے تجھ ایک مرد کو۔ چوتھے صیغے کے معنیٰ مارا اس ایک مرد نے تم دو مرد دو مردوں کو۔ پانچویں صیغے کے معنیٰ مارا اُس ایک مرد نے تم تمام مردوں کو۔ چھٹے صیغے کے معنیٰ مارا اس ایک مرد نے تجھ ایک عورت کو۔ ساتویں صیغے کے معنیٰ مارا اُس ایک مرد نے تم دو عورتوں کو۔ آٹھویں صیغے کے معنیٰ مارا اس ایک مرد نے تم سب عورتوں کو۔ نویں صیغے کے معنیٰ مارا اس ایک مرد نے اس ایک مرد کو۔ دسویں صیغے کے معنیٰ مارا اس ایک مرد نے ان دو مردوں کو۔ گیارہویں صیغے کے معنی مارا اس ایک مرد نے ان تمام مردوں کو۔ بارہویں صیغے کے معنی مارا اُس ایک مرد نے اُس ایک عورت کو۔ تیرھویں صیغے کے معنی مارا اس ایک مرد نے ان دو عورتوں کو چودھویں صیغے کے معنیٰ مارا اس ایک مرد نے ان تمام عورتوں کو۔

منصوب منفصل۔ اِیَّایَ۔ اِیَّانَا۔ اِیَّاكَ۔ اِیَّاكُمَا۔ اِیَّاكُمْ۔ اِیَّاكِ۔ اِیَّاكُمَا اِیَّاكُنَّ۔ اِیَّاهُ۔ اِیَّاهُمَا۔ اِیَّاهُمْ۔ اِیَّاهَا۔ اِیَّاهُمَا۔ اِیَّاهُنَّ۔

پہلی ضمیر کے معنیٰ خاص مجھ کو۔ دوسری کے معنی خاص ہم کو۔ تیسری کے معنی خاص تجھ ایک مرد کو۔ چوتھی کے معنیٰ خاص تم دوٗ مردوں کو۔ پانچویں کے معنیٰ خاص تم تمام مردوں کو۔ چھٹی کے معنیٰ خاص تجھ ایک عورت کو۔ ساتویں کے معنیٰ خاص تم دو عورتوں کو۔ آٹھویں کے معنیٰ خاص تم تمام عورتوں کو۔ نویں کے معنیٰ خاص اس ایک مرد کو۔ دسویں کے معنیٰ خاص ان دو مردوں کو۔ گیارہویں کے معنیٰ خاص اُن تمام مردوں کو۔ بارہویں کے معنی خاص اس ایک عورت کو۔ تیرہویں کے معنی خاص ان دو عورتوں کو۔ چودہویں کے معنیٰ خاص ان تمام عورتوں کو۔

مجرور متصل۔ لِیْ۔ لَنَا۔ لَکَ۔ لَکُمَا۔ لَکُمْ۔ لَکِ۔ لَکُمَا۔ لَکُنَّ۔ لَہٗ۔ لَھُمَا۔ لَھُمْ۔ لَھَا۔ لَھُمَا۔ لَھُنَّ۔

پہلی ضمیر کے معنیٰ میرے لئے۔ دوسری کے معنیٰ ہمارے لئے۔ تیسری کے معنیٰ تیرے لئے۔ چوتھی کے معنیٰ تم دو کے لئے۔ پانچویں کے معنیٰ تم سب کے لئے۔ چھٹی کے معنیٰ تجھ ایک عورت کیلئے ساتویں کے معنیٰ تم دو عورتوں کے لئے۔ آٹھویں کے معنیٰ تم سب عورتوں کے لئے۔ نویں کے معنیٰ اس ایک مرد کے لئے۔ دسویں کے معنیٰ ان دو مردوں کے لئے۔ گیارہویں کے معنیٰ ان تمام مردوں کے لئے۔ بارہویں کے معنیٰ اس ایک عورت کے لئے۔ تیرھویں کے معنیٰ ان ان دو عورتوں کے لئے۔ چودھویں کے معنیٰ ان تمام عورتوں کے لئے۔

دوم اسمائے اشارات۔ ذَا وذَانِ وذَیْنِ وتَا وتِیْ وتِہٖ وذِہٖ وذِھِیْ وتِھِیْ وتَانِ وتَیْنِ واُولآءِ بمد واُولیٰ بقصر۔

اسم غیر متمکن کی دوسری قسم اسمائے اشارات ہیں۔ اسمائے اشارات ان اسموں کو کہتے ہیں کہ جن سے دوسری چیزوں کی طرف اشارہ کیا جائے جیسے ذَا۔ اس سے ایک مذکر کی طرف اشارہ کیا جائے گا۔ جس کی طرف اشارہ کیا جائے اس کو مشارالیہ کہتے ہیں جیسے ذَا زَیْدٌ یہ زید ہے۔ ذا اسم اشارہ ہے اس کا مشارٌالیہ زید ہے۔ ذَانِ وذَیْنِ۔ ذَانِ اور ذَیْنِ دونوں تثنیہ مذکر کے لئے آتے ہیں۔ ذَانِ حالت رفعی میں بولا جاتا ہے اور ذَیْنِ حالت نصبی اور جری میں بولا جاتا ہے۔ ان دونوں سے دو مذکر کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔ جیسے ذَانِ زَیْدَانِ یہ دو زید۔ ذانِ اسم اشارہ تثنیہ ہے۔ اس کا مشارالیہ دونوں زید ہیں۔

تَا اور تِیْ اور تِہٖ اور ذِہٖ اور ذِھِیْ اور تِھِیْ ۔ یہ چھ واحد مؤنث کے واسطے آتے ہیں، جس وقت واحد مؤنث کی طرف اشارہ کرو ان چھ میں سے جونسا چاہو بولو۔ چاہے یوں کہو تَا ھِنْدٌ۔ یا یوں کہو تِیْ ھِنْدٌ۔ چاہے اس طرح کہو تِہٖ ھِنْدٌ۔ یا یوں کہو ذِہٖ ھِنْدٌ اور چاہے ایسے کہو ذِھِیْ ھِنْدٌ چاہے ایسے کہو تِھِیْ ھِنْدٌ۔ سب کے معنیٰ ایک ہیں۔ یعنی یہ ہندہ تَانِ اور تَیْنِ۔ یہ دونوں تثنیہ مؤنث کے لئے وضع کئے گئے ہیں۔ تَانِ اور تَیْنِ سے دو مؤنث کی طرف اشارہ ہوگا۔ تَانِ حالت رفعی میں ہوگا اور تَیْنِ حالت نصبی اور جری میں ہوگا۔ اُولآءِ سے اشارہ ہوگا جمع مذکر کی طرف۔ یہ جب ہوگا جس وقت اُولآءِ مد کے ساتھ پڑھا جائے، اور بلا مد ہو تو جمع مذکر کے لئے بھی ہوگا اور جمع مؤنث کے لئے بھی ہوگا۔

تیسری قسم اسم غیر متمکن کی اسمار موصولہ ہیں۔ اسمار موصولہ وہ اسم کہلاتے ہیں کہ جو بغیر اپنے صلہ کے ملے ہوئے کلام کا جزو تام نہ ہوں جیسے جَاءَنِی الَّذِی ضَرَبَکَ دیکھو جَاءَ فعل ہے نون وقایہ کا ہے اَلَّذِیْ موصول ہے ضَرَبَکَ اس کا صلہ ہے اَلَّذِیْ جَاءَ کا فاعل اس وقت ہوگا جب کہ اپنے صلہ ضَرَبَکَ کے ساتھ مل جائے۔ دیکھو صلہ موصول سے مل کر کلام کا ایک جزو بنے گا یعنی فاعل جیسے اَلَّذِیْ، اَلَّذَانِ وَاَلَّذَیْنِ وَالَّذِیْنَ، اَلَّتِیْ، اَللَّتَانِ، اَللَّتَیْنِ وَاللَّاتِیْ و اللَّوَاتِیْ۔ و مَا و من و ایّ و ایَّۃٌ و الف و لام بمعنیٰ اَلَّذِیْ دراسم فاعل و اسم مفعول چوں الضَّارِبُ و اَلْمَضْرُوْبُ و ذُوْ بمعنیٰ اَلَّذِیْ درلغت بنی طے نحو جَاءَنِیْ ذُوْضَرَبَکَ۔ بدانکہ اَیٌّ و اَیَّۃٌ معرب است۔

اَلَّذِیْ۔ وہ ایک مرد۔ اَلَّذَانِ، اَلَّذَیْنِ وہ دو مرد یہ دونوں تثنیہ ہیں پہلا حالت رفع میں آتا ہے اور دوسرا حالت نصب اور جر میں۔ اَلَّذِیْنَ وہ تمام مرد جمع مذکر۔ اَلَّتِیْ وہ ایک عورت۔ اَللَّتَانِ۔ اَللَّتَیْنِ۔ وہ دو عورتیں۔ پہلا حالت رفع میں اور دوسرا حالت نصب اور جر میں۔ اَللَّاتِیْ۔ اَللَّوَاتِیْ جمع مؤنث یعنی وہ تمام عورتیں۔ مَا بھی معنی میں اَلَّذِیْ کے آتا ہے، مگر مَا کا اکثر اور بیشتر استعمال ایسی چیزوں میں آتا ہے کہ جن میں عقل نہیں ہوتی، جیسے حیوانات۔ اشجار احجار وغیرہ علاوہ انسان کے مَنْ بھی معنیٰ میں اَلَّذِیْ کے آتا ہے، اس کا استعمال اکثر عقل والی نوع یعنی انسان میں ہوتا ہے۔ کبھی کبھی ایسا ہوگا کہ مَا مَنْ کی جگہ اور من ما کی جگہ مستعمل ہوگا۔ اَیّ بھی اَلَّذِیْ کے معنی میں مذکر کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اور اَیَّۃٌ اَلَّتِیْ کے معنی میں مؤنث کے لئے بولا جاتا ہے۔ اور وہ الف لام جو اسم فاعل اور اسم مفعول پر داخل ہوتا ہے معنی میں الذی کے ہوتا ہے۔ جیسے اَلضَّارِبُ کی تعبیر اس طرح کی جائے گی اَلَّذِیْ ضَرَبَ اَلْمَضْرُوْبُ کی اَلَّذِیْ ضُرِبَ پہلے کے معنیٰ وہ شخص کہ مارا اس نے۔ دوسرے کے معنیٰ وہ شخص کہ مارا گیا، اور قبیلہ بنی طے کے محاورہ میں ذو بھی معنی میں اَلَّذِیْ کے آتا ہے، جیسے جَاءَنِیْ ذُوْضَرَبَکَ۔ یعنی آیا میرے پاس وہ شخص کہ جس نے تجھ کو مارا۔

بداں کہ اَیٌّ و اَیَّۃٌ معرب است

یہ بات جان لے کہ اَیٌّ وَاَیَّۃٌ معرب ہے

سوال۔ جب اَیٌّ واَیَّۃ معرب ہے تو اس کو مبنی کے بیان میں کیوں لایا گیا؟

جواب اَیّ وَاَیَّۃٌ کی چار حالتیں ہیں، تین حالتوں میں معرب ہے اور ایک حالت

میں مبنی ہے۔ اگر معرب ہونے پر تنبیہ اس جگہ نہ کی جاتی تو یہ سمجھا جاتا کہ یہ دونوں ہر حال میں مبنی ہیں۔ اور اگر معرب کی بحث میں ذکر کیا جاتا اور یہاں اس کا بیان چھوڑ دیا جاتا تو یہ خیال ہوتا کہ یہ دونوں ہر حال میں معرب ہیں، اس وجہ سے مبنی میں بیان کر کے معرب ہونے پر تنبیہ کر دی۔

سوال۔ اَیٌّ و اَیَّۃٌ کی چار حالتیں کیا ہیں؟

جواب۔ پہلی حالت تو یہ ہے کہ اَیٌّ اور اَیَّۃٌ مضاف کسی دوسری چیز کی طرف نہ ہوں اور ان کے صلہ کا صدر مذکور ہو جیسے اَیٌّ هُوَ قَائِمٌ دیکھو اَیٌّ مضاف نہیں، اس کا صلہ ہے جملہ خبریہ یعنی هُوَ قَائِمٌ اور اس جملہ میں صدر هُوَ ہے جو کہ مبتدا ہے۔ ایک تو اس حالت میں معرب ہے۔ دوسری حالت یہ ہے کہ اَیٌّ مضاف نہ ہو جیسے کہ پہلی حالت میں نہ تھا اور اس کے صلہ کا صدر عبارت میں مذکور نہ ہو جیسے اَیٌّ قَائِمٌ دیکھو هُوَ یہاں سے حذف کر دیا گیا، اس حالت میں بھی اَیٌّ معرب ہے۔ تیسری حالت اَیٌّ کی یہ ہے کہ مضاف ہو اور صلہ کا صدر بھی مذکور ہو جیسے اَیُّهُمْ هُوَ قَائِمٌ۔ اس حالت میں بھی معرب ہے۔ چوتھی حالت اَیٌّ کی یہ ہے کہ ای مضاف ہو اور صلہ کا صدر مذکور نہ ہو جیسے اَیُّهُمْ قَائِمٌ۔ صرف اس چوتھی حالت میں مبنی ہے۔ باقی حالتوں میں معرب ہے۔ چاروں حالتیں اَیٌّ اور اَیَّۃٌ کی نحو میر کے حاشیہ پر موجود ہیں، وہیں سے میں نے نقل کی ہیں۔

چہارم اسماء افعال، وآں بر دو قسم است، اول بمعنی امر حاضر چوں رُوَیْدَ و بَلْهَ حَیَّهَلَ و هَلُمَّ دوم بمعنی فعل ماضی چوں هَیْهَاتَ و شَتَّانَ۔

چوتھی قسم اسم غیر متمکن کی اسماء افعال ہیں یعنی وہ کہ جن کی صورت تو اسم کی ہے اور معنے فعل کے ہیں۔ پھر ان اسماء افعال کی دو قسمیں ہیں۔ قسم اول امر حاضر کے معنی میں۔ قسم دوم فعل ماضی کے معنی میں۔ مثال ان اسماء افعال کی جو امر حاضر کے معنیٰ میں آتے ہیں رُوَیْدَ ہے، بَلْهَ ہے حَیَّهَلَ ہے هَلُمَّ ہے۔ رُوَیْدَ معنیٰ میں اَمْهِلْ کے آتا ہے اَمْهِلْ صیغہ واحد مذکر حاضر بحث امر حاضر معروف باب افعال۔ مصدر اس کا اِمْهَالٌ بمعنی مہلت دینا۔ بَلْهَ بمعنی دَعْ یعنی چھوڑ دو۔ حَیَّهَلْ بمعنی اِیْتِ آتو هَلُمَّ بھی بمعنی اِیْتِ ہے۔ مثال ان اسماء افعال کی جو معنے میں فعل ماضی کے آتے ہیں، جیسے هَیْهَاتَ و شَتَّانَ۔ هَیْهَاتَ بمعنی بَعُدَ یعنی دور ہو گیا وہ زمانہ گذرے ہوئے۔ میں شَتَّانَ بمعنی اِفْتَرَقَ یعنی جدا ہو گیا وہ زمانہ گذرے ہوئے ہیں۔

اسم غیر متمکن کی پانچویں قسم اسمائے اصوات یعنی آوازوں کے نام جیسے ———— :

اُحْ، اُحْ، اُفْ۔ بَخْ۔ نَخْ۔ غاق۔ اُحْ اُحْ وہ آواز ہے کہ بوقت کھانسی کے طبعاً نکلتی ہے۔ اُفْ وہ آواز جو کہ ناگواری، تنگ دلی اور اظہار کراہت کے وقت نکلتی ہے۔ بَخّ وہ آواز جو اونٹ کو بٹھاتے وقت نکلتی ہے۔ نَخٌّ فرحت اور تعجب کے وقت نکلتی ہے جس کے معنیٰ ہیں خوب خوب، سبحان اللہ، سب ٹھیک۔ غاق کوے کی آواز کی حکایت ہے۔

ششم اسمائے ظروف۔ ظرف زمان چوں اِذْ و اِذَا و مَتیٰ و کَیْفَ و اَیَّانَ و اَمْسِ و مُذْ و مُنْذُ و قَطُّ و عَوْضُ و قَبْلُ و بَعْدُ وقتیکہ مضاف باشد ومضاف الیہ محذوف منوی باشد۔ وظرف مکان چوں حَیْثُ و قُدَّامُ و تَحْتُ و فَوْقُ۔ وقتیکہ مضاف باشد ومضاف الیہ محذوف منوی باشد۔

چھٹی قسم اسم غیر متمکن کی اسمائے ظروف ہیں۔ ظروف جمع ہے ظرف کی، یہاں مراد ظرف سے مکان یعنی جگہ اور وقت ہے۔ اسمار ظروف زماں میں سے اول اِذْ ہے اس کے معنیٰ ہیں جس وقت یا جب کہ۔ دوسرا اِذَا ہے اس کے بھی یہی معنیٰ ہیں جو کہ اِذْ کے ہیں۔ تیسرا مَتیٰ ہے، اس کے معنیٰ جس وقت اور کس وقت۔ چوتھا کیف ہے، اس کے معنیٰ کیا حال ہو کس طرح ہو کس حال پر ہو۔ پانچواں اَیَّانَ بمعنی کب چھٹے اَمْسِ یعنی کل گذشتہ۔ ساتواں مُذْ اور آٹھواں مُنْذُ بمعنی فلاں زمانہ کے شروع سے۔ نواں قَطُّ بمعنیٰ کبھی۔ دسواں عَوْضُ آئندہ زمانہ کا احاطہ کرنا۔ ماضی کے معنیٰ میں بھی آتا ہے۔ یعنی اَبَدًا۔

سوال۔ یہ ظروف زماں کس وقت مبنی ہوں گے؟

جواب۔ ان ظروف کی تین حالتیں ہیں۔ ایک حالت تو یہ ہے کہ ان ظروف کا مضاف الیہ لفظوں میں ہو۔ دوسری حالت یہ ہے کہ ان کا مضاف الیہ محذوف ہو اور بالکل ذہن سے بھلا دیا گیا ہو، ان دونوں حالتوں میں سب ظروف معرب ہیں۔ تیسری صورت یہ ہے کہ ان کا مضاف الیہ محذوف ہو لفظوں سے اور دل میں یاد ہو تو اس حالت میں یہ ظروف مبنی ہوں گے۔ ظروف کی دوسری قسم ظروف مکان ہے۔ پہلا ظرف مکان حَیْثُ ہے، اس کے معنیٰ ہیں جس جگہ۔ دوسرا قُدَّامُ اس کے معنیٰ آگے کی جگہ۔ تیسرا تَحْتُ اسکے معنیٰ نیچے کی جگہ۔ چوتھا فَوْقُ اس کے معنیٰ ہیں اوپر کی جگہ۔ معرب اور مبنی ہونے میں بالکل وہی حال ہے جو ظروف زماں کا ہے۔ یعنی دو حالتوں میں معرب اور ایک حالت میں مبنی۔

ہفتم اسمائے کنایات۔ چوں کَمْ و کَذَا کنایت از عدد وکَیْتَ و ذَیْتَ

کنایت از حدیث۔

ساتویں قسم اسم غیر متمکن کی وہ اسم ہیں کہ جو کنایہ کے واسطے آتے ہیں۔ کنایہ کی دو قسمیں ہیں ایک تو کنایہ ہوتا ہے عدد سے اور ایک ہوتا ہے بات چیت سے۔ اگر کنایہ ہو عدد سے اس کے واسطے تو کَمْ وکَذَا ہیں جیسے کوئی شخص کہے کہ بِکَمْ اِشْتَرَیْتَ هٰذَا یہ تو نے کتنے میں خریدا ہے، یعنی قیمت کا عدد دریافت کرتا ہے، ایک ہیں دو میں تین میں خریدا ہے۔ جواب۔ کہدو، اِشْتَرَیْتُ بِکَذَا یعنی میں نے اتنے میں خریدا ہے۔ کنایہ بات چیت سے کَیْتَ اور ذَیْتَ سے ہوتا ہے جیسے فارسی میں کہتے ہیں چنیں وچناں اور اردو میں ایسا ویسا۔

ہشتم مرکب بنائی۔ چوں۔ اَحَدَ عَشَرَ۔

آٹھویں قسم اسم غیر متمکن کی مرکب بنائی ہے جیسے اَحَدَ عَشَرَ۔

سوال۔ یہ آٹھوں قسمیں اسم غیر متمکن کی کیوں مبنی ہوئیں؟

جواب۔ تم کو اوپر معلوم ہو گیا کہ اسم غیر متمکن مبنی اصل کے مشابہ ہے۔ ظاہر ہے کہ مبنی کا مشابہ مبنی ہوگا۔

سوال۔ مبنی اصل تین چیز ہیں۔ امر حاضر معروف۔ فعل ماضی اور کل حروف ان آٹھوں میں کون کون کس کے مشابہ ہے؟

جواب۔ مضمرات اسمائے اشارات۔ اسمائے موصول۔ اسمائے اصوات۔ اسمائے ظروف اسمائے کنایات۔ مرکب بنائی۔ یہ ساتوں قسمیں مشابہ حرف کے ہیں کیونکہ حروف اپنے معنیٰ بتانے میں دوسرے کے محتاج ہوتے ہیں۔ ایسے ہی یہ ساتوں قسمیں اپنے معنیٰ سمجھانے میں دوسرے کے محتاج ہیں۔ اسمائے افعال بمعنی امر حاضر مشابہ ہیں امر کے۔ اسمائے افعال بمعنی ماضی مشابہ ہیں ماضی کے جیسے رُوَیْدَ مثلاً مشابہ ہے اَمْهِلْ کے هَیْهَاتَ مشابہ ہے بَعُدَ کے۔

بدانکہ اسم بر دو ضرب است، معرفہ ونکرہ۔ معرفہ آں ست کہ موضوع باشد برائے چیزے معین، وآں بر ہفت نوع ست۔ اول مضمرات۔ دوم اَعلام۔ سوم اسمائے اشارات۔ چہارم اسمائے موصولہ۔ وایں دو قسم را مبہمات گویند۔ پنجم معرفہ بندا چوں یَا رَجُلُ۔ ششم معرفہ بالف ولام چوں اَلرَّجُلُ ہفتم مضاف بیکے ازیںہا چوں، غُلَامُهٗ و غُلَامُ زَیْدٍ و غُلَامُ هٰذَا و غُلَامُ الَّذِیْ عِنْدِیْ۔ و غُلَامُ الرَّجُلِ۔

تم کو پہلی فصل میں معلوم ہوا تھا کہ کلمہ کی تین قسمیں ہیں۔ اسم۔ فعل۔ حرف۔ پھر آگے چل کر اسم کی دو قسمیں کیں۔ معرب اور مبنی۔ اس فصل میں پھر اس کی دو قسمیں بیان کرتے ہیں معرفہ اور نکرہ۔ معرفہ اس اسم کو کہتے ہیں کہ جو خاص ایک معین چیز کے مقابلہ میں وضع کیا گیا ہو معرفہ سات قسموں میں پایا جاتا ہے۔ تمام ضمیریں معرفہ ہیں۔ تمام اَعلام معرفہ ہیں۔ تمام اسماء اشارات اور تمام اسمائے موصولہ معرفہ ہیں جس پر حرف ندا داخل ہو وہ بھی معرفہ ہے، جس اسم پر الف اور لام داخل ہو وہ بھی معرفہ ہے اور جو نکرہ ان چھ میں سے جس کی طرف مضاف ہو وہ بھی معرفہ ہو جاتا ہے۔ مثال معرفہ ضمیر کی جیسے اَنَا، نَحْنُ، اَنْتَ، هُوَ وغیرہ۔ مثال اس معرفہ کی جو علم ہو جیسے زَيْدٌ۔ عَمْرٌو۔ بَكْرٌ۔ خَالِدٌ۔ حَامِدٌ۔ مَحْمُوْدٌ۔ اَصْغَر علی۔ اَکْبَر عَلی۔ اَمِیْنُ الدِّیْنِ۔ مُحَمَّدٌ نُوْر۔ حُسَیْنُ اَحْمَدُ۔ اِعْزَاز عَلِی۔ مُجَاهِدُ خاں، اَمْجَدُ خَاں۔ اَسْعَدُ اَحْمَدُ۔ فَرِیْدُ اَحْمَدْ۔ طَیِّبْ علی وغیر وغیرہ۔ مثال معرفہ اسم اشارہ کی جیسے هٰذَا مثال اسم موصول کی جیسے اَلَّذِیْ مثال اس معرفہ کی جو حرف ندا کے ساتھ ہو، جیسے یَا رَجُلُ مثال اس معرفہ کی جو الف اور لام کے ساتھ ہو۔ جیسے اَلرَّجُلُ مثال اس معرفہ کی جو ضمیر کی طرف مضاف ہو کر معرفہ ہوا ہو جیسے غُلَامُهٗ مثال اس معرفہ کی جو علم کی طرف مضاف ہو کر معرفہ ہوا ہو، جیسے غُلَامُ زَیْدٍ مثال اس کی جو اسم اشارہ کی طرف مضاف ہو کر معرفہ ہوا ہو۔ جیسے غُلَامُ هٰذَا مثال اس معرفہ کی جو اسم موصول کی طرف مضاف ہو کر معرفہ ہوا ہو جیسے غُلَامُ الَّذِیْ عِنْدِیْ مثال اس معرفہ کی جو الف اور لام والے اسم کی طرف مضاف ہو کر معرفہ ہوا ہو، جیسے غُلَامُ الرَّجُلِ۔

اسمائے اشارات اور اسمائے موصولات کو مبہمات کہتے ہیں، اگرچہ یہ معرفہ ہیں مگر اصل وضع میں ابہام ہے اس وجہ سے باوجود معرفہ ہونے کے مبہم کہلاتے ہیں۔

نکرہ آنست کہ موضوع باشد برائے چیزے غیر معین۔

دوسری قسم اسم کی نکرہ ہے۔ نکرہ اس اسم کو کہتے ہیں کہ جو غیر معین چیز کے مقابلہ میں وضع کیا گیا ہو۔ جیسے رَجُلٌ وفَرَسٌ دیکھو رَجُلٌ مرد کے مقابلہ میں وضع کیا گیا ہے چاہے مرد کوئی سا ہو کہیں کا رہنے والا ہو، کالا ہو یا گورا ہو، مسلم ہو یا غیر مسلم ہو، عالم ہو جاہل ہو، غریب ہو، امیر ہو غلام ہو، مولی ہو۔ ایسے ہی فرس گھوڑے کے مقابلہ میں وضع کیا گیا ہے، چاہے کسی نسل کا گھوڑا ہو، ہر گھوڑے کو فرس کہتے ہیں، بخلاف زید، عمر کے کہ یہ دونوں معین جسم کے مقابلہ میں وضع

کئے گئے ہیں۔

بداں کہ اسم بر دو صنف است، مذکر و مؤنث۔ مذکر آنست کہ درو علامت تانیث نہ باشد چوں رَجُلٌ ومؤنث آنست کہ درو علامت تانیث باشد چوں اِمْرَأَۃٌ۔

ابھی تم کو معلوم ہوا کہ اسم کی دو قسمیں ہیں باعتبار معرب اور مبنی ہونے کے پھر دو قسمیں بیان کیں باعتبار معرفہ اور نکرہ ہونے کے۔ یہاں بتاتے ہیں کہ اسم کی دو قسمیں ہیں باعتبار مذکر اور مؤنث ہونے کے۔ اہل عرب مذکر اس اسم کو کہتے ہیں کہ جس میں کوئی علامت مؤنث ہونے کی نہ ہو جیسے رَجُلٌ اور مؤنث اس اسم کو کہتے ہیں کہ جس کے اندر کوئی نہ کوئی علامت مؤنث ہونے کی ضرور ہو جیسے اِمْرَأَۃٌ دیکھو اس میں علامت تانیث کی تا ہے۔

وعلامت تانیث چہار است۔ تا چوں طَلْحَۃُ والف مقصورہ چوں حُبْلٰی والف ممدودہ چوں حَمْرَاءُ وتائے مقدرہ چوں اَرْضٌ کہ در اصل اَرْضَۃٌ بودہ است بدلیل اُرَیْضَۃٌ زیرا کہ تصغیر اسمارا بر اصل خود برد۔ وایں را مونث سماعی گویند

سوال۔ علامات تانیث کتنی ہیں؟

جواب۔ چار ہیں، ایک تا، دوسری الف مقصورہ تیسری الف ممدودہ۔ چوتھی تا مقدرہ مثال تا لفظی کی جیسے طَلْحَۃٌ مثال الف مقصورہ کی جیسے حُبْلٰی مثال الف ممدودہ کی جیسے حَمْرَاءُ، مثال تا مقدرہ کی جیسے اَرْضٌ کہ اس کی اصل اَرْضَۃٌ تھی۔

سوال۔ تم کو کیسے معلوم ہوا کہ اَرْضٌ کی اصل اَرْضَۃٌ تھی؟

جواب۔ ہم کو ایسے معلوم ہوا کہ جب ہم نے اَرْضٌ کی تصغیر بنائی تو اُرَیْضَۃٌ ہوئی اور تصغیر میں وہ حروف لوٹتے ہیں کہ جو اس کی اصل میں ہوتے ہیں تو اُرَیْضَۃٌ تصغیر سے معلوم ہوا کہ اَرْضٌ کی اصل اَرْضَۃٌ تھی ورنہ تصغیر میں یہ تا کہاں سے آئی، ایسے مؤنث کو مؤنث سماعی کہتے ہیں۔

سوال۔ الف مقصورہ کس الف کو کہتے ہیں؟

جواب۔ الف مقصورہ اس الف کو کہتے ہیں کہ جو بغیر کھینچے پڑھا جائے۔

سوال۔ الف ممدودہ کس الف کو کہتے ہیں؟

جواب۔ اس الف کو کہتے ہیں کہ جو کھینچ کر پڑھا جائے۔ مثال الف مقصورہ کی حُبْلٰی۔ حُبلی کا

کا الف بغیر دراز کئے پڑھا جائے گا۔ مثال الف ممدودہ کی حَمْرَاءُ۔ حمرا کا الف درازی سے پڑھا جائیگا

بدانکہ مؤنث بر دو قسم ست۔ حقیقی و لفظی۔ حقیقی آنست کہ بازائے او حیوانے مذکر باشد۔ چوں اِمْرَأَۃٌ کہ بازائے او رَجُلٌ است و نَاقَۃٌ کہ بازائے او جَمَلٌ است۔ و لفظی آنست کہ بازائے او حیوانے مذکر باشد چوں ظُلْمَۃٌ و قُوَّۃٌ

مصنف یہ بات بتانا چاہتے ہیں کہ مؤنث کی دو قسمیں ہیں ایک وہ مؤنث کہ جس کے مقابلہ میں قدرت نے کوئی حیوان مذکر پیدا کیا ہو یعنی ہر مادہ کہ جس کے واسطے کوئی نر ہو۔ جیسے عورت کہ اس کے مقابلہ میں مرد ہوتا ہے اور جیسے اونٹنی کہ اس کے مقابلہ میں اونٹ ہوتا ہے اور جیسے کتیا کہ اس کے مقابلہ میں کتا ہے اور جیسے گھوڑی کہ اس کے مقابلہ میں گھوڑا ہوتا ہے، اور جیسے مرغی کہ اس کے مقابلہ میں مرغا ہوتا ہے۔ عورت، اونٹنی، کتیا، گھوڑی، مرغی۔ یہ تمام مؤنث حقیقی ہیں کیونکہ ان کے مدمقابل نر ہیں۔ دوسری قسم مؤنث کی مؤنث لفظی ہے یعنی کسی لفظ میں علامت تانیث کی لگی ہوئی پائی گئی بس اسکو بھی مؤنث کہیں گے۔ لیکن اس مؤنث لفظی کے مقابلہ میں کوئی نر نہیں ہوتا اس وجہ سے اس کو مؤنث حقیقی نہ کہیں گے۔ مثال مؤنث لفظی کی:- ظُلْمَۃٌ اور قُوَّۃٌ دیکھو ان دونوں میں علامت تانیث کی تار ہے اس وجہ سے ان کو مؤنث کہا جاتا ہے نہ اس وجہ سے کہ ان کے مقابلہ میں کوئی مذکر ہے، ایسی مؤنث کو مؤنث کہنا ایک آئینی اور ضابطہ کی چیز ہے۔ حقیقت میں مؤنث وہی ہے کہ جس کا مدمقابل کوئی نر ہو۔

بدانکہ اسم بر سہ صنف است، واحد و مثنی و مجموع، واحد آنست کہ دلالت کند بر یکے چوں رَجُلٌ۔

یہاں سے پھر اسم کی تقسیم شروع ہوئی، مصنف علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ اسم کی تین قسمیں ہیں ایک اسم واحد، دوسرا اسم مثنیٰ تیسرا اسم جمع۔ اسم واحد اس کو کہتے ہیں کہ جس کی دلالت اور رہنمائی صرف ایک ذات پر ہو جیسے رجل دیکھو رجل واحد ہے، اس سے صرف ایک مرد سمجھا گیا یا فرس، اس سے ایک گھوڑا سمجھا گیا یا جیسے فیل اس سے ایک ہاتھی سمجھا گیا۔

و مثنیٰ آنست کہ دلالت کند بر دو و بسبب آں کہ الف یا یائے ماقبل مفتوح و نون مکسورہ با آخرش پیوندد چوں رَجُلَانِ و رَجُلَیْنِ۔

دوسری قسم اسم کی اسم مثنیٰ ہے یعنی تثنیہ۔ تثنیہ کے معنیٰ ہیں دو ہونا۔ مثنیٰ صیغہ اسم مفعول ہے باب تفعیل سے۔ مثنیٰ کے معنیٰ دوگنا کر دیا گیا۔

تعریف مثنّٰی۔ مثنّٰی اُس اسم کو کہتے ہیں کہ جس کی دلالت دو چیزوں پر ہو۔

سوال۔ مثنّٰی کس سے بنتا ہے؟

جواب۔ مثنّٰی واحد سے بنتا ہے، مثلاً رَجُلٌ واحد ہے، اس کا مثنّٰی رَجُلَانِ ہوگیا۔

سوال۔ رَجُلَانِ اور رَجُلَیْنِ رَجُلٌ سے کیسے بنا؟

جواب۔ رَجُلَانِ رَجُلٌ سے اس طرح بنا کہ رَجُلٌ کے لام کے بعد الف بڑھایا تو ہوگیا رَجُلَا پھر رَجُلَا کے الف کے بعد نون اعرابی مکسور بڑھا تو ہوگیا رَجُلَانِ۔

سوال۔ رَجُلٌ سے رَجُلَیْنِ کیسے بنا؟

جواب۔ رَجُلَیْنِ رَجُلٌ سے ایسے بنا کہ رَجُلٌ کے لام کے بعد حرف یار کا اضافہ کیا اور یار کے بعد نون مکسورہ بڑھایا تو ہوگیا رَجُلَیْنِ۔ رَجُلَانِ حالت رفعی میں اور رَجُلَیْنِ حالت نصبی اور حالت جری میں۔

سوال۔ تثنیہ بنانے کا کیا فائدہ ہے؟

جواب۔ فائدہ اس کا تخفیف اور سہولت ہے، اس وجہ سے کہ اگر رَجُلَانِ نہ کہیں تو رَجُلٌ رَجُلٌ کہیں گے تو اس وقت دو مرد دو لفظوں سے جانے گئے، جس وقت اس کا مثنّٰی کرلیا تو یوں کہا رَجُلَانِ تو اس کے بھی وہی معنی ہیں جو کہ رَجُلٌ رَجُلٌ کے تھے یعنی دو مرد، مگر وہاں دو مرد دو لفظوں سے سمجھے گئے اور رَجُلَانِ ایک لفظ اور دو معنیٰ تو سہولت اس میں ہی ہوگئی کہ ایک لفظ ہو اور دو معنی پر دلالت ہو۔ مقولہ مشہور ہے کہ خَیْرُ الْکَلَامِ مَا قَلَّ وَدَلَّ

سوال۔ رَجُلَیْنِ میں جو یار ہے اُس سے پہلے حرف پر کیا حرکت ہے؟

جواب۔ تثنیہ میں یار سے پہلے حرف پر فتح ہوتا ہے۔

ومجموع آنست کہ دلالت کند بر بیش از دو لسبب آنکہ تغیرے در واحد کردہ باشند لفظاً چوں رِجَالٌ یا تقدیراً چوں فُلْكٌ کہ واحدش نیز فُلْكٌ ست بروزن قُفْلٌ وجمعش ہم فُلْكٌ بروزن اُسْدٌ۔

تیسری قسم اسم مجموع یعنی جمع ہے۔

تعریف جمع۔ جمع اس کو کہتے ہیں کہ جس کی دلالت تین یا تین سے زائد پر ہو جیسے رِجَالٌ تو رِجَالٌ کم از کم تین پر بولیں گے اور تین سے زائد پر کوئی حد مقرر نہیں۔

سوال: رِجَالٌ کی اصل کیا تھی؟ جواب رِجَالٌ کی اصل رَجُلٌ تھی۔

سوال۔ رَجُلٌ سے رِجَالٌ کیسے ہوگیا ؟

جواب۔ رَجُلٌ سے رِجَالٌ ایسے ہوگیا کہ رَجُلٌ میں تغیر کردیا۔

سوال۔ کیا تغیر رَجُلٌ میں کیا کہ جس کی وجہ سے واحد رَجُلٌ جمع رِجَالٌ ہوگیا ؟

جواب۔ تغیر رَجُلٌ میں یہ کیا کہ اس کے دوسرے حرف کے بعد اور تیسرے حرف سے پہلے الف داخل کردیا رِجَالٌ ہوگیا۔

خلاصہ یہ ہوا کہ واحد میں تغیر پیدا کردینے سے جمع بن جاتی ہے، جیسے رَجُلٌ سے رِجَالٌ اور شَجَرٌ سے اَشْجَارٌ۔ اور حَجَرٌ سے اَحْجَارٌ اور نَبِیٌّ سے اَنْبِیَاءُ اور وَلِیٌّ سے اَوْلِیَاءُ وغیرہ

سوال۔ فُلْكٌ جمع ہے اور اسکے واحد میں کوئی بھی تغیر نہیں ہوا، فُلْكٌ ہی واحد ہے اور فُلْكٌ ہی جمع ہے۔

جواب۔ تغیر کی دو قسمیں ہیں ایک تغیر لفظی اور دوسرا تغیر تقدیری۔ تغیر لفظی کا مطلب یہ ہے کہ واحد کا وزن ٹوٹ جائے جیسے رَجُلٌ کا وزن رِجَالٌ میں آکر ٹوٹ گیا۔ تغیر تقدیری اس کو کہتے ہیں کہ کوئی ایسا لفظ ہو کہ اگر اس کو واحد کے وزن پر لحاظ کیا جائے تو یہ لفظ واحد کہلائے اور اگر یہی لفظ دوسری جگہ کسی جمع کے وزن پر آجائے یہ لفظ جمع کہلائے، جیسے فُلْكٌ ہے، اگر اس کو لحاظ کریں قُفْلٌ کے وزن پر تو فُلْكٌ کے معنی ہو گئے، ایک کشتی اور اگر فُلْكٌ کو لحاظ کیا جائے اُسْدٌ کے وزن پر تو اس وقت فُلْكٌ جمع ہوگا تو اس کے معنی ہوں گے بہت سی کشتیاں، کیونکہ اُسْدٌ جمع ہے اَسَدٌ کی اور اسد شیر کو کہتے ہیں۔ اُسْدٌ کے معنی بہت سے شیر، خلاصہ یہ ہوا کہ کوئی لفظ ایسا ہو کہ واحد کے وزن پر بھی آتا ہو اور جمع کے وزن پر بھی آتا ہو، واحد کے وزن پر ہو کر واحد ہوگا اور جمع کے وزن پر ہو کر جمع ہوگا۔ جس وقت جمع کے وزن پر ہوگا تو اس میں تغیر تقدیری یعنی فرضی اور اعتباری ہوگا، لفظ واحد کی حالت اور جمع کی حالت میں حقیقۃً ایک ہی ہوگا۔

بدانکہ جمع باعتبارِ لفظ بر دو قسم است جمع تکسیر و جمع تصحیح۔ جمع تکسیر آنست کہ بنائے واحد درو سلامت نہ باشد چوں رِجَالٌ و مَسَاجِدُ و ابنیہ جمع تکسیر در ثلاثی بسماع تعلق دارد و قیاس را درو مجالے نیست، واما در رباعی و خماسی بر وزن فَعَالِلُ آید چوں جَعْفَرٌ و جَعَافِرُ و جَحْمَرِشٌ و جَحَامِرُ۔ بحذفِ حرفِ خامس۔

تم کو ابھی کچھ اوپر معلوم ہوا کہ اسم کی تین قسمیں ہیں، واحد، تثنیہ، جمع۔ اب یہاں سے جمع کے لفظوں کو دیکھ کر دو قسمیں کرتے ہیں ایک جمع تکسیر جس کو جمع مکسّر بھی کہتے ہیں، دوسری جمع تصحیح کہ جس کو جمع سالم بھی کہتے ہیں۔

تعریف جمع تکسیر۔ جمع تکسیر اُس جمع کا نام ہے کہ جس کا واحد جمع میں جاکر ٹوٹ گیا ہو یعنی وہ ترتیب واحد کے حروف کی جو بحالت واحد تھی جمع کے اندر جاکر باقی نہ رہے جیسے رِجَالٌ۔ رِجَالٌ جمع تکسیر ہے، اس کا واحد رَجُلٌ تھا۔ دیکھو رَجُلٌ میں اول را ہے پھر جیم ہے اور اس کے بعد لام ہے، جس وقت کہ رَجُلٌ کی جمع رِجَالٌ بنائی تو جیم اور لام کے درمیان میں الف جمع کا داخل ہو گیا، لہذا واحد کا وزن سلامت نہ رہا، یہی وجہ ہے کہ ایسے ٹوٹے ہوئے واحد کی جمع کو جمع تکسیر یا جمع مکسّر کہتے ہیں۔

سوال وزن واحد کا جمع کے اندر جاکر ٹوٹ گیا تو واحد کو مکسّر کہنا چاہیے اور تم جمع کو مکسّر کہتے ہو، اس کی وجہ کیا ہے؟

جواب۔ یہ تمہارا کہنا بالکل درست ہے کہ واحد کو مکسّر کہنا چاہیے مگر یہ واحد ٹوٹا ہوا اُس جمع کے اندر ہے اس وجہ سے جمع کو مکسّر کہہ دیتے ہیں یعنی تسمیة الجمع باسم الواحد کے قبیلہ سے ہو گیا۔ دوسری مثال جمع تکسیر کی مَسَاجِدُ ہے، اس کا واحد مَسْجِدٌ ہے۔ مساجد میں جاکر وزن سلامت نہ رہا یعنی سین اور جیم کے درمیان الف جمع کا داخل ہو گیا۔ جمع تکسیر کی اور بھی بے شمار مثالیں ہیں جیسے اَوْلِیَاءُ جمع وَلِیٌّ۔ اَنْبِیَاءُ جمع نَبِیٌّ۔ اَقْطَابٌ جمع قُطْبٌ۔ اَبْرَارٌ جمع بَرٌّ۔ اَحْجَارٌ جمع حَجَرٌ۔ اَشْجَارٌ جمع شَجَرٌ۔ بُیُوْتٌ جمع بَیْتٌ۔ قُبُوْرٌ جمع قَبْرٌ۔ اَمْوَالٌ جمع مَالٌ۔ اَوْرَاقٌ جمع وَرَقٌ۔ اَمْیَالٌ جمع مِیْلٌ۔ اَعْیَانٌ جمع عَیْنٌ۔ مَقَابِرُ جمع مَقْبَرَةٌ۔ مَحَامِدُ جمع حَمْدٌ۔ مَصَارِفُ جمع مَصْرِفٌ وغیرہ وغیرہ۔

سوال۔ جمع تکسیر کے اگر اوزان مقرر کر دیئے جائیں تو جمع تکسیر کے یاد کرنے میں بہت سہولت ہو جائے۔

جواب۔ ثلاثی مجرد میں جمع تکسیر کے اوزان بوجہ کثرت کے مقرر نہیں کیے جاسکتے بلکہ ثلاثی مجرد میں جمع تکسیر جاننا محض اہل زبان سے سننے پر ہے، قیاس اور قاعدہ کی گنجائش نہیں، البتہ اسم رباعی اور اسم خماسی کی جمع تکسیر کے لئے وزن مقرر ہے، وہ صرف دونوں کا ایک وزن ہی اور وہ فَعَالِلُ ہے لہذا اسم رباعی اور اسم خماسی کی جمع تکسیر فَعَالِلُ کے وزن پر آئے گی جیسے

جَعْفَرٌ اسم رباعی ہے جَعْفَرٌ کی جمع تکسیر جَعَافِر بروزن فَعَالِلُ آئے گی اور جیسے دِرْهَمٌ اسم رباعی ہے۔ اس کی جمع تکسیر دَرَاهِمُ بروزن فَعَالِلُ ہوگی۔

سوال۔ فَعَالِلُ میں چار حرف اصلی ہیں اور الف جمع کا زائد ہے تو فَعَالِلُ میں حروف اصلی اور زائد مل کر کل پانچ ہوئے لہذا فَعَالِلُ کے وزن پر اسم رباعی کی جمع تکسیر آنا قرین قیاس اور دل لگتی بات ہے مگر اسم خماسی میں پانچ حروف اصلی ہوں گے اور ایک الف جمع کا مل کر چھ حروف ہو جائیں گے تو بھلا چھ حرف والی جمع تکسیر پانچ حروف والی جمع کے وزن پر کیسے آسکتی ہے، وزن کے لئے یہ شرط ہے کہ تعداد حروف اور حرکات اور سکون سب میں برابری ہو ورنہ وزن نہیں مل سکتا؟

جواب۔ تمہارا یہ کہنا بالکل درست ہے مگر جس وقت فَعَالِلُ کے وزن پر اسم خماسی کی جمع تکسیر لائیں گے اس وقت وزن ٹھیک بیٹھ جائے گا، جیسے جَحْمَرِشٌ اسم خماسی ہے اس کی جمع کرتے وقت اخیر سے شین کو گرا دیں گے اور اس طرح کہیں گے جَحْمَرِش وجَحَامِرُش شین کو حذف کر دیا جَحَامِرُ فَعَالِلُ کے وزن پر ہو گیا، البتہ دل میں یہ بات رہے گی کہ یہاں سے شین حذف ہوا ہے تاکہ اسم خماسی ہونا پیش نظر رہے اور رباعی کے ساتھ التباس نہ ہو۔ خوب اچھی طرح اس قاعدہ کو محفوظ کر لینا چاہیئے تاکہ رباعی اور خماسی کا فرق واضح رہے۔

وجمع تصحیح آنست کہ بنائے واحد در وے سلامت ماند۔

یہاں سے جمع تصحیح کی تعریف اور شناخت بیان کرتے ہیں۔ تم یہ سمجھو کہ جمع تصحیح کا معاملہ جمع تکسیر کے برعکس ہے، جمع تصحیح میں واحد کا وزن جمع میں جا کر صحیح سالم رہتا ہے، حروف میں وہی ترتیب رہتی ہے جو کہ واحد ہونے کی حالت میں تھی، سب سے اخیر حرف کے بعد حروف بڑھا کر جمع تصحیح بنائی جاتی ہے، کلمہ کے آخر حرف کے بعد زیادتی کرنے سے کلمہ کے وزن میں کوئی فرق ایسا نہیں آتا کہ جس سے واحد کے وزن پر زد پڑے جیسا کہ جمع تکسیر میں ہوتا ہے

سوال۔ جمع تصحیح کی مثال بیان فرمایئے۔

جواب۔ چونکہ جمع تصحیح کی آگے تقسیم آتی ہے اس وجہ سے اس کی مثال بھی تقسیم کے بعد دی جائے گی۔ اب تقسیم شروع ہوتی ہے۔

وآں بر دو قسم است جمع مذکر و جمع مؤنث

چنانچہ کہتے ہیں کہ جمع تصحیح کی دو قسمیں ہیں ایک جمع تصحیح مذکر اور دوسری جمع تصحیح مؤنث۔ یعنی اگر

جمع تصحیح کا واحد مذکر ہے تو جمع تصحیح مذکر کہلائے گی اور اگر جمع تصحیح کا واحد مؤنث ہے تو جمع تصحیح مؤنث کہلائے گی۔ آگے مصنف ہر ہر جمع تصحیح کی تعریف علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں؛

جمع مذکر آنست کہ واوے ماقبل مضموم یا یائے ماقبل مکسور و نون مفتوح در آخرش پیوندد، چوں مُسْلِمُوْنَ و مُسْلِمِیْنَ۔

تعریف جمع مذکر سالم۔ جمع مذکر سالم وہ جمع کہلاتی ہے کہ جس کے آخر میں واو ایسی ہو کہ اس سے پہلے حرف پر پیش ہو، اگر اس کے آخر میں واو نہ ہو تو ایسی یا ہو کہ اس سے پہلے حرف پر کسرہ ہو اور دونوں صورتوں میں بعد واو و یار کے نون مفتوح پیوستہ ہو۔ مثال اس جمع مذکر سالم کی کہ جس کے آخر میں واو ماقبل مضموم اور نون مفتوح ہو جیسے مُسْلِمُوْنَ۔ مسلمون جمع مذکر سالم ہے۔ اس کا واحد مُسْلِمٌ، مسلمان مرد کو کہتے ہیں۔ دیکھو مُسْلِمٌ کا وزن مُسْلِمُوْنَ کے اندر محفوظ ہے اور واو نون مُسْلِمٌ کی میم کے آگے لگائے گئے ہیں۔ مُسْلِمٌ کے حروف کی ترتیب میں کوئی فرق نہیں آیا۔ دوسری مثال جمع مذکر سالم کی مُسْلِمِیْنَ ہے، اس میں یار ماقبل مکسور اور نون مفتوح آخیر میں بڑھایا گیا ہے۔ معنی دونوں جمع کے ایک ہی ہیں مُسْلِمُوْنَ حالت رفعی میں آتی ہے اور مُسْلِمِیْنَ حالت نصبی اور جری میں آتی ہے۔

سوال۔ جمع مذکر سالم میں نون مفتوح کیوں لگایا؟

جواب۔ اس وجہ سے لگایا کہ تثنیہ کے نون اور جمع کے نون میں فرق ہو جائے، تثنیہ کا نون مکسور ہوتا ہے اور جمع کا مفتوح۔

سوال۔ جمع مذکر سالم میں یار کے ماقبل کسرہ کیوں دیا گیا؟

جواب۔ اس وجہ سے دیا گیا کہ تثنیہ اور جمع میں فرق باقی رہے ورنہ پھر دونوں میں پہچان باقی نہ رہتی، کیونکہ نون دونوں کا اعرابی ہے۔ لَمْ اور لَنْ کی وغیرہ کی وجہ سے گر جائے گا، فرق صرف یا ماقبل مکسور اور مفتوح سے رہے گا۔ آگے مصنفؒ جمع مؤنث سالم کی تعریف بیان کرتے ہیں چنانچہ کہتے ہیں۔

جمع مؤنث آنست کہ الفے با تائے بآخرش پیوندد، چوں مُسْلِمَاتٌ۔

دوسری قسم جمع سالم کی جمع مؤنث سالم ہے۔ جمع مؤنث سالم وہ جمع ہے کہ جس کے آخر میں الف اور تار کا الحاق کیا گیا ہو جیسے مُسْلِمَاتٌ۔ مُسْلِمَات جمع مُسْلِمَةٌ مؤنث کی ہے، اس کے اخیر میں الف اور تار کا اضافہ کر کے جمع کر لیا گیا، واحد کا وزن یہاں بھی محفوظ ہے۔

بدانکہ جمع باعتبار معنیٰ بر دو نوع است جمع قلت و جمع کثرت. جمع قلت آنست کہ بر کم از دہ اطلاق کنند، و آں را چہار بنا رست اَفْعُلٌ چوں اَکْلُبٌ و اَفْعَالٌ چوں اَقْوَالٌ و اَفْعِلَةٌ چوں اَعْوِنَةٌ و فِعْلَةٌ چوں غِلْمَةٌ و دو جمع تصحیح بے الف و لام یعنی مُسْلِمُوْنَ و مُسْلِمَاتٌ و جمع کثرت آنست کہ بر دہ و بیشتر از دہ اطلاق کنند، و ابنیہ آں ہر چہ غیر ازیں شش بنا است۔

اوپر تقسیم جمع کی لفظ کے اعتبار سے ہوئی. یہاں سے جمع کی تقسیم باعتبار معنیٰ کے شروع ہوتی ہے چنانچہ مصنف علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ جمع کی معنیٰ کے لحاظ سے دو قسمیں ہیں ایک جمع قلت اور دوسری جمع کثرت، جمع قلت اس جمع کا نام ہے کہ جسکے معنیٰ تین سے نو تک ہوں، تم کو اوپر معلوم ہو چکا کہ جس لفظ سے ایک معنیٰ سمجھے جائیں وہ واحد ہے اور جس لفظ سے دو معنیٰ سمجھے جائیں وہ مثنّیٰ ہے اور جس لفظ سے تین معنیٰ یا تین سے زائد سمجھے جائیں وہ جمع ہے تو جمع قلت سے کم از کم تین اور زیادہ سے زیادہ نو معنیٰ سمجھے جاتے ہیں، لہذا جمع قلت بھی جمع ہے، بڑی سہولت جمع قلت کے جاننے کی یہ ہے کہ اس کے کل چار وزن ہیں، پہلا اَفْعُلٌ جیسے اَکْلُبٌ - اَکْلُبٌ جمع کَلْبٌ کی ہے، تین کتوں سے نو کتوں تک اَکْلُبٌ بولیں گے دس کتوں پر یا دس سے زائد پر اَکْلُبٌ کا بولنا درست نہ ہوگا، دوسرا وزن جمع قلت کا اَفْعَالٌ ہے جیسے اَقْوَالٌ۔ اَقْوَالٌ جمع قَوْلٌ کی ہے تین قولوں سے نو قولوں تک اَقْوَالٌ بولا جائیگا نو سے زائد پر نہ بولیں گے. تیسرا وزن جمع قلت کا اَفْعِلَةٌ ہے جیسے اَعْوِنَةٌ جمع عَوْنٌ کی ہے، عَوْنٌ سپاہی کو کہتے ہیں، تین سپاہیوں سے نو سپاہیوں تک اَعْوِنَةٌ بولیں گے اور بس چوتھا وزن جمع قلت کا فِعْلَةٌ ہے چوں غِلْمَةٌ - غِلْمَةٌ جمع غُلَامٌ کی ہے، تین غلاموں سے نو تک بولی جائے گی۔ فقط

ان چار وزنوں کے علاوہ دو وزن جمع قلت کے اور ہوتے ہیں، ایک جمع مذکر سالم اسوقت جبکہ اس پر الف لام نہ ہو جیسے مُسْلِمُوْنَ، مُسْلِمُوْنَ تین مسلمانوں سے نو مسلمانوں تک بولیں گے دوسرے جمع مؤنث سالم بغیر الف و لام کے جیسے مُسْلِمَاتٌ - مُسْلِمَاتٌ تین مسلمان عورتوں سے نو مسلمان عورتوں پر بولی جائے گی تو اس حساب سے جمع قلت کے چھ وزن ہوئے، دو بغیر الف و لام اور چار مطلق بلا کسی قید کے. دوسری قسم جمع کی جمع کثرت ہے، جمع کثرت اس جمع کو کہتے ہیں کہ جس کا اطلاق دس یا دس سے زائد پر ہو جیسے اَوْلِیَاءُ - اَنْبِیَاءُ - عُلَمَاءُ، صُلَحَاءُ، مَدَارِسُ - مَصَادِرُ۔

سوال۔ جمع کثرت کے کتنے اوزان ہیں ؟

جواب۔ جمع قلت کے چھ وزنوں کے علاوہ سب جمع کثرت کے اوزان ہیں۔

فصل۔ بدانکہ اعراب اسم سہ است رفع ونصب وجر۔ اسم متمکن (اسم معرب) باعتبار وجوہ اعراب برشانزدہ قسم است، اول مفرد منصرف صحیح چوں زَیْدٌ دوم مفرد منصرف جاری مجرائے صحیح چوں دَلْوٌ، سوم جمع مکسر منصرف چوں رِجَالٌ رفع شاں بضمہ باشد، ونصب بفتح وجر بکسرہ چوں جَاءَنِی زَیْدٌ و دَلْوٌ، و رِجَالٌ و رَاَیْتُ زَیْدًا و دَلْوًا و رِجَالًا و مَرَرْتُ بِزَیْدٍ و دَلْوٍ و رِجَالٍ

اوپر فصلوں میں مصنف علیہ الرحمۃ نے اسم کا ذکر کئی مرتبہ کیا کہیں تو اسم کی علامتیں بتائیں کہیں ان کا معرب اور مبنی ہونا بتایا، کہیں ان کا واحد اور تثنیہ اور جمع ہونا بتایا، کہیں مذکر اور مؤنث ہونا بتایا۔ اسم جمع کی دو قسمیں بتائیں، جمع مکسر اور جمع سالم۔ غرض یہ ہے کہ اسم کی ذات کو تو تم اچھی طرح سمجھ گئے اور یہ بھی تم کو معلوم ہو گیا کہ اسم مبنی پر اعراب نہیں آتا، وہ ہر حالت میں یکساں رہتا ہے، یہ بھی تم کو معلوم ہو گیا کہ اسم معرب پر جب عمل دینے والے عامل آئیں گے تو اسم معرب ان کے عمل کو قبول کرے گا، یعنی اپنے آخری حرف پر عامل کے اعراب کو جگہ دے گا یہ تم کو معلوم ہو گیا کہ اسم معرب اور اسم متمکن ایک ہی چیز ہے جس کو اسم متمکن کہو گے وہی اسم معرب ہے اس اسم متمکن کے مختلف نام ہیں، ایک اسم متمکن مفرد منصرف صحیح ہوتا ہے ایک اسم متمکن مفرد منصرف قائم مقام صحیح ہوتا ہے۔ ایک اسم متمکن جمع مکسر منصرف ہوتا ہے۔ ان تینوں قسم کے اسم متمکن پر جس وقت رفع دینے والا عامل آئے گا تو ان تینوں کے اخیر حرف پر رفع آجائے گا اور اگر ان تینوں پر عامل نصب دینے والا آئے گا تو ان تینوں کے اخیر حرف پر نصب آجائے گا اگر جر دینے والا عامل آئے گا تو ان تینوں کے اخیر حرف پر جر آجائے گا کیونکہ اسم متمکن کے کل تین ہی اعراب ہیں ایک رفع دوسرا نصب، تیسرا جر۔ اور یہ اسم متمکن اس اعراب کو قبول کرنے کے لحاظ سے سولہ طریقوں پر ہے، تین تو ابھی بیان کئے ذکر کر دیئے باقی آگے آتے ہیں، اب مثال دیتا ہوں۔ مثال اسم متمکن مفرد منصرف صحیح کی جیسے جَاءَنِی زَیْدٌ و رَاَیْتُ زَیْدًا و مَرَرْتُ بِزَیْدٍ۔ دیکھو اسم متمکن ایک ہے اور اس پر تین عامل ہیں، پہلا عامل جَاءَ فعل ماضی ہے زید پر داخل ہوا اور زید کو فاعل ہونے کی وجہ سے رفع دیدیا، دوسرا عامل رَأَیْتُ ہے زَیْدًا رَأَیْتُ کا مفعول ہے، فاعل رَاَیْتُ کی ضمیر متکلم کی ہے اور فعل اپنے مفعول بہ کو نصب دیا

کرتا ہے اسوجہ سے زَیْدًا منصوب ہو گیا تیسرا عامل با حرف جار ہے جو زید پر داخل ہوا ہے بِ با حرف جار نے زید کے اخیر پر جر دیدیا دیکھو زید اسم متمکن پر تین عامل داخل ہوئے، تینوں کو عمل کرنے کے لئے جگہ دیدی، اسی وجہ سے اس کا نام اسم متمکن اور معرب ہوا۔ مثال اسم متمکن مفرد منصرف جاری مجریٰ صحیح کی جَاءَ دَلْوٌ وَرَأَیْتُ دَلْوًا وَمَرَرْتُ بِدَلْوٍ یہاں جَاءَ کا فاعل دَلْوٌ ہے لہذا دَلْوٌ کو جَاءَ نے رفع دیدیا۔ رَأَیْتُ دَلْوًا میں دَلْوًا رَأَیْتُ کا مفعول ہے لہذا اس کو نصب دیدیا۔ مَرَرْتُ بِدَلْوٍ۔ دَلْوٍ مجرور ہے با حرف جار ہے، جار اپنے مدخول کو جر دیدیا کرتا ہے۔ مثال اسم متمکن جمع مکسر منصرف کی جَاءَ رِجَالٌ وَرَأَیْتُ رِجَالًا وَمَرَرْتُ بِرِجَالٍ۔ اس مثال میں بھی بطریق مذکورہ رفع، نصب، جر رِجَالٌ پر آیا۔

سوال۔ مفرد منصرف صحیح کی تعریف کیا ہے؟

جواب۔ نحویوں کا مفرد منصرف صحیح وہ اسم ہوتا ہے کہ جس کے اخیر میں حرف علت نہ ہو بلکہ اخیر کا حرف صحیح ہو تو زید مفرد منصرف صحیح ہوا کیونکہ اس کے اخیر میں حرف دال ہے۔

سوال۔ زید صرفیوں کے یہاں صحیح نہیں کیونکہ اس کے عین کی جگہ حرف علت یا رہے نحوی اس کو صحیح کیوں کہتے ہیں؟

جواب۔ صرفی بحث کرتے ہیں تعلیل سے، نحوی اعراب سے اور اعراب آتا ہے اخیر حرف پر، زید میں اخیر حرف دال ہے جو کہ رفع، نصب، جر تینوں کو قبول کرتا ہے، لہذا نحوی زید کو صحیح کہے گا۔

سوال۔ دَلْوٌ میں اخیر حرف حرف علت واؤ ہے، اس کو نحوی قائم مقام صحیح کیوں کہتے ہیں

جواب۔ قائم مقام صحیح اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ایسا اسم متمکن تینوں حالتوں میں تینوں حرکتوں کو قبول کرلیتا ہے جیسے کہ صحیح کرتا ہے۔

سوال۔ اسم متمکن جاری مجریٰ صحیح کی کیا تعریف ہے؟

جواب۔ جاری مجریٰ صحیح اُس اسم کو کہتے ہیں کہ جس کے اخیر میں واؤ ہو یا یار ہو، اور واؤ، یار سے پہلا حرف ساکن ہو جیسے دَلْوٌ اور ظَبْیٌ۔

چہارم جمع مؤنث سالم رفعش بضمہ باشد و نصب وجر بکسرہ چوں هُنَّ مُسْلِمَاتٌ وَرَأَیْتُ مُسْلِمَاتٍ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ۔

چوتھی قسم اسم متمکن کی اعراب کے لحاظ سے جمع مؤنث سالم ہے، جمع مؤنث سالم میں تین حالتوں

میں صرف دو اعراب ہیں ایک رفع اور دوسرا جر، اگر عامل رفع دینے والا جمع مؤنث سالم پر داخل ہوگا تو رفع آجائے گا، اگر عامل ناصب اور جار داخل ہوگا تو ان دونوں حالت میں جر ہی ہوگا، نصب اس پر نہ آئے گا۔ نصب کی حالت جمع مؤنث سالم میں جر کی حالت کے تابع کردی گئی۔

سوال۔ حالت نصب کو حالت جر کے کیوں تابع کردیا؟

جواب۔ اس وجہ سے کردیا کہ جمع مذکر سالم اصل ہے اور جمع مؤنث سالم فرع ہے جمع مذکر سالم میں بھی حالت نصبی حالت جری کے تابع کی ہے اس وجہ سے فرع کے اندر بھی کرنا پڑا تاکہ اصل اور فرع دونوں برابر ہوجائیں۔ مثال هُنَّ مُسْلِمَاتٌ۔ هُنَّ مبتدا ہے اور مُسْلِمَاتٌ خبر ہے، مبتدا اور خبر میں عامل معنوی نے رفع کردیا ہے وَرَأَيْتُ مُسْلِمَاتٍ وَمَرَرْتُ مُسْلِمَاتٍ پہلی حالت نصبی ہے اور دوسری حالت جری ہے۔ دونوں حالتوں میں جر ہی رہے گا۔

پنجم غیر منصرف وآں اسمے ست کہ دو سبب از اسباب منع صرف در و باشد۔ و اسباب منع صرف نُہ است۔ عدل و وصف و تانیث و معرفہ و عجمہ و جمع و ترکیب و وزن فعل و الف و نون زائدتان چوں عمر، احمر، طلحۃ و زَيْنَبُ و اِبْرَاهِيمُ و مَسَاجِدُ و معدیکرب و احمد و عمران رفعش بضمہ باشد و نصب و جر بفتحہ۔ چوں جَاءَ عُمَرُ وَرَأَيْتُ عُمَرَ وَمَرَرْتُ بِعُمَرَ۔

پہلے یہ سمجھو کہ اسم معرب کی دو قسمیں ہیں، ایک اسم معرب منصرف اور دوسرا اسم معرب غیر منصرف اسم معرب منصرف اس کو کہتے ہیں کہ جن میں دو سبب اسباب منع صرف میں سے نہ پائے جائیں اور اس کے اخیر حرف پر کسرہ اور تنوین دونوں آدیں جیسے زَيْدٌ اور رَجُلٌ اور جیسے بِزَيْدٍ اور بِرَجُلٍ دیکھو زید اور رجل دونوں اسم منصرف میں کسرہ بھی ان پر آتا ہے اور تنوین بھی آتی ہے اور ان دونوں میں اسباب منع صرف سے دو سبب نہیں پائے گئے، زید میں صرف ایک سبب ہے یعنی معرفہ مگر ایک سبب سے غیر منصرف نہیں ہوتا اور رَجُلٌ میں ایک بھی نہیں کیونکہ رجل نکرہ ہے۔ یہ تو مختصر سا حال اسم معرب منصرف کا ہوا اب، اب غیر منصرف کے متعلق کچھ تھوڑا سا مضمون بصیرت پیدا کرنے کے واسطے تحریر کرتا ہوں، کیونکہ غیر منصرف کی پوری حقیقت اور تفصیل بڑی کتابوں میں معلوم ہوگی۔

تعریف غیر منصرف کی. غیر منصرف وہ اسم معرب ہے کہ جس میں دو سبب اسباب منع صرف میں سے پائے جائیں یا ایک سبب ایسا پایا جائے کہ وہ اکیلا قائم مقام دو سببوں کے ہو۔ اسباب منع صرف کے نو ہیں جیساکہ اوپر متن میں مذکور ہیں۔ جس اسم معرب میں ان نوؤں میں سے دو یا ایک قائم مقام دو کے پایا جائے گا تو اس اسم معرب کو منصرف ہونے سے روک دے گا یعنی اس اسم پر نہ کسرہ آئے گا اور نہ تنوین رفع اور نصب اور جر کی آئے گی صرف ایک ضمہ حالت رفع میں آئے گا اور ایک فتحہ حالت نصب اور جر میں آئے آئے گا اور بس۔

سوال۔ آخر کیا وجہ ہے کہ جس وقت دو سبب اسباب منع صرف سے یا ایک قائم مقام دو کے اسم معرب میں پایا جاتا ہے تو بجائے منصرف ہونے کے غیر منصرف کیوں ہو جاتا ہے، کسرہ اور تنوین اس سے کیوں روک دیئے جاتے ہیں اس کے اندر کیا راز ہے؟

جواب۔ اگر تم غور اور محنت سے سمجھو گے اور یاد کرو گے تب اس کا جواب سمجھ سکو گے لو سنو! جس وقت کسی اسم معرب میں دو سبب یا ایک قائم مقام دو کے پایا گیا تو وہ اسم اس وقت مشابہ فعل کے ہو گیا۔

سوال۔ مشابہ فعل کے دو سببوں کی وجہ سے کیسے ہو گیا؟

جواب۔ مشابہ ایسے ہو گیا کہ فعل اپنے وجود میں دو چیزوں کا محتاج ہے ایک فاعل کا یعنی جب تک فاعل نہ ہو تو فعل موجود نہیں ہو سکتا، دوسرے فعل مشتق ہونے میں محتاج ہے مصدر کا، جب تک مصدر نہ ہو تو فعل کس چیز سے مشتق ہو گا، لہذا فعل محتاج ہوا دو چیزوں کا ایک فاعل اور ایک مصدر کا، یہ دونوں اصل ہوئے اور فعل ان کی فرع ہو گیا، یہ سمجھ لینے کے بعد دیکھو اسم معرب غیر منصرف کو کہ یہ بھی محتاج ہے ایسے دو سببوں کا کہ دونوں سبب فرع ہیں دوسری چیز کی کہ جس کی تفصیل عنقریب آئے گی۔ دیکھو فعل بھی محتاج اور غیر منصرف بھی محتاج احتیاج میں دونوں شریک ہوئے تو اسم غیر منصرف اس احتیاج کی وجہ سے مشابہ ہو گیا فعل کے تم کو علامات اسم اور علامات فعل کے بیان میں یہ معلوم ہو گیا کہ فعل پر نہ کسرہ آئے گا اور نہ تنوین آئیگی چونکہ اسم غیر منصرف مشابہ فعل کے ہے لہذا اس سے بھی کسرہ اور تنوین روک دی گئی۔ یہ تو تم علماء سے رات دن وعظ و نصیحت میں سنتے ہو کہ جو شخص جس قوم کے ساتھ اپنی زندگی میں مشابہت کو پسند کرے گا اس کا حشر بھی بعد موت اس کے ساتھ ہو گا، یعنی بد کی مشابہت بد کے ہمراہ کرے گی اور نیک کی مشابہت نیک کے ساتھ لیجائے گی، یہی حالت فعل اور اسم غیر منصرف کی ہے کہ

کسرہ اور تنوین اسم معرب کا خاصہ تھا وہ فعل کی مشابہت کی وجہ سے اسم معرب غیر منصرف سے روک دیا گیا، یہ مشابہت انسانوں کی تو اثر انداز تھی الفاظوں میں بھی ہو گئی۔

یہاں سے نو سببوں کی تفصیل شروع کرتا ہوں۔

پہلا نو سببوں کا عدل ہے۔ عدل کی تعریف اس جگہ کے مناسب یہ ہے کہ اسم کا اپنی اصلی حالت کو چھوڑ کر دوسری حالت کو اختیار کرنا۔ پہلی حالت جس کو چھوڑا ہے اس کو معدول عنہ کہتے ہیں، دوسری حالت کہ جس کو اختیار کیا ہے اس کو معدول کہتے ہیں تو معدول عنہ اصل ہوئی اور معدول فرع ہوئی۔ مثال اسم معدول کی عمر ہے۔ عمر اسم غیر منصرف ہے اس میں دو سبب ہیں ایک عدل دوسرا معرفہ۔ عمر کی اصلی حالت نحویوں نے اس طرح مانی ہے کہ یہ عَامِرٌ تھا۔ عامر کی شکل چھوڑ کر عمر ہو گیا۔ عامر معدول عنہ ہے اور اصل ہے معدول ہے اور فرع ہے کیونکہ فرع اس کو کہتے ہیں جو کسی سے نکلے۔ عُمَرُ عَامِرٌ سے مانا گیا ہے لہذا فرع ہو گیا اور عامر اصل ہو گیا۔ دوسرا سبب نو میں سے وصف ہے وصف کی پوری اور مفصل تعریف آپ کو شرح جامی میں معلوم ہو گی، میں یہاں اس مقام کے مناسب وصف کے معنیٰ بتاتا ہوں وہ یہ کہ وصف ایک ایسی عرض ہے کہ جو بغیر موصوف کے پائی نہیں جاتی تو موصوف اصل ہوا اور وصف اس کی فرع ہوئی جیسے اَحْمَرُ۔ اَحْمَرُ اسم غیر منصرف ہے اس میں دو سبب ہیں، ایک وصف دوسرا وزن فعل یعنی اَفْعَلُ صیغہ واحد متکلم کے وزن پر ہے۔ احمر کے معنیٰ سُرخ مرد اس میں حُمرۃ وصف ہے اور جس کے ساتھ یہ حمرۃ قائم ہے وہ اس کا موصوف ہے، یہ حمرۃ اس کی فرع ہے تیسرا سبب نو میں کا تانیث ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ تانیث فرع مذکر کی ہوتی ہے کیونکہ اول تو وہ کلمہ کہ جس میں تانیث لگی ہے مذکر تھا پھر علامت تانیث لگا کر اس کو مؤنث کر دیا جیسے کہتے ہو:۔ ضَارِبٌ مارنے والا ایک مرد، اسی ضَارِبٌ کی بار کے ساتھ تار تانیث لگا دو مؤنث ہو گیا ضَارِبَۃٌ دیکھو اگر ضَارِبٌ مذکر نہ ہوتا تو تار تانیث کہاں لگتی اس سے معلوم ہوا کہ تانیث فرع مذکر کی ہے، مثال اس اسم غیر منصرف کی کہ جس میں تانیث ہو طَلْحَۃُ ہے اس میں دو سبب ہیں ایک تانیث لفظی دوسرا سبب معرفہ ہے۔ چوتھا سبب نو میں کا کسی اسم کا معرفہ ہونا ہے ظاہر ہے کہ معرفہ فرع نکرہ کی ہے جیسے کہا جاتا ہے اَلرَّجُلُ، رَجُلٌ نکرہ ہے، اب اس پر الف لام داخل کر دو تو معرفہ ہو جائے گا، جیسے اَلرَّجُلُ تو اَلرَّجُلُ فرع ہوا اور رَجُلٌ نکرہ اس کی اصل ہوئی۔ مثال معرفہ کی زَیْنَبُ ہے اس میں دو سبب ہیں ایک معرفہ دوسرا تانیث معنوی۔

تنبیہ۔ رَجُلٌ اور الرَّجُلُ سے مثال دیکر نکرہ کا اصل ہونا اور معرفہ کا فرع ہونا جو ثابت کیا گیا ہے اس سے یہ خیال نہ کیا جائے کہ رَجُلٌ اور الرَّجُلُ غیر منصرف ہیں یہ دونوں نکرہ اور معرفہ منصرف ہیں، اس سے محض یہ ثابت کیا کہ نکرہ اصل ہے اور معرفہ فرع۔ پانچواں سبب نو سببوں میں سے عجمہ ہے۔ عجمہ نام ہے اس اسم کا جو عجمی زبان میں ہو یعنی عربی اسم نہ ہو، عربی زبان کے علاوہ سب عجمہ کہلاتا ہے۔ اگر عجمہ عربی زبان میں بھی پایا جائے تو عجمہ عربی زبان کی فرع ہوگا، کیونکہ ہر زبان میں اصل بات یہی ہے کہ اس میں دوسری زبان کا کلمہ مخلوط نہ ہو اگر ہو گیا تو وہ دوسری زبان میں جاکر فرع ہو جائے گا جیسے کوئی شخص اپنا گھر چھوڑ کر دوسرے کے یہاں مہمان ہو تو وہ مہمان گھر والوں کے تابع ہوگا، اصل تو گھر والے ہی ہوں گے۔ مثال عجمہ کی اِبْرَاهِیْمُ ہے۔ یہ اسم عجمی زبان کا ہے، عربی بھی اس نام کو رکھنے لگے اس میں غیر منصرف ہونے کے دو سبب ہیں ایک عجمہ دوسرا معرفہ۔ چھٹا سبب نو سببوں میں کا جمع ہے لیکن ہر جمع نہیں بلکہ جمع منتہی الجموع۔ جمع فرع ہے واحد کی کیونکہ واحد کے اندر تغیر کرکے جمع بنایا جاتا ہے لہذا واحد اصل رہا اور جمع فرع رہی۔ مثال جمع کی مَسَاجِدُ ہے۔ مساجد جمع مسجد کی ہے، وزن اس کا مَفَاعِلُ ہے۔ جو جمع مَفَاعِلُ اور مَفَاعِیْلُ کے وزن پر آئے اس کو جمع منتہی الجموع کہتے ہیں۔ مثال اس جمع کی جو مَفَاعِیْلُ کے وزن پر ہو جیسے مَکَاتِیْبُ یہ جمع منتہی الجموع قائم مقام دو سببوں کے ہوتی ہے۔ ساتواں سبب نو سببوں میں کا ترکیب ہے۔ ترکیب فرع ہوتی ہے مفرد کی کیونکہ دو مفردوں کو ملاکر ترکیب بنائی جاتی ہے تو مفرد اصل ہوا اور ترکیب ہوئی مثال ترکیب کی مَعْدِیْکَرِبُ ہے یہ غیر منصرف ہے اس میں دو سبب ہیں ایک ترکیب دوسرا معرفہ جو کہ علم کیساتھ پایا گیا کیونکہ مَعْدِ یْکَرِبُ نام ہے کسی شخص کا۔ آٹھواں سبب نو میں کا وزن فعل ہے یعنی وزن فعل کا ہوا اور فعل سے نقل کرکے اس کو اسم میں لیگئے ہوں تو یہ وزن فعل فرع ہوگا وزن اسم کی کیونکہ اصل اسم اور فعل میں یہ ہے کہ اسم کے اوزان اسم کے ساتھ مختص ہوں اور فعل کے اوزان فعل کے ساتھ مختص ہوں۔ فعل کا وزن اسم میں نہ پایا جائے اور اسم کا وزن فعل میں نہ پایا جائے تو جب فعل اپنے وزن اصلی سے منقول ہوکر اسم میں چلا گیا تو وزن اسم کی فرع ہو گیا۔ مثال اس اسم غیر منصرف کی جو فعل کے وزن پر ہو جیسے اَحْمَدُ۔ اَحْمَدُ اَفْعَلُ کے وزن پر ہے۔ اس میں غیر منصرف ہونے کے دو سبب ہیں ایک وزن فعل اور ایک علم کیونکہ احمد نام ہے شخص انسانی کا۔ نواں سبب غیر منصرف کا وہ الف اور نون ہیں کہ جو زائد ہوں اصلی نہ ہوں اور اسم کے اخیر میں دونوں بڑھا دیئے گئے ہوں۔ یہ دونوں بھی فرع ہیں اس اسم کی کہ جس میں بڑھائے گئے ہیں جیسے عِمْرَانَ۔ عمران میں الف اور نون دونوں

زائد ہیں۔ اصل عمر ہے، اس کے آگے الف نون بڑھا کر عمران کر لیا۔

اعراب اسم غیر منصرف کا حالت رفعی میں رفع ہوتا ہے بلا تنوین اور حالت نصبی اور جری میں فتح بلا تنوین۔ خلاصہ یہ کہ اس کے بھی دو اعراب ہیں رفع ایک حالت میں اور فتحہ دو حالتوں میں۔ اس کی حالت جری حالت نصبی کے تابع کر دی گئی جیسے جَاءَ عُمَرُ، رَأَیْتُ عُمَرَ وَمَرَرْتُ بِعُمَرَ۔

فَائِدَۃٌ عدل کی دو قسمیں ہیں ایک عدل تقدیری، دوسرا عدل تحقیقی۔ عدل تقدیری اس اسم معدول کے اندر ہوگا کہ جس کی معدول عنہ کے وجود پر علاوہ غیر منصرف پڑھنے کے اور کوئی دوسری دلیل نہ ہو۔ عُمَرُ، زُفَرُ میں عدل تقدیری ہے۔ عمر کی معدول عنہ عامر ہے، اور زفر کی معدول عنہ زافر ہے۔ عامر کا وجود عمر کیلئے اور زافر کا وجود زفر کیلئے محض فرضی ہے، عدل حقیقی اُس اسم معدول کے اندر ہوگا کہ جس کی معدول عنہ کی وجود پر علاوہ غیر منصرف پڑھنے کے اور بھی دلیل ہو کہ جس سے واقعی طور پر ثابت ہو کہ اس کی معدول عنہ یہ ہی ہونی۔ یہاں واقعیت کو دخل ہے، فرض کو کچھ دخل نہیں۔ مثال اُس اسم معدول کی کہ جس کی معدول کا ثبوت دوسری دلیل سے جا ثابت ہے ثُلٰثَ، مَثْلَثَ ہے۔ دیکھو ثُلٰثَ کے معنیٰ تین تین ایسے ہی مَثْلَثَ کے معنیٰ تین تین تو دیکھنا یہ ہے کہ ایک لفظ کے ایک ہی معنیٰ ہوتے ہیں یہاں ایک لفظ کے دو دو معنیٰ ہیں معلوم ہوا کہ اصل میں دو لفظ تھے یعنی ثَلٰثَ ثَلٰثَ تھا، علی ہذا مَثْلَثَ مَثْلَثَ تھا کیونکہ تکرار معنیٰ دلالت کرتا ہے تکرار لفظ پر معلوم ہوا کہ یہاں سے ایک لفظ حذف کر دیا گیا تو ثُلٰثَ اسم معدول ہے اور اس کا معدول عنہ ثَلٰثَ ثَلٰثَ ہے ایسے ہی مَثْلَثَ اسم معدول ہے اور اس کا معدول عنہ مَثْلَثَ مَثْلَثَ ہے۔ اس کو اچھی طرح محفوظ کر لو یہ آگے بڑی کتابوں میں بہت زیادہ مفید ثابت ہوگا۔ عدل کی تعریف میں بہت زیادہ اعتراضات ہیں جو اس جگہ کے لئے مناسب نہیں، اس وجہ سے ان کو ترک کرتا ہوں۔ خُذْ هٰذَا۔

ششم اسماء ستہ مکبرہ در وقتیکہ مضاف باشند بغیر یاء متکلم چوں اَبٌ، اَخٌ وحَمٌ وهَنٌ وفَمٌ وذُو مَالٍ رفع شاں بواو باشد و نصب بالف و جر بیا چوں جَاءَ اَبُوكَ رَأَيْتُ اَبَاكَ مَرَرْتُ بِاَبِيكَ۔

تمہید۔ اسم معرب کا اعراب دو قسم کا ہوتا ہے ایک اعراب بالحرکۃ دوسرا اعراب بالحروف۔ اعراب بالحرکۃ تو رفع نصب جر کو کہتے ہیں، اعراب بالحروف واؤ، الف، یاء کو کہتے ہیں۔ اعراب بالحرکۃ اصل ہوتا ہے اور اعراب بالحروف فرع ہوتا ہے کیونکہ واؤ دو ضموں سے پیدا ہوتی ہے اور الف دو فتحوں سے پیدا ہوتا ہے اور یاء دو جر سے پیدا ہوتی ہے، دو ضمے

واؤ کی اصل ہوئی اور دو فتحے الف کی اصل ہوئی اور دو جریار کی اصل ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ واؤ اپنے ماقبل ضمہ چاہتی ہے اور الف اپنے ماقبل فتحہ چاہتا ہے اور یار اپنے ماقبل کسرہ چاہتی ہے۔ یہ بھی تم کو معلوم ہوا کہ مفرد اصل ہے اور تثنیہ جمع فرع ہیں تو نحویوں نے اس طرح اعراب کی تقسیم کردی کہ اصل اعراب اسم معرب کا کردیا اور اعراب فرع جمع تثنیہ کا کردیا یعنی اسمار مفردات کو اعراب بالحرکۃ دیدیا اور تثنیہ جمع کو اعراب بالحروف دیدیا۔ مگر اس کے باوجود نحویوں کی نظر اس طرف بھی گئی کہ اس طرح اعراب کی تقسیم میں مفردات اور تثنیہ جمع میں ایک منافرت اور اجنبیت کلی پیدا ہوگئی، کیونکہ مفردات تو اعراب بالحرکۃ لیکر علیحدہ ہوگئے اور تثنیہ، جمع اعراب بالحروف لیکر الگ ہوئے تو پھر نحویوں نے یہ کیا کہ بعض مفردات کو بھی اعراب بالحروف تجویز کیا پھر نحویوں نے یہ خیال کیا کہ کتنے مفردات ایسے ہوں کہ جن کو اعراب بالحروف دیدیا جائے تو یہ طے پایا کہ چھ اسم ہونے چاہئیں۔

سوال۔ چھ اسم کیوں ہونے چاہئیں؟

جواب۔ اس لئے چھ اسم ہونے چاہئیں کہ تثنیہ جمع کی چھ حالتیں ہیں، تین تثنیہ کی یعنی حالت رفعی، حالت نصبی، حالت جری۔ جمع کی تین یعنی حالت رفعی، حالت نصبی، حالت جری تو ہر حالت کے مقابلہ میں ایک ایک اسم مفرد اعراب بالحروف کیلئے تجویز کردیا گیا۔

سوال۔ وہ اسمار ستہ کونسے ہیں کہ جنکو اعراب بالحروف دیا جائے گا؟

جواب۔ وہ اسمار ستہ یہ ہیں۔ اَبٌ ۔ اَخٌ ۔ حَمٌ ۔ هَنٌ ۔ فَمٌ ۔ ذُوْ ۔ ان چھ کو اعراب بالحروف دیا جائے گا۔

سوال۔ لاکھوں اسمار مفردات میں ان چھ کو اعراب بالحروف کے لئے کیوں منتخب کرلیا گیا ایسی کیا ان میں خصوصیت ہے؟

جواب۔ بھائی ان چھ میں خصوصیت کی وجہ یہ ہے کہ ان کے اخیر میں ایسا حرف ہے کہ وہ اعراب بالحروف بننے کی صلاحیت رکھتا ہے اور میں یہ بات اہل عرب سے سُنی نہیں گئی لہذا ان ہی چھ میں اہل زبان سے یہ چیز لے لی گئی۔

سوال۔ اسم معرب میں تو یہ شرط ہے کہ کم از کم اس میں تین حرف ہوں۔ دو حرف والا اسم معرب نہیں ہوتا یہ چھ کے چھ دو حرفی ہیں، یہ کیسے اسم معرب گئے۔

جواب۔ یہ تمہارا اعتراض بالکل درست ہے کہ معرب کا وزن دو حرفی نہیں ہوتا مگر یہ اسمار ستہ دو حرفی نہیں ہیں یہ سب کے سب سہ حرفی ہیں ان کے اخیر سے ایک ایک حرف حذف ہوگیا

کیونکہ اصل اَبٌ کی اَبَوٌ ہے اور اصل اَخٌ کی اَخَوٌ ہے اور اصل حَمٌ کی حَمَوٌ ہے اور اصل هَنٌ کی هَنَوٌ ہے۔ یہ چاروں ناقص واوی ہوئے اور اصل فَمٌ کی فَوَهٌ ہے، یہ اجوف واوی ہے اصل ذُو کی ذَوَوٌ ہے یہ لفیف مقرون ہے۔ اب اصل بتانے کے بعد تم کو ان اسمار ستہ کا سہ حرف والا ہونا معلوم ہو گیا۔

سوال۔ ان چھ اسموں کو یہ اعراب بالحروف کس وقت دیا جائے گا؟

جواب۔ یہ بات کچھ تفصیل طلب ہے۔ تفصیل یہ ہے کہ یہ چھ اسم یا تو مکبرہ ہوں گے یا مصغرہ ہوں گے۔ اگر یہ اسمار مصغرہ ہیں تو ان کا اعراب بالحرکت ہوگا بالحروف نہ ہوگا جیسے جَاءَنِی اُخَیُّكَ ورأیت اُخَیَّكَ ۔ ومَرَرْتُ بِاُخَیِّكَ اگر یہ اسم مکبرہ ہیں تو پھر دو حال سے خالی نہیں یا تو واحد ہوں گے یا تثنیہ جمع ہونگے اگر تثنیہ، جمع ہوں تو ان کا اعراب وہی ہوگا جو دوسرے اسموں کے تثنیہ وجمع کا ہوتا ہے یعنی اعراب بالحروف جیسے جَاءَنِی اَخَوَانٌ ورَاَیْتُ اَخَوَیْنِ ۔ ومَرَرْتُ بِاَخَوَیْنِ۔ اگر یہ اسمار ستہ نہ تثنیہ ہیں اور نہ جمع ہیں بلکہ واحد واحد ہیں تو پھر دو حالتیں ہیں یا تو مضاف ہوں گے یا نہ ہوں گے، اگر بالکل مضاف نہ ہوں تو بھی ان کا اعراب بالحرکت ہوگا جیسے جَاءَنِی اَخٌ ورَاَیْتُ اَخًا ومَرَرْتُ بِاَخٍ ۔ اور اگر مضاف ہوں پھر بھی دو صورتیں ہیں یا مضاف ہوں گے طرف ضمیر متکلم کے یا اس کے غیر کی طرف مضاف ہوں گے۔ اگر یہ اسمار ستہ مکبرہ موحدہ مضاف ہوں یار متکلم کی طرف تو ان کا اعراب اس وقت وہی ہوگا جو اور اسمار مضاف الی یار المتکلم کا ہوتا ہے۔ اگر یہ اسمار ستہ مکبرہ موحدہ یار متکلم کے علاوہ اور ضمیر یا اسم صریح کی طرف مضاف ہوں تو اس وقت ان کا اعراب وہ ہوگا جو نحو میر کے متن میں بیان کیا ہے۔ یعنی حالت رفعی میں واؤ اور حالت نصبی میں الف اور حالت جری میں یار جیسے جَاءَنِی اَخُوْكَ ورَاَیْتُ اَخَاكَ ومَرَرْتُ بِاَخِیْكَ اور جیسے جَاءَ اَخُوْزَیْدٍ ورَاَیْتُ اَخَازَیْدٍ ومَرَرْتُ بِاَخِیْ زَیْدٍ۔

هفتم مثنیٰ۔ چوں رَجُلَانِ۔ ہشتم کلا وکلتا مضاف بہ مضمر۔ نہم اِثْنَانِ واِثْنَتَانِ رفع شاں بالف باشد ونصب وجر بیائے ماقبل مفتوح۔ چوں جَاءَ رَجُلَانِ وكِلَاهُمَا واِثْنَانِ ورَاَیْتُ رَجُلَیْنِ وكِلَیْهِمَا واِثْنَتَیْنِ ومَرَرْتُ بِرَجُلَیْنِ وكِلَیْهِمَا واِثْنَتَیْنِ۔

ساتویں قسم اسم غیر متمکن کی اعراب کے لحاظ سے تثنیہ ہے اور آٹھویں قسم اسم متمکن کی کِلَا

کِلْتَا ہے۔ نویں قسم اِثْنَانِ اور اِثْنَتَانِ ہے۔ ان تینوں قسموں کا اعراب حالت رفعی میں الف ہے اور حالت نصبی اور جری میں یار ماقبل مفتوح ہے جیسے جَاءَ رَجُلَانِ وکِلَاهُمَا واثْنَانِ یہ حالت رفعی ہوئی۔ دیکھو رَجُلَانِ کا الف اور کِلَا کا الف اور اِثْنَانِ کا الف ان تینوں اسموں کا اعراب ہے۔ کِلَا و کِلْتَا کا اعراب حالت رفعی میں الف اور حالت نصبی میں اور جری میں یار ماقبل مفتوح اسی وقت ہے جبکہ کِلَا اور کِلْتَا مضاف ہوں ضمیر کی طرف۔ اگر کِلَا وکِلْتَا ضمیر کی طرف مضاف نہ ہوں بلکہ اسم صریح کی طرف مضاف ہوں تو اس وقت اعراب بالحرکت تقدیری ہوگا جیسے رَأَیْتُ رَجُلَیْنِ وکِلَیْهِمَا واثْنَیْنِ ومَرَرْتُ بِرَجُلَیْنِ وکِلَیْهِمَا و اِثْنَیْنِ۔ ان دونوں مثالوں میں پہلی حالت نصبی ہے اور دوسری حالت جری ہے۔ دونوں حالتوں میں اعراب یار ماقبل مفتوح ہے تو یوں کہنا چاہئے کہ تثنیہ کو اور اس کے ملحقات کو اعراب کے کل دو حرف تینوں حالتوں کے واسطے ملے، یعنی حالتیں تین ہیں اور حروف اعراب دو، الف اور یار ماقبل مفتوح۔

سوال۔ مثال تو مسئلہ کی وضاحت اور سمجھانے کیلئے ہوتی ہے تو تثنیہ کی مثال کے واسطے تینوں میں صرف رَجُلَانِ کافی تھا، آگے کِلَا اور اِثْنَانِ کیوں بڑھایا گیا؟

جواب۔ شاید تم کو یہ مغالطہ ہوا کہ کِلَا اور اِثْنَانِ مثل رَجُلَانِ کے تثنیہ ہیں، حالانکہ تثنیہ صرف رَجُلَانِ ہے کِلَا اور اِثْنَانِ نہیں کیونکہ تثنیہ اس کو کہتے ہیں کہ جس کے واسطے کوئی واحد ہو جیسے رَجُلَانِ اس کا واحد رَجُلٌ ہے بخلاف کِلَا اور اِثْنَانِ کے یہ صورۃً تو تثنیہ معلوم ہوتے ہیں کیونکہ ان کے معنی دو دو کے ہیں۔ کِلَا دو مرد، اِثْنَانِ دو مرد۔ کِلْتَا دو عورتیں اِثْنَتَانِ دو عورتیں۔ مگر حقیقت میں یہ تثنیہ نہیں کیونکہ ان کا واحد نہیں ہوتا، کیونکہ ان کی صورت تثنیہ کی ہے اسی وجہ سے ان کو اعراب بھی تثنیہ کا دیا گیا اور نام ان کا ملحقات تثنیہ ہو گیا۔ یہ تم کو معلوم ہو گیا کہ مشابہت کی وجہ سے ایک چیز دوسری چیز کا حکم لے لیتی ہے۔ اچھا مثال میں کِلْتَا کو اور اِثْنَتَانِ کو کیوں نہیں رکھا؟ اس کا جواب تو بدیہی ہے کہ کِلْتَا کوئی جدید اسم نہیں اصل میں کِلَا ہی ہے۔ مؤنث میں فرق کرنے کی وجہ سے تار اس کے اندر بڑھا دی گئی یہی حال اِثْنَتَانِ کا ہے۔

دہم جمع مذکر سالم چوں مُسْلِمُوْنَ یازدہم اُوْلُوْ دوازدہم عِشْرُوْنَ تا تِسْعُوْنَ
رفع شاں بواؤ ماقبل مضموم باشد و نصب و جر بیائے ماقبل مکسور، چوں جَاءَ مُسْلِمُوْنَ

وَاُولُو مَالٍ وَعِشْرُوْنَ رَجُلاً ، وَرَأَيْتُ مُسْلِمِيْنَ وَاُولِي مَالٍ وَعِشْرِيْنَ رَجُلاً ، وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمِيْنَ وَاُولِي مَالٍ وَعِشْرِيْنَ رَجُلاً .

دسویں قسم اسم غیر متمکن کی بلحاظ اعراب جمع مذکر سالم ہے جیسے مُسْلِمُوْنَ گیارہویں قسم اسم مذکور کی اُولُو ہے . بارھویں قسم عِشْرُوْنَ سے تِسْعُوْنَ تک ہے . ان تینوں قسموں کو حالت رفعی میں واؤ ماقبل مضموم دیجاتی ہے اور حالت نصبی اور جری دونوں میں یاء ماقبل مکسور دیجاتی ہے . مثال حالت رفعی کی جاءَ مُسْلِمُوْنَ واُولُو مَالٍ و عِشْرُوْنَ رَجُلاً ان تینوں مثالوں میں اعراب واؤ ہے کہ جس کا ماقبل مضموم ہے ، مثال حالت نصبی اور جری کی رَأَيْتُ مُسْلِمِيْنَ واُولِي مَالٍ وعِشْرِيْنَ رَجُلاً - ان تینوں مثالوں میں حرف اعراب یائے ماقبل مکسور ہے ، مَرَرْتُ بِمُسْلِمِيْنَ واُولِي مَالٍ وعِشْرِيْنَ رَجُلاً یہاں بھی حرف اعراب یاء ماقبل مکسور ہے . خلاصہ یہ ہوا کہ جمع مذکر سالم اور اس کے ملحقات کو بھی اعراب کے دو حرف تینوں حالتوں کے لئے رکھے گئے جیسا کہ تثنیہ میں دو تھے . فرق اس قدر ہوا کہ تثنیہ میں حالت رفعی میں الف ہوا اور حالت نصبی اور جری میں یائے ماقبل مفتوح ہوا اور جمع مذکر سالم میں حالت رفعی میں واؤ ماقبل مضموم اور حالت نصبی اور جری میں یائے ماقبل مکسور۔

سوال - مثال سے مقصود مسئلہ کی توضیح اور تفہیم ہوتی ہے اور یہ چیز صرف جاءَ مُسْلِمُوْنَ سے واضح ہوجاتی ہے ۔ اُولُو اور عِشْرُوْنَ کو مثال میں لانا بے سود ہے ، کیونکہ جمع جمع برابر ہیں .

جواب - جواب اسکا بھی وہی ہے کہ جو تثنیہ کے بیان میں آچکا اُولُو اور عِشْرُوْنَ سے تِسْعُوْنَ تک صورۃً جمع معلوم ہوتے ہیں حقیقت میں جمع نہیں ، البتہ اولو جمع ہے ، مفرد اس کا ذُوْ ہے مگر لفظ ذُوْ اور اُولُوْ کے حروف علیحدہ علیحدہ ہیں اس وجہ سے اُولُوْ جمع مذکر سالم نہ ہوا ، کیونکہ جمع مذکر سالم کا مفرد جمع ہی کے لفظ سے ہوتا ہے مُسْلِمٌ مفرد ہے مُسْلِمُوْنَ کا اب معاملہ رہ گیا . عِشْرُوْنَ اور ثَلٰثُوْنَ اور اَرْبَعُوْنَ اور خَمْسُوْنَ اور سِتُّوْنَ اور سَبْعُوْنَ اور ثَمَانُوْنَ اور تِسْعُوْنَ کی تو دہائیں صورۃً جمع ہیں حقیقۃً جمع نہیں . کیونکہ حقیقۃً جمع وہ ہوتی ہے کہ جس کے کم ازکم تین فرد ہوں اور زیادہ کی کوئی حد نہ ہو اور ان دہائیوں میں حد مقرر ہے کہ اس سے زائد اور کم پر نہیں بولی جاسکتیں مثلاً عِشْرُوْنَ ۱۹، اور ۲۱ کے درمیان والے عدد پر ہی بولی جائے گی ۱۹ اور ۱۹ سے کم ۲۱ اور ۲۱ سے زائد پر عِشْرُوْنَ کو نہیں

بول سکتے ایسی ثَلٰثُوْنَ ۲۹ اور ۳۱ کے درمیان والے عدد پر بولیں گے ۲۹ اور ۲۹ سے کم ۳۱ اور ۳۱ سے زائد پر ثَلٰثُوْنَ کا اطلاق نہ ہوگا۔ ان دونوں پر اَرْبَعُوْنَ اور بقیہ دہائیوں کو قیاس کرلو بخلاف حقیقی جمع کے کہ اس کا کوئی عدد مقرر نہیں کم سے کم تین پر بولیں گے اور اوپر کی جانب حد بندی نہیں، مثلاً المسلمُوْنَ ہے اس کو تین پر بھی بولیں گے ہزار پر بھی بولیں گے، لاکھ پر بھی بولیں گے غرض یہ ہے کہ جتنے بھی مسلمان ہوں سب پر بولیں گے۔ اگر کوئی صاحب یہ کہیں کہ عِشْرُوْنَ جمع ہے عَشَرَۃ کی تو ہم ان سے دریافت کریں گے کہ عشرہ عشرون کا ایک فرد ہوا اور جمع کیلئے کم سے کم تین عشرے ہونے چاہئیں اور عشرہ کے معنیٰ ہیں دس۔ تین عشرہ تیس ہوئے تو مطلب یہ ہوگا کہ عشرون کا اطلاق ثلثون پر کریں اور یہ بالکل غلط ہے کہ عشرون بول کر تیس مراد لیں۔ اسی طرح اگر کوئی یہ کہے کہ اربعون جمع اربع کی ہے تو تین اربع بارہ ہونے چاہئیں کہ بولیں اربعون اور مراد لیں بارہ۔ اگر کہے کہ خَمْسُوْنَ جمع خمسہ کی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ تین خمسہ پندرہ ہوئے تو بولیں خمسون اور مراد لیں پندرہ۔ علی ہذا ستون کو جمع ستہ کی کہا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اٹھارہ پر ستون کا اطلاق ہوا اسی طرح سبعون اگر سبعہ کی جمع کہا جائے گا تو تین سبعہ اکیس ہوئے تو اکیس پر سبعون کا اطلاق ہوگا اسی طرح اگر کوئی کہے کہ ثمانون جمع ثمانیۃ کی ہے تو اس کے تین فرد چوبیس ہوئے تو گویا چوبیس پر ثمانون کا اطلاق لازم آیا ایسے ہی اگر کوئی کہے کہ تسعون جمع ہے تسعہ کی اور تین تسعہ ستائیس ہوئے تو لازم آیا کہ تسعون کو ۲۷ پر بولیں، ظاہر ہے کہ اطلاق ان دہائیوں میں کسی جگہ درست نہیں لہذا عشرون کا فرد واحد عشرہ نہیں اور ثلثون کا فرد واحد ثلثہ نہیں۔ اربعون کا فرد اربع نہیں۔ خمسون کا خمسہ نہیں ستون کا ستہ نہیں۔ سبعون کا سبعہ نہیں۔ ثمانون کا ثمانیہ نہیں تسعون کا تسعہ نہیں۔

فائدہ۔ تم نے دیکھا کہ تثنیہ اور اس کے ملحقات جمع مذکر سالم اور اس کے ملحقات کا اعراب بالحروف ہے یہ بھی تم کو معلوم ہوگیا کہ حروف اعراب کل تین ہیں۔ واو۔ الف، یاء۔ اور تثنیہ کی حالتیں تین ہیں اور جمع کی بھی تین تو دونوں کی حالتیں چھ ہوئیں، اب اگر یوں کہا جائے کہ تینوں حروف تثنیہ کی تینوں حالتوں میں تقسیم کردیا جائے تو جمع مذکر سالم اور اس کے ملحقات بغیر اعراب کے رہ جائیں گے اور اگر جمع مذکر سالم کی تینوں حالتوں میں یہ حروف تقسیم کردیئے جائیں تو تثنیہ اور اس کے ملحقات اعراب سے خالی رہ جائیں گے تو پھر فیصلہ اس طرح ہوگیا کہ واؤ تو جمع مذکر سالم اور اس کے ملحقات کی حالت رفعی میں خاص کردی گئی اور الف تثنیہ اور اس کے

ملحقات کی حالت رفعی میں خاص کر دیا گیا۔ یہ دونوں حرف تو الگ الگ تقسیم ہو گئے اب رہ گئی یار دونوں میں مشترک کر دی گئی یعنی تثنیہ کی حالت نصبی اور جری میں اور جمع کی حالت نصبی اور جری میں فرق ایسے کر دیا کہ تثنیہ میں دونوں حالتوں میں یار کا ماقبل مفتوح ہوگا اور جمع مذکر سالم میں یار کا ماقبل دو حالتوں میں مکسور ہوگا۔ خُذْ هٰذَا۔

سیزدہم اسم مقصور و آں اسمیست کہ در آخرش الف مقصورہ باشد، چوں مُوْسیٰ
چہاردہم جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم چوں غُلَامِیْ رفعش بتقدیر ضمہ باشد
ونصب بتقدیر فتحہ وجر بتقدیر کسرہ و در لفظ ہمیشہ یکساں باشند، چوں جَاءَ مُوْسیٰ
وغُلَامِیْ وَرَاَیْتُ مُوْسیٰ وغُلَامِیْ وَمَرَرْتُ بِمُوْسیٰ وغُلَامِیْ۔

تیرہویں قسم اسم متمکن کی باعتبار اعراب کے اسم مقصور ہے۔ اسم مقصور اس اسم کو کہتے ہیں کہ اخیر میں الف مقصورہ ہو جو بلا مد پڑھا جاتا ہے۔

چودہویں قسم اسم متمکن کی بلحاظ اعراب کے ہر وہ اسم ہے کہ جو جمع مذکر سالم نہ ہو اور مضاف ہو یار متکلم کی طرف جیسے غُلَامِیْ۔ ان دونوں قسموں کا اعراب تقدیری ہوگا، کسی حالت میں بھی لفظوں میں ظاہر نہ ہوگا اور نہ ہو سکتا ہے بلکہ حالت رفعی میں رفع مقدر ہوگا اور حالت نصبی میں نصب مقدر ہوگا اور حالت جری میں جر مقدر ہوگا، اور جبکہ اعراب لفظی کی وجہ سے صورت لفظ کی بدلتی ہے اور یہاں لفظوں میں اعراب آ نہیں سکتا تو حالت رفعی اور نصبی اور جری میں لفظ کی صورت ایک سی ہی رہے گی جیسے جَاءَ مُوْسیٰ وغُلَامِیْ وَرَاَیْتُ مُوْسیٰ وغُلَامِیْ ومررت بِمُوْسیٰ و غُلَامِیْ۔ دیکھو تینوں حالتوں میں مُوْسیٰ اور غُلَامِیْ کی ایک ہی صورت رہی۔

سوال۔ اسم مقصورہ کے اخیر پر اعراب کیوں نہیں آتا؟

جواب۔ اس وجہ سے نہیں آتا کہ اس کے اخیر میں الف ہے اور الف ہمیشہ ساکن بے جھٹکے ہوتا ہے، اگر الف کے اوپر اعراب آگیا تو پھر الف الف نہ رہے گا بلکہ ہمزہ ہو جائے گا۔

سوال۔ جو اسم یار متکلم کی طرف مضاف ہو علاوہ جمع مذکر سالم کے اس پر اعراب تقدیری کیوں ہے؟

جواب۔ اس وجہ سے ہے کہ جب کسی اسم کی اضافت یار متکلم کی طرف ہوئی تو اضافت کے ہوتے ہی مضاف پر یار متکلم کی وجہ سے کسرہ آجائے گا تو مضاف کا اخیر حرف یار متکلم کی وجہ سے کسرہ سے گر گیا تو اب عامل کا اعراب مضاف پر تو نہیں آسکتا کیونکہ عامل اگر رافع ہے تو رفع

دے گا، وہ رفع اگر مضاف پر لایا گیا تو ایک حرف پر دو حرکتیں مخالف ہوئیں یعنی ایک تو رفع عامل کا دوسرا کسرہ یاء متکلم کی وجہ سے تو اب اس کو پڑھ سکتے ہی نہیں علی ہذا اگر عامل کا فتحہ ہے تب بھی یہی دشواری ہے اگر عامل جار ہے تو کسرہ دے گا، کسرہ یاء متکلم کی وجہ سے پہلے سے موجود ہے دوسرے کسرہ کی گنجائش نہیں لہذا ہر اعتبار سے لفظی اعراب کا راستہ بند ہو گیا لا محالہ اعراب تقدیری کرنا پڑا، اگر کوئی کہے کہ اعراب اس وقت میں یائے متکلم پر لایا جائے تو کیا خرابی ہے؟ تو ہم یہ جواب دیں گے کہ یاء متکلم کلمہ دوسرا ہے، مضاف کلمہ جداگانہ ہے۔ عامل مضاف پر عمل کیا کرتا ہے، مضاف الیہ سے عامل کو عمل کا تعلق کچھ نہیں ہوتا تو پھر اعراب یاء متکلم پر کس طرح آسکتا ہے۔ اس بیان سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اعراب بالحرکت کی دو قسمیں ہیں، ایک اعراب بالحرکت لفظی جیسا کہ اسم متمکن کا اول قسم سے لیکر پانچویں تک آیا اور دوسرا اعراب بالحرکت تقدیری جیسا کہ تیرہویں اور چودہویں قسم کا ابھی بیان ہوا۔

پانزدہم اسم منقوص وآں اسمیست کہ آخرش یائے ماقبل مکسور باشد چوں قَاضِیْ رفعش بتقدیر ضمہ باشد ونصب بفتحہ لفظی وجرش بتقدیر کسرہ چوں جَاءَ الْقَاضِیْ ورَأَیْتُ الْقَاضِیَ ومَرَرْتُ بِالْقَاضِیْ۔

پندرہویں قسم اسم متمکن کی از روئے اعراب اسم منقوص ہے، اسم منقوص اُس اسم کو کہتے ہیں کہ جس کے آخر میں یاء ہو اور ماقبل اس کا مکسور ہو جیسے قَاضِیْ۔ اعراب اس کا دو حالتوں میں تقدیری ہوگا اور ایک حالت میں لفظی ہوگا، حالت رفعی اور جری میں اعراب تقدیری ہوگا کیونکہ یاء حرف علت ضعیف ہے ضمہ اور کسرہ قوی حرکتیں ہیں اس وجہ سے اس کا تلفظ زبان پر بھاری ہوگا بخلاف فتحہ کے کہ وہ ہلکی حرکت ہے لہذا حالت نصبی میں فتحہ لفظوں میں آجائیگا مثال جَاءَ الْقَاضِیْ۔ یہاں رفع تقدیری ہے و مَرَرْتُ بِالْقَاضِیْ یہاں جر تقدیری ہے ورَأَیْتُ الْقَاضِیَ یہاں فتحہ لفظی ہے۔

سوال۔ تیرہویں اور چودہویں قسم میں اعراب تقدیری ہے اور یہاں بھی دو حالتوں میں تقدیری ہے تو دونوں جگہ کی تقدیر میں کچھ فرق ہے یا دونوں جگہ تقدیر یکساں ہے؟

جواب۔ دونوں جگہ تقدیر میں فرق ہے پہلی دونوں قسموں میں لفظوں میں اعراب آہی نہیں سکتا محال ہے اور یہاں لفظوں میں لاسکتے ہیں، تلفظ کر سکتے ہیں محض ثقیل ہونے کی وجہ سے یہاں اعراب دو حالتوں میں تقدیری ہو گیا۔

شانزدہم جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم چوں مُسْلِمِیَّ رفعش بتقدیر واؤ باشد ونصب وجرش بیائے ماقبل مکسور چوں ھٰٓؤُلَاءِ مُسْلِمِیَّ کہ دراصل مُسْلِمُوْنَ بود، نون باضافت ساقط شد واؤ ویا جمع شدہ بودند وسابق ساکن بود واؤ بیا بدل کردند ویا را دریا ادغام نمودند مُسْلِمُیَّ شد ضمہ میم را بکسرہ بدل کردند۔ ورَأَیْتُ مُسْلِمِیَّ ومَرَرْتُ بِمُسْلِمِیَّ۔

سولہویں قسم اسم متمکن کی باعتبار وجوہ اعراب جمع سالم ہے اس وقت جبکہ اس کی اضافت یار متکلم کی طرف ہو جیسے مُسْلِمِیَّ۔ اعراب اس کا حالت رفعی میں واؤ مقدر ہوگا اور حالت نصبی اور جری میں یار ماقبل مکسور ہوگا۔ اصل مُسْلِمِیَّ کی مُسْلِمُوْنَ تھی۔ یہ قاعدہ ہے کہ جس وقت تثنیہ کو اور جمع کو مضاف کرتے ہیں تو نون تثنیہ کا اور جمع کا بوجہ اضافت گرجاتا ہے تو جس وقت مسلمون کو یار متکلم کی طرف مضاف کیا تو مُسْلِمُوْیَ ہوگیا تو اس وقت ایک قاعدہ صرف کا پایا گیا کہ واؤ اور یار ایک جگہ جمع ہوئیں اور پہلی ان میں کی ساکن ہے لہذا واؤ کو یار کرلیا، اب دو حروف ایک جنس کے جمع ہوئے تو دوسرا قاعدہ صرف کا ادغام پایا گیا لہذا پہلی یار بدلی ہوئی کو دوسری یار متکلم میں ادغام کردیا تو ہوگیا مُسْلِمُیَّ ضمہ میم کو بوجہ مناسبت یار کسرہ سے بدل دیا مُسْلِمِیَّ ہوگیا۔ مثال ھٰٓؤُلَاءِ مُسْلِمِیَّ۔ یہاں سے واؤ مقدر ہے کیونکہ ادغام کی وجہ سے واؤ یار ہوگئی لفظوں میں باقی نہ رہی تو لامحالہ اس کو حالت رفعی میں مقدر ماننا پڑے گا۔ رَأَیْتُ مُسْلِمِیَّ و مَرَرْتُ بِمُسْلِمِیَّ۔ ان دونوں حالتوں میں اعراب یار ماقبل مکسور ہے۔

سوال۔ کونسی یار حرف اعراب ہے۔

جواب۔ وہی یار حرف اعراب ہے جو کہ واؤ سے بدلی ہوئی ہے کیونکہ دوسری یار جو کہ مدغم فیہ ہے وہ تو اسم ہے، وہ حرف نہیں۔

سوال۔ ادغام کے بعد یار اول دوسری یار میں داخل ہوگئی تو گویا موجود ہی نہیں پھر اعراب لفظی اس جگہ کیسے ہوگیا یہاں بھی تقدیری ہونا چاہیئے۔

جواب۔ یہ درست ہے کہ پہلی یار دوسری یار میں داخل ہوگئی مگر یہ غلط ہے کہ موجود نہیں اگر موجود نہیں تو مشدد کیوں پڑھتے ہو، معلوم ہوا کہ ادغام حرف کو معدوم نہیں کرتا، لہذا اعراب دونوں حالتوں میں لفظی ہی ہوگا۔ یہاں یہ نتیجہ نکلا کہ اعراب بالحروف بھی دو قسم کا ہوتا ہے، اعراب بالحروف لفظی جیسا کہ چھٹی قسم سے بارہویں قسم تک اعراب بالحروف لفظی ہے۔ دوسرا اعراب

بالحروف تقدیری جیسا کہ سولہویں قسم کی حالت رفعی میں واؤ مقدر ہے۔
فائدہ۔ اسم متمکن کی سولہ قسمیں ہوئیں آٹھ میں تو اعراب بالحرکت ہے اور آٹھ میں اعراب بالحرف ہے۔ قسم اوّل، دوّم، سوّم، چہارم، پنجم میں اعراب بالحرکت تینوں حالتوں میں ہے۔ پانزدہم میں دو حالتوں میں تقدیری ہے اور ایک حالت نصبی میں لفظی ہے۔ سیزدہم اور چہاردہم میں اعراب بالحرکت تینوں حالتوں میں اعراب تقدیری ہے۔ یہ آٹھوں قسمیں وہ ہیں کہ جن میں اعراب بالحرکت ہے اگرچہ کہیں حرکت لفظی ہے اور کہیں تقدیری اور ششم، ہفتم، ہشتم، نہم، دہم، یازدہم۔ دوازدہم۔ شانزدہم۔ ان آٹھوں کا اعراب بالحروف ہے لفظی ہے، صرف شانزدہم میں حالتِ رفعی میں اعراب بالحرف تقدیری ہے۔

تم کو معلوم ہے کہ معرب کلام عرب میں دو ہیں ایک اسم متمکن جب ترکیب میں واقع ہو کہ جس کا بیان ان سولہ قسموں میں بالتفصیل گذر گیا ہے۔ دوسری قسم معرب کی فعل مضارع ہے جبکہ خالی ہو نون جمع مؤنث غائب وحاضر اور نون تاکید ثقیلہ وخفیفہ سے اسم متمکن معرب کا بیان تو ختم ہوا، اب فعل مضارع معرب کا بیان شروع ہوتا ہے۔

فصل۔ بدانکہ اعراب مضارع سہ است، رفع ونصب وجزم۔ فعل مضارع باعتبار وجوہ اعراب بر چہار قسم است، اول صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع برائے تثنیہ و جمع مذکر، وبرائے واحد مؤنث مخاطبہ۔ رفعش بضمہ باشد ونصب بفتحہ وجزم بسکون چوں هُوَ يَضْرِبُ ولَنْ يَّضْرِبَ ولَمْ يَضْرِبْ۔

مضارع کے اعراب تین ہیں، حالت رفعی میں ضمہ ہوگا اور حالتِ نصبی میں فتح ہوگا اور حالتِ جزمی میں سکون ہوگا۔

مصنف نے مضارع کے معرب ہونیکے چار طریقے بیان کئے ہیں، ان چاروں قسموں کے بیان کرنے سے پہلے میں کچھ عرض کرتا ہوں، اس کو سمجھ لو تو مضارع کا اعراب بسہولت سمجھ میں آجائیگا اور یہ چاروں قسمیں آسانی سے حاصل ہو جائیں گی۔

تم کو میزان الصرف میں معلوم ہوا کہ مضارع کے چودہ صیغے ہوتے ہیں، دو صیغے یعنی جمع مؤنث غائب اور جمع مؤنث حاضر یہ دونوں صیغے مبنی میں داخل ہیں، اب باقی بچے بارہ۔ بارہ میں سات وہ ہیں کہ جن کے ساتھ نون اعرابی اور ضمیر فاعل کی لگی ہوتی ہے یعنی چار تثنیہ اور دو جمع مذکر غائب اور ایک واحد مؤنث حاضر جیسے يَضْرِبَانِ۔ تَضْرِبَانِ۔ تَضْرِبَانِ۔ يَضْرِبُوْنَ

نَضْرِبُوْنَ۔ تَضْرِبِیْنَ۔ بارہ میں سے سات گئے باقی بچے پانچ، وہ پانچ یہ ہیں۔ واحد مذکر غائب واحد مؤنث غائب، واحد مذکر حاضر، واحد متکلم اور تثنیہ و جمع متکلم، یَضْرِبُ۔ تَضْرِبُ۔ تَضْرِبُ اَضْرِبُ۔ نَضْرِبُ۔ یہ پانچ صیغے یا تو صحیح ہوں گے یعنی ان کے لام کلمہ کی جگہ حرفِ علت نہ ہوگا یا صحیح نہ ہوں گے یعنی لام کلمہ کی جگہ حرفِ علت ہوگا، لام کلمہ کی جگہ حرفِ علت یا تو واؤ ہوگا یا یار ہوگی یا الف ہوگا۔ اگر لام کلمہ کی جگہ حرف علت واؤ ہو تو معتل واوی ہوا اور اگر یار ہو تو معتل یائی ہوا، اگر حرف علت الف ہے معتل الفی ہوا۔ یہ پانچوں صیغے اگر صحیح ہوں تو ان کا اعراب مصنف نے قسم اول میں بیان کیا ہے، یعنی حالت رفعی میں رفع اور حالت نصبی میں نصب اور حالت جزمی میں سکون جیسے ھُوَ یَضْرِبُ۔ ھِیَ تَضْرِبُ۔ اَنْتَ تَضْرِبُ۔ اَنَا اَضْرِبُ۔ نَحْنُ نَضْرِبُ یہ تو ان سب کی حالت رفعی ہوئی کیونکہ ان پانچوں مثالوں میں مضارع مبتدا کی خبر واقع ہو رہا ہے۔ نصب کی مثال جیسے۔ لَنْ یَّضْرِبَ۔ لَنْ تَضْرِبَ۔ لَنْ تَضْرِبَ۔ لَنْ اَضْرِبَ لَنْ نَضْرِبَ۔ ان پانچوں پر عامل ناصب لَنْ ہے۔ لَنْ کی وجہ سے پانچوں جگہ مضارع کو نصب ہوگا، مثال سکون کی جیسے لَمْ یَضْرِبْ۔ لَمْ تَضْرِبْ۔ لَمْ تَضْرِبْ۔ لَمْ اَضْرِبْ۔ لَمْ نَضْرِبْ ان پانچوں مثالوں میں مضارع کو لَمْ کی وجہ سے سکون ہوگا، اور اگر یہ پانچوں صیغے معتل واوی یا یائی ہیں تو ان دونوں قسموں کا اعراب ایک ہی ہوگا یعنی حالت رفعی میں ضمہ مقدر ہوگا، اور حالت نصبی میں فتحہ لفظی ہوگا اور حالت جزمی میں لام کلمہ بوجہ حرف علت ہونے کے گر پڑے گا۔

مثال معتل واوی کی۔ یَغْزُوْ۔ تَغْزُوْ۔ تَغْزُوْ۔ اَغْزُوْ۔ نَغْزُوْ۔ حالت رفعی میں ھو یَغْزُوْ ھِیَ تَغْزُوْ، اَنْتَ تَغْزُوْ، اَنَا اَغْزُوْ، نَحْنُ نَغْزُوْ۔ ان پانچوں جگہ ضمہ مقدر ہے۔ مثال حالت نصبی کی لَنْ یَّغْزُوَ۔ لَنْ تَغْزُوَ۔ لَنْ تَغْزُوَ۔ لَنْ اَغْزُوَ۔ لَنْ نَغْزُوَ۔ ان پانچوں جگہ فتحہ لفظی ہے۔ مثال حالت جزمی کی لَمْ یَغْزُ۔ لَمْ تَغْزُ۔ لَمْ تَغْزُ۔ لَمْ اَغْزُ۔ لَمْ نَغْزُ۔ ان پانچوں میں عامل جازم کی وجہ سے حرف علت واؤ گر گیا۔

مثال معتل یائی کی حالت رفعی میں ھو یَرْمِیْ۔ ھِیَ تَرْمِیْ۔ اَنْتَ تَرْمِیْ۔ اَنَا اَرْمِیْ۔ نَحْنُ نَرْمِیْ ان پانچوں میں مثل معتل واوی کے ضمہ مقدر ہے۔ مثال حالت نصبی کی لَنْ یَّرْمِیَ۔ لَنْ تَرْمِیَ لَنْ تَرْمِیَ۔ لَنْ اَرْمِیَ۔ لَنْ نَرْمِیَ۔ ان پانچوں میں بوجہ عامل ناصب کے فتحہ لفظی ہوگا۔ مثال حالت جزمی کی لَمْ یَرْمِ۔ لَمْ تَرْمِ۔ لَمْ تَرْمِ۔ لَنْ اَرْمِ۔ لَنْ نَرْمِ۔ ان پانچوں میں بوجہ عامل جازم کے لام کلمہ کی جگہ جو حرفِ علت تھا ساقط ہوگیا۔ ان دونوں معتل واوی اور

یائی کا اعراب مصنف نے قسم دوم میں بیان کیا ہے۔
مثال معتل الفی کی حالت رفعی میں جیسے هُوَ يَرْضَىٰ. هِيَ تَرْضَىٰ. أَنْتَ تَرْضَىٰ. أَنَا أَرْضَىٰ نَحْنُ نَرْضَىٰ۔ ان پانچوں میں ضمہ تقدیری ہے کیونکہ حرف علت ان میں الف ہے اور الف حرکت کو قبول نہیں کرتا۔ مثال معتل الفی کی حالت نصبی میں جیسے لَنْ يَرْضَىٰ. لَنْ تَرْضَىٰ. لَنْ تَرْضَىٰ لَنْ أَرْضَىٰ. لَنْ نَرْضَىٰ. ان پانچوں میں بھی فتحہ تقدیری ہے۔ مثال حالت جزمی کی جیسے:۔ لَمْ يَرْضَ. لَمْ تَرْضَ. لَمْ تَرْضَ. لَمْ أَرْضَ. لَمْ نَرْضَ. ان پانچوں میں بوجہ عامل جازم کے حرف علت الف گر گیا۔ یہ اعراب مصنف نے قسم سوم میں بیان کیا ہے۔
حاصل یہ ہوا کہ جس قدر مضارع صحیح ہوں یا معتل واوی ہوں یا معتل یائی ہوں یا معتل الفی ہوں۔ ہر ہر کا اعراب اسی طریقہ سے ہوگا جیسا کہ میں اوپر تفصیل سے بیان کرچکا ہوں یہاں تک تو پانچوں صیغوں کا حال بلحاظ اعراب بیان کردیا گیا، اب یہاں سے سات صیغوں یعنی چہار تثنیہ اور دو جمع مذکر غائب اور حاضر اور ایک واحد مؤنث حاضر کا اعراب بیان کرتا ہوں۔ یہ ساتوں صیغے صحیح کے ہوں یا معتل واوی کے ہوں یا معتل یائی کے ہوں یا معتل الفی کے ہوں سب کا اعراب ایک ہی طرز کا ہے کچھ فرق نہیں یعنی حالت رفعی میں ان ساتوں میں جو نون اعرابی ہے اس کو باقی رکھنا ہی ان کا اعراب ہے جیسے تثنیہ میں کہو هُمَا يَضْرِبَانِ. هُمَا تَضْرِبَانِ. أَنْتُمَا تَضْرِبَانِ. أَنْتُمَا تَضْرِبَانِ
یہ تو تثنیہ صحیح کی مثال حالت رفعی میں ہوئی۔
معتل واوی تثنیہ کی مثال هُمَا يَغْزُوَانِ. هُمَا تَغْزُوَانِ. أَنْتُمَا تَغْزُوَانِ أَنْتُمَا تَغْزُوَانِ.
معتل یائی کی مثال هُمَا يَرْمِيَانِ. هُمَا تَرْمِيَانِ. أَنْتُمَا تَرْمِيَانِ. أَنْتُمَا تَرْمِيَانِ.
معتل الفی کی مثال تثنیہ میں هُمَا يَرْضَيَانِ. هُمَا تَرْضَيَانِ أَنْتُمَا تَرْضَيَانِ. أَنْتُمَا تَرْضَيَانِ.
حالت نصبی اور جزمی میں ان ساتوں صیغوں میں نون اعرابی حذف ہوجائے گا۔ نون اعرابی کا ان دونوں حالت میں حذف ہونا ہی ان کا اعراب ہے اور بس۔
مثال تثنیہ کی حالت نصبی میں لَنْ يَضْرِبَا. لَنْ تَضْرِبَا. لَنْ تَضْرِبَا. لَنْ تَضْرِبَا.
صحیح میں مثال معتل واوی تثنیہ کی۔ لَنْ يَغْزُوَا. لَنْ تَغْزُوَا. لَنْ تَغْزُوَا. لَنْ تَغْزُوَا.
مثال تثنیہ معتل یائی کی۔ لَنْ يَرْمِيَا. لَنْ تَرْمِيَا. لَنْ تَرْمِيَا. لَنْ تَرْمِيَا.
مثال معتل الفی تثنیہ کی۔ لَنْ يَرْضَيَا. لَنْ تَرْضَيَا. لَنْ تَرْضَيَا، لَنْ تَرْضَيَا.
مثال تثنیہ صحیح کی حالت جزمی میں لَمْ يَضْرِبَا. لَمْ تَضْرِبَا. لَمْ تَضْرِبَا. لَمْ تَضْرِبَا.

مثال معتل واوی کی حالت جزمی میں لَمْ یَغْزُوْا۔ لَمْ تَغْزُوْا۔ لَمْ تَغْزُوْا۔ لَمْ تَغْزُوْا
مثال یائی تثنیہ کی حالت جزمی میں۔ لَمْ یَرْمِیَا۔ لَمْ تَرْمِیَا۔ لَمْ تَرْمِیَا۔ لَمْ تَرْمِیَا
مثال جمع مذکر غائب کی حالت رفعی میں۔ ھم یَضْرِبُوْنَ۔ ھُمْ یَغْزُوْنَ۔ ھُمْ یَرْمُوْنَ ھُمْ یَرْضَوْنَ
مثال جمع مذکر حاضر کی حالت رفعی میں۔ اَنْتُمْ تَضْرِبُوْنَ۔ اَنْتُمْ تَغْزُوْنَ، اَنْتُمْ تَرْمُوْنَ، اَنْتُمْ تَرْضَوْنَ
مثال جمع مذکر غائب کی حالت نصبی میں۔ لَنْ یَضْرِبُوْ۔ لَنْ یَغْزُوْ۔ لَنْ یَرْمُوْ لَنْ یَرْضَوْ۔
مثال واحد مؤنث حاضر کی حالت رفعی میں اَنْتِ تَضْرِبِیْنَ اَنْتِ تَغْزِیْنَ اَنْتِ تَرْضَیْنَ، اَنْتِ تَرْمِیْنَ
مثال واحد مؤنث حاضر کی حالت نصبی میں۔ لَنْ تَضْرِبِی۔ لَنْ تَغْزِیْ و لَنْ تَرْمِیْ و لَنْ تَرْضَیْ۔
مثال واحد حاضر کی حالت جزمی میں لَمْ تَضْرِبِی۔ لَمْ تَغْزِیْ لَمْ تَرْمِیْ۔ لَمْ تَرْضَیْ۔

خلاصہ یہ ہوا کہ ان ساتوں صیغوں کا اعراب فقط نون ہے حالت رفعی میں اس نون کو باقی رکھنا اعراب ہے اور حالتِ نصبی اور جزمی میں نون کو گرانا اعراب ہے اسی کو مصنف نے اپنے طرز میں قسم چہارم میں بیان کیا ہے۔ اعراب مضارع ختم ہوا۔

(نوٹ) میں نے سوائے قسم اول کے تین قسموں کی عبارت نحومیر کی اپنی اس شرح میں نقل نہیں کی کیونکہ اس کے نقل کی ضرورت نہ سمجھی البتہ قسم اول میں ایسے الفاظ جمع ہیں کہ جس سے مطلب طالب علم کی سمجھ میں نہیں آتا، اگر مطلب سمجھ میں آتا ہے تو ترجمہ اس کا صحیح نہیں ہوتا، اس وجہ سے میں نے اس کو نقل کیا مگر اس جگہ اس کا ترجمہ کرنا بھول گیا لہٰذا اس جگہ صرف ایک سطر کو نقل کرکے اس کا ترجمہ کروں گا۔

اول صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع برائے تثنیہ وجمع مذکر وبرائے واحد مؤنث مخاطبہ۔

یعنی اول وہ مضارع جو صحیح ہو معتل نہ ہو، خالی ہو فاعل کی ضمیر ظاہر سے جو کہ تثنیہ کے لئے ہوتی ہے اور جمع مذکر کیلئے ہوتی ہے اور واحد مؤنث حاضر کیلئے ہوتی ہے تو جب وہ مضارع صحیح تثنیہ کی ضمیر، جمع مذکر کی ضمیر، واحد مؤنث حاضر کی ضمیر سے خالی ہوا تو مطلب یہ ہوا کہ نہ تثنیہ ہوا اور نہ جمع مذکر غائب وحاضر اور نہ واحد مؤنث حاضر ہو، نتیجہ یہ ہوا کہ واحد مذکر غائب ہو۔ واحد مؤنث غائب ہو، واحد مذکر حاضر ہو، واحد متکلم ہو، تثنیہ جمع متکلم ہو۔ کیونکہ یہی پانچ صیغے ایسے ہیں کہ ان میں ضمیر ظاہر فاعل کی نہیں ہوتی بلکہ ان میں ضمیر فاعل پوشیدہ ہوتی ہے۔

فصل بدانکہ عوامل اعراب بر دو قسم ست، لفظی ومعنوی۔ لفظی بر سہ قسم ست، حروف وافعال واسماء۔ ایں را در سہ باب یاد کنیم ان شاء اللہ۔

اسم معرب یا فعل مضارع معرب میں جو عوامل اعراب پیدا کرتے ہیں ان کی دو قسمیں ہیں قسم اوّل عامل لفظی، قسم دوم عامل معنوی۔ پھر عامل لفظی کی تین قسمیں ہیں۔ ایک قسم عامل لفظی کی حروف عاملہ، دوسری قسم عامل لفظی کی افعال۔ تیسری قسم اسمار عاملہ۔ حروفِ عاملہ ایک باب میں الگ بیان کئے جائیں گے اور افعال عاملہ ایک باب میں الگ بیان کئے جائیں گے۔ اسمار عاملہ علیحدہ ایک باب میں بیان کئے جائیں گے۔

باب اوّل در حروفِ عاملہ و در وے دو فصل است۔

پہلے باب میں حروف عمل کرنے والے بیان کئے جائیں گے۔ اور اس باب میں کل دو فصلیں ہیں

فصل اوّل در حروف عاملہ' را اسم و آں پنج قسم است۔

پہلی فصل میں اس باب کے وہ حروف بیان کئے جائیں گے جو کہ اسم میں عمل کرتے ہیں فعل میں نہیں کرتے۔ اور دوسری فصل میں اس باب کے وہ حروف بیان ہوں گے جو کہ فعل مضارع میں عمل کرتے ہیں اسم میں نہیں کرتے۔

قسم اوّل حروف جر و آں ہفدہ است، بآء و مِنْ و اِلٰی و حَتّٰی و فِیْ ولَامْ و رُبَّ و واو قسم و تاء قسم و عَنْ و عَلٰی وکاف تشبیہ و مُذْ و مُنْذُ حَاشَا و خَلَا و عَدَا۔ ایں حروف در اسم روند و آخرش را جر کنند۔ چوں: اَلْمَالُ لِزَیْدٍ۔

وہ حروف جو عمل کرتے ہیں ان میں سے قسم اول میں حروف جار بیان کئے جاتے ہیں، حروف جارہ کل سترہ ہیں جیساکہ متن میں مذکور ہیں۔ یہ حروف اسم پر داخل ہوں گے اور اپنے مدخول کے اخیر پر جر کر دیں گے جیسے اَلْمَالُ لِزَیْدٍ۔ لزید میں لام حرف جر ہے۔ زید اس کا مدخول ہے اس کے اخیر کو جر کر دیا۔ علی ہذا بِزَیْدٍ۔ عَلٰی زَیْدٍ۔ مِنَ السَّمَاءِ۔ اِلَی الْاَرْضِ۔ حَتَّی الشُّوْقِ فِی الْکِیْسِ۔ رُبَّ عَالِمٍ۔ وَاللّٰہِ۔ تَاللّٰہِ۔ عَنِ الْقَوْسِ۔ کَالْاَسَدِ۔ مُذْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ مُنْذُ الشَّھْرِ۔ حَاشَا عَمْرٍو وخَلَا بَکْرٍ۔ عَدَا خَالِدٍ۔ دیکھو یہ تمام حروف اسم پر داخل ہوئے اور اپنے مدخول کو جر دیدیا۔

دوم حروف مشبہ بالفعل و آں شش است۔ اِنَّ و اَنَّ و کَاَنَّ و لٰکِنَّ و لَیْتَ و لَعَلَّ ایں حروف را اسم باید منصوب و خبرے مرفوع۔ چوں اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ۔ زَیْدًا را اسم اِنَّ گویند و قَائِمٌ را خبر اِنَّ۔ بدانکہ اِنَّ و اَنَّ حروف

تحقیق است وکَاَنَّ حرفِ تشبیہ ولٰکِنَّ حرفِ استدراک ولَیْتَ حرفِ تمنی ولَعَلَّ حرفِ ترجی۔

جو حروف اسم میں عمل کرتے ہیں ان کی دوسری قسم حروف مشبہ بالفعل ہیں۔ یہ چھ حروف فعل کے ساتھ لفظاً اور معنیً ملتے جلتے ہیں۔ اس وجہ سے ان کا نام حروف مشبہ بالفعل ہے۔ لفظاً مشابہت تو یہ ہے کہ جیسے فعل ثلاثی ہوتا ہے ان میں بھی بعض حروف ثلاثی ہیں جیسے اِنَّ اَنَّ اور لَیْتَ یہ تینوں ثلاثی ہیں اور جیسے فعل رباعی ہوتا ہے ان میں بھی بعض رباعی ہیں۔ جیسے کَاَنَّ اور لٰکِنَّ اور لَعَلَّ۔ دوسری وجہ لفظی مشابہت کی یہ ہے کہ جیسے فعل ماضی مبنی بر فتحہ ہوتا ہے یہ بھی چھ کے چھ مبنی ہیں فتحہ پر۔ معنوی مشابہت کیلئے تھوڑی سی تفصیل درکار ہے وہ یہ ہے کہ کسی شخص نے کہا کہ زَیْدٌ قَائِمٌ یعنی زید کھڑا ہے۔ سننے والے کو اس میں تردد اور شک ہوا کہ شاید کھڑا ہو یا نہ کھڑا ہو تو زَیْدٌ قَائِمٌ کا کہنے والا پھر زَیْدٌ قَائِمٌ اس کے شک دور کرنے کو کہے تو پھر یہ بات فضول ہوگی کیونکہ زَیْدٌ قَائِمٌ سے اگر شک رفع ہوتا تو پہلی مرتبہ کے کہنے سے ہو جاتا۔ کہنے والا کوئی ایسا طریقہ اختیار کرے کہ اس کا یہ قول زَیْدٌ قَائِمٌ سننے والے کی نظر میں قوی ہو جائے اور اس کا تردد زائل ہو۔ لہذا ایسے وقت قائل اپنے کلام پر اِنَّ داخل کرے گا اور کہے گا اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ یعنی بے شک اور بے تردد زید قائم ہے، تو اس وقت متکلم نے مخاطب کے اطمینان کے لئے اپنے کلام کو مؤکد کر دیا تو اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ کے معنی یہ ہوئے اَکَّدْتُ قِیَامَ زَیْدٍ یا حَقَّقْتُ قِیَامَ زَیْدٍ۔ اَکَّدْتُ اور حَقَّقْتُ دونوں فعل ہیں تو اِنَّ اَنَّ کی معنوی مشابہت اس طرح سے ہوئی یہی وجہ ہے کہ اِنَّ اور اَنَّ کو حروف تحقیق کہتے ہیں۔ کَاَنَّ کو لیجئے۔ کَاَنَّ تشبیہ کیلئے آتا ہے۔ تشبیہ ہمیشہ دو چیزوں میں دیجایا کرتی ہے۔ یہ تشبیہ دو چیزوں میں اس وقت دیتے ہیں کہ جب دونوں میں کوئی چیز مشترک ہو جائے، ایک میں کم ہو اور دوسری میں زائد ہو۔ تشبیہ کیلئے اتنا کافی ہے کہ دونوں میں کوئی بات پائی جائے جس میں یہ مشترک چیز کم ہو اس کو مشبہ کہتے ہیں اور جس میں یہ چیز زائد ہو اس کو مشبہ بہ کہتے ہیں جیسے کوئی کہے کہ کَاَنَّ زَیْدًا اَسَدٌ یعنی زید ایسا ہے جیسا شیر یعنی زید شیر کی طرح بہادر ہے تو ظاہر ہے کہ شجاعت اور بہادری شیر میں بمقابلہ زید کے کہیں زائد ہے مگر ہیں دونوں بہادر۔ کمی زیادتی باہم مقابلہ کی وجہ سے ہے تو اس وقت زید کو مشبہ کہیں گے اور اسد کو مشبہ بہ تو کَاَنَّ کی فعل سے مشابہت معنوی اس وجہ سے ہوئی کہ کَاَنَّ زَیْدًا اَسَدٌ معنی میں شَبَّہْتُ کے ہو گیا: ای شَبَّہْتُ زَیْدًا بِالْاَسَدِ۔

لٰکِنَّ آتا ہے استدراک کے لئے۔ استدراک کے معنیٰ ہیں وہم دور کرنا۔ مقصد یہ ہے کہ لٰکِنَّ سے وہم دور کردیا جاتا ہے۔ صورت اس کی یہ ہوتی ہے کوئی شخص مثلاً زید کوئی کلام کہنا چاہتا ہے تو زید اس کلام کے کہتے وقت یہ خیال کرتا ہے کہ میرے اس کلام سے مخاطب کو یہ وہم پیدا ہوگا تو اس وہم کو دور کرنے کے لئے زید اپنے پہلے کلام کے بعد لکن دوسرے کلام کے ساتھ لاکر پہلے کلام سے جو وہم پیدا ہوا ہے اس کو دور کردے گا۔ یہ سمجھو کہ زید اور عمر میں بڑی گہری دوستی ہے، دونوں ہر وقت ساتھ ساتھ رہتے ہیں ساتھ کھاتے ہیں ساتھ ہی ساتھ چلتے پھرتے ہیں ایسے شخصوں میں سے ایک کے متعلق کوئی کہتا ہے کہ جَاءَ زَیْدٌ تو اس کلام کے سننے والے کو یہ وہم پیدا ہوگا کہ زید کے ساتھ اس کا دوست عمر بھی آیا ہوگا کیونکہ یہ دونوں ہر وقت ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں۔ اتفاق سے کسی موقع پر زید ہی اکیلا آیا، عمر نہیں آیا تو اس وقت لکن اور ایک دوسرا کلام لکن کے بعد لانے کی ضرورت پڑے گی مثلاً جب یہ کہا کہ جَاءَ زَیْدٌ لٰکِنَّ عَمْرًا مَاجَاءَ۔ یعنی زید آیا لیکن عمر نہیں آیا تو لٰکِنَّ عَمْرًا مَاجَاءَ سے جَاءَ زَیْدٌ میں جو وہم عمر کے آنے کا ہوگیا تھا وہ جاتا رہا۔ یہی وجہ ہے کہ لکن دو کلاموں کے درمیان میں واقع ہوتا ہے اور ان دونوں کلاموں میں ایک مثبت ہوگا اور ایک منفی ہوگا۔ اگر پہلا کلام مثبت ہے تو لکن کے بعد والا کلام منفی ہوگا اور اگر لکن سے پہلا کلام منفی ہے تو بعد والا مثبت ہوگا۔ لکن کی معنوی مشابہت فعل سے ایسے ہوئی کہ لکن معنیٰ میں اِسْتَدْرَکْتُ کے ہوگیا۔

لَیْتَ۔ یہ حرف تمنا کے لئے آتا ہے، وہ تمنا عام ہے چاہے ایسی چیز کی ہو جو کہ ہوسکتی ہو اور مل سکتی ہو، چاہے ایسی چیز کی ہو جس کا ہونا محال ہو۔ دونوں قسموں کی تمنا کے لئے یہ حرف لَیْتَ مستعمل ہے۔ مثال اُس تمنا کی جو پوری ہوسکتی ہو جیسے کوئی شخص کہے کہ لَیْتَ زَیْدًا عَالِمٌ۔ کاش کہ زید عالم ہوتا تو زید کے عالم ہونے کی تمنا ایسی تمنا ہے کہ پوری ہوسکتی ہے اگر زید علم شروع کردے اور محنت سے پڑھے تو علم حاصل ہوجائے گا۔ مثال ایسی تمنا کی کہ جس کا حاصل ہونا عادۃً محال ہے لَیْتَ الشَّبَابَ یَعُوْدُ یعنی کوئی بوڑھا جوانی کے مزے یاد کرکر کہے کہ کاش جوانی لوٹے تو ظاہر ہے کہ اب لب گور ہے کیا جوانی دنیا میں لوٹے گی۔ بہرحال تمنا ایسی چیز کی بھی جائز ہے کہ نہ ہوسکے۔ لَیْتَ کی معنوی مشابہت فعل سے اس وجہ سے ہوئی کہ لَیْتَ معنیٰ میں تَمَنَّیْتُ کے ہوگیا۔

لَعَلَّ۔ یہ حرف لَعَلَّ ترجی کے لئے آتا ہے۔ اس سے مقصد ہوتا ہے ایسی چیز کی توقع کرنا جو ہو سکتی ہو، ناممکن اور محال چیز کے لئے لَعَلَّ کا استعمال نہیں کیا جاتا۔ لَعَلَّ السُّلْطَانَ یُکْرِمُنِیْ کہہ سکتے ہیں کیونکہ بادشاہ تک پہنچنے کے آداب و کمالات انسان پیدا کر سکتا ہے کہ جن کی وجہ سے بادشاہ اس کی تعظیم و تکریم کرنے پر مجبور ہو۔ خلاصہ یہ ہوا کہ اکرام سلطان ممکن ہے بخلاف لَعَلَّ الشَّبَابَ یَعُوْدُ کے۔ یہ ناممکن ہے، اس وجہ سے ایسے مقامات پر لَعَلَّ کا استعمال جائز نہیں۔

سوال۔ حروف مشبہ بالفعل کیا عمل کرتے ہیں اور کس چیز پر داخل ہوتے ہیں۔

جواب۔ حروف مشبہ بالفعل جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں، مبتدا کو نصب کرتے ہیں اور خبر کو رفع۔ مبتدا کو جس کو نصب دیا ہے اس کو اس کا اسم کہتے ہیں اور خبر کہ جس کو رفع دیا ہے اس کو ان کی خبر کہتے ہیں۔ مثال جیسے اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ۔ اِنَّ نے اس مثال میں زید کو نصب دیا لہذا زید اس کا اسم ہو گیا اور قائم کو رفع دیا لہذا قائم اس کی خبر ہو گئی اسی طرح اور پانچ بھی اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیں گے جو منصوب ہوگا ان کا اسم کہلائے گا اور جو مرفوع ہوگا وہ ان کی خبر کہلائے گا۔

سوم مَا و لَا الْمُشَبَّهَتَانِ بِلَیْسَ وآں عمل لَیْسَ می کنند چنانکہ گوئی مَا زَیْدٌ قَائِمًا۔ زَیْدٌ اسم ماست و قَائِمًا خبر او۔

تیسری قسم حروف عاملہ کی مَا اور لَا ہیں وہ ما اور لا جو لیس کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں۔ یہ دونوں حروف وہی عمل کرتے ہیں جو لَیْسَ کرتا ہے یعنی اسم کو رفع اور خبر کو نصب جیسا کہ مَا زَیْدٌ قَائِمًا زید اسم ہے ما کا اور قَائِمًا خبر ہے ما کی

سوال۔ مَا اور لَا کی مشابہت لَیْسَ کے ساتھ کس وجہ سے ہے؟

جواب۔ مشابہت ما و لا کی لَیْسَ سے صرف نفی میں اور جملہ اسمیہ پر داخل ہونے میں ہے یعنی لیس بھی نفی کرتا ہے اور یہ دونوں بھی نفی کرتے ہیں۔ لَیْسَ بھی جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے اور یہ دونوں بھی جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں۔

سوال۔ مَا اور لَا لَیْسَ سے مشابہت میں برابر ہیں یا کچھ کم وبیش۔

جواب۔ مشابہت ما کی لَیْسَ کے ساتھ زیادہ قوی ہے بمقابلہ لا کے کیونکہ لَیْسَ نفی زمانۂ حال میں کرتا ہے۔ ما سے بھی نفی حال کی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ معرفہ اور نکرہ دونوں پر داخل ہوتا ہے جیسا کہ لَیْسَ دونوں پر داخل ہوتا ہے بخلاف لا کے کہ اسکی نفی عام ہے لہذا لا کی مشابہت لَیْسَ سے ضعیف ہوئی

اور اس ضعف مشابہت کی وجہ سے لا نکرہ پر صرف داخل ہوگا معرفہ پر داخل نہ کریں گے۔

چہارم لا رنفی جنس۔ اسم ایں لا اکثر مضاف باشد منصوب و خبرش مرفوع، چوں لَا غُلَامَ رَجُلٍ ظَرِيفٌ فِي الدَّارِ، و اگر نکرہ مفرد باشد مبنی باشد بر فتحہ۔ چوں لَا رَجُلَ فِي الدَّارِ، و اگر بعد او معرفہ باشد تکرار لا با معرفہ دیگر لازم باشد و لا ملغی باشد یعنی عمل نکند، وآں معرفہ مرفوع باشد بابتدار چوں۔ لَا زَيْدٌ عِنْدِي وَلَا عَمْرٌو۔

چوتھی قسم حروف عاملہ کی لا ہے کہ جو اسم جنس کی صفت کی نفی کرتا ہے، اسم جنس کی نفی نہیں کرتا جیسا کہ مشہور ہے یہ چنیز کہ یہ لا رنفی جنس صفت کی نفی کرتا ہے۔ اس کو مثال بیان کرتے وقت لکھوں گا۔ اوّل لا رنفی جنس کا عمل بیان کرتا ہوں، پہلی صورت اسم لا رنفی جنس کی یہ ہے کہ اس کا اسم مضاف ہو نکرہ دوسرے اسم کی طرف کہ وہ دوسرا بھی نکرہ ہو تو اس وقت اس کا اسم منصوب معرب ہوگا۔ مثال لَا غُلَامَ رَجُلٍ ظَرِيفٌ فِي الدَّارِ۔ دیکھو غلام بھی نکرہ اور رَجُلٌ بھی نکرہ۔ غلام نکرہ رجل نکرہ کی طرف مضاف ہوا تو ایسے اسم کو نصب دیں گے۔

اچھا اب اس کے معنیٰ سنیئے۔ مشہور معنیٰ تو اس کے یہ ہیں کہ جو لوگ عام طریقہ سے کرتے ہیں کہ مرد کے غلام کی جنس سے کوئی گھر میں نہیں۔ مطلب اس کا یہ ہوا کہ مرد کا غلام گھر میں کوئی نہیں چاہے عورت کا ہو۔ مگر یہ معنیٰ اس مثال کے ہو نہیں سکتے کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جس وقت نفی داخل ہو قید اور مقید پر یا بالفاظ دیگر نفی داخل ہو ذات اور اس کی صفت پر تو وہ نفی قید اور صفت کی ہوگی، مقید اور ذات کو نفی سے کوئی تعلق اس قسم کا نہ ہوگا۔ دیکھو تم کہتے ہو کہ یہ آدمی عالم نہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی تو ضرور ہے مگر جاہل ہے عالم نہیں۔ یہ مطلب اس کا نہیں کہ یہ آدمی ہی نہیں۔ دوسری مثال تم کہتے ہو کہ میری کتاب اچھی نہیں تو تم نے یہ کہا کہ کتاب تو ہے مگر اچھی نہیں تو اس مثال میں نفی اچھے ہونے کی ہوئی کتاب کی نفی نہیں ہوئی وغیرہ وغیرہ۔ اس مختصر سی گذارش کے بعد لَا غُلَامَ رَجُلٍ ظَرِيفٌ فِي الدَّارِ کے معنیٰ اور مطلب کو سمجھیے، تو اس مثال میں غلام رجل تو ذات ہے اور ظریف اس کی یعنی غلام کی صفت اور خبر ہے یا دوسری تعبیر یہ سمجھیے کہ غلامُ رجلٍ میں غلام مقید ہے اور ظریف اسکی قید ہے تو اس غلام مقید پر حرفِ لا رنفی داخل ہوا تو اس لا رنفی نے ظرافت کی نفی کی، غلام کی نفی نہیں کی جیسا کہ لوگ عام طریقہ سے سمجھتے ہیں۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ گھر میں مرد کا ایسا غلام موجود نہیں کہ جو زیرک۔ تیز طبع اور خوش طبع ہو یعنی غلام تو گھر میں مرد کے ہیں مگر زیرک نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ غبی اور کودن قسم کے غلام مرد کے

گھر میں موجود ہوں اور زیرک نہ ہو۔
سوال۔ مثال صرف اتنی لَاغُلَامَ رَجُلٍ ظَرِیْفٌ کافی تھی، آگے فی الدار کیوں بڑھایا؟
جواب۔ اگر ظریف کے بعد فی الدار نہ بڑھاتے تو جھوٹ بات ہو جاتی، کیونکہ معنی یہ ہوتے کہ نہیں مرد کا کوئی غلام زکی۔ ہو سکتا ہے کہ بعض غلام زیرک ہوں اور بعض غبی ہوں تو جب فی الدار کا اضافہ ظریف کے بعد ہو گیا تو بات سچی ہو گئی یعنی گھر میں زیرک غلام موجود نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ زیرک غلام باہر مردانہ مکان میں ہوں یا کسی کام کو بازار گئے ہوں یا مولیٰ نے زیرک غلام کو سفر میں کسی کام کو بھیجا ہو۔
سوال۔ فِی الدَّارِ جار مجرور سے مل کر متعلق ظریف کا ہوگا تو فِی الدَّارِ قید ہو گیا، ظریف کے معنیٰ یہ ہوئے کہ غلام مرد کا زیرک گھر میں جا کر زیرک اور خوش طبع نہیں رہتا، جب گھر سے باہر نکل آیا تو پھر زیرک ہو گیا۔ یہ بات بالکل خلاف واقعہ کے ہے کیونکہ جو شخص ذہین اور زیرک اور تیز طبع ہوتا ہے وہ ہر وقت اور ہر جگہ ہوتا ہے۔ ظرافت کسی مکان اور زمان کے ساتھ مقید نہیں ہوتی، ذکاوت ایک پیدائشی اور فطری چیز ہے اور فطرت انسان کی بدلا نہیں کرتی؟
جواب۔ تمہارا سوال بہت لمبا ہو گیا ذرا سی بات تھی کہ جس کو افسانہ کر دیا۔ یہاں کسی نے کہا کہ فِی الدَّارِ ظَرِیْفٌ کے متعلق ہے۔ فی الدَّارِ ظَرِیْفٌ کے متعلق ہرگز نہیں اس کا متعلّق یہاں سے محذوف ہے اور وہ مَوْجُوْدٌ ہے۔ اصل عبارت اس طرح ہوئی:-
لَاغُلَامَ رَجُلٍ ظَرِیْفٌ مَوْجُوْدٌ فِی الدَّارِ۔ فی الدار موجود کے متعلق ہے۔
سوال۔ جب فی الدَّارِ مَوْجُوْدٌ کے متعلق ہوا تو مَوْجُوْدٌ ترکیب میں کیا واقع ہوگا؟
جواب۔ مَوْجُوْدٌ۔ لا نفی کی دوسری خبر ہوگی، پہلی خبر ظَرِیْفٌ ہوئی اور دوسری مَوْجُوْدٌ اپنے متعلق سے مل کر ہوئی اور یہ چیز کھلی ہوئی ہے کہ ایک شے کی کئی کئی خبریں ہوتی ہیں
یہ تفصیل تو لا نفی جنس کے اُس اسم کی تھی جو مضاف ہو دوسری صورت یہ ہے کہ لا نفی جنس کا اسم نکرہ مفرد ہو۔ یہ مفرد مقابلہ میں مضاف کے ہے۔ مقصد یہ ہے کہ لا نفی جنس کا اسم نکرہ مفرد ہو مضاف نہ ہو۔ یہ مفرد تثنیہ کو بھی شامل ہے اور جمع کو بھی شامل ہے تو ایسا اسم مبنی ہوگا فتحہ پر۔ مثال اسم مفرد کی جیسے لَارَجُلَ فِی الدَّارِ دیکھو رَجُل مفرد ہے، مضاف نہیں

لہذا مبنی ہو گیا فتحہ پر اور جیسے لَا مُسْلِمَیْنَ فِی الدَّارِ دیکھو مُسْلِمَیْنَ اس معنی کر مفرد ہے، کہ مضاف نہیں۔ مُسْلِمَیْنَ میں یار کا ماقبل مفتوح ہونا اس کا مبنی ہونا ہے اور جیسے لَا مُسْلِمِیْنَ فِی الدَّارِ دیکھو مُسْلِمِیْنَ اس معنی کر مفرد ہے کہ مضاف نہیں اس میں یار کا ماقبل مکسور ہونا ہی اس کا مبنی ہونا ہے اور جیسے لَا مُسْلِمَاتِ دیکھو مُسْلِمَاتِ اس معنی کر مفرد ہے کہ مضاف نہیں یہ کسرہ پر مبنی ہے۔

سوال۔ جس وقت لار نفی جنس کا اسم نکرہ مفرد ہو تو اس وقت فتحہ پر مبنی کیوں ہوتا ہے؟

جواب۔ لَا رَجُلَ فِی الدَّارِ یعنی گھر میں کوئی مرد نہیں تو یہ بات کوئی شخص خواہ مخواہ بیوقوف کی طرح تو نہیں کہہ سکتا، لامحالہ کوئی پوچھے گا کہ هَلْ مِنْ رَجُلٍ فِی الدَّارِ یعنی کیا گھر میں کوئی آدمی ہے؟ تو جواب میں اس کے یوں کہنا چاہئے تھا کہ لَا مِنْ رَجُلٍ فِی الدَّارِ یعنی گھر میں کوئی مرد نہیں۔ دیکھو حرف مِن سوال میں بھی آیا اور جواب میں بھی آنا چاہئے تھا مگر جواب دینے والے نے حرف مِنْ کو جواب میں سے حذف کر دیا اور لَا رَجُلَ فِی الدَّارِ کہہ دیا تو یہ رَجُلَ چونکہ معنیٰ مِن کو متضمن ہے اس لئے مبنی ہو گیا۔

تیسری صورت یہ ہے کہ لار نفی جنس کا اسم نہ تو مضاف اور نہ نکرہ مفرد بلکہ اس کا اسم معرفہ ہو تو ایسی صورت میں ایک دوسرا لا اور ایک دوسرا معرفہ اور لانا پڑے گا اور اس طرح کہا جائیگا لَا زَیْدٌ عِنْدِیْ وَلَا عَمْرٌو دیکھو لار نفی جنس کے بعد زید معرفہ آیا تو اس پر بس نہیں کیا بلکہ اس کے ساتھ وَلَا عَمْرٌو اور ملایا تب محاورہ درست ہوا۔

سوال:۔ جب لار نفی جنس کے بعد معرفہ ہو تو دوسرا معرفہ دوسرے لا کے ساتھ کیوں لائے ہیں، ایک لا اور ایک معرفہ پر بس کیوں نہیں کرتے؟

جواب۔ یہ لار جنس کی نفی کیلئے وضع کیا گیا ہے اور جنس کے اندر عموم ہوتا ہے جیسے رَجُلٌ یا غُلَامُ رَجُلٍ ہر ہر مرد کو شامل ہے، ایسے ہی غلام ہر ہر غلام پر صادق آتا ہے کیونکہ دونوں نکرے ہیں اور نکرہ میں عموم ہوتا ہی ہے تو خلاصہ یہ ہوا کہ لار نفی جنس کا اسم عام ہونا چاہئے، اور معرفہ میں تعیین اور خصوص ہوتا ہے۔ عموم کا اس میں نام تک نہیں تو اسوقت لَا زَیْدٌ کہا تو صرف ذات زید کی ہی نفی ہوئی یعنی صرف ایک فرد کی نفی ہوئی تو پھر جس وقت ایک معرفہ اور ایک لار اور لایا گیا تو اس وقت دو فرد کی نفی ہوئی گو دو فرد کی نفی سے عموم تو نہیں ہوا مگر عموم کا رنگ تو ضرور آگیا، معنی یہ ہوگئے کہ نہ زید ہے میرے نزدیک اور نہ عمر تو زید اور عمر کی نفی

سے کچھ عموم کی جھلک آ گئی۔

سوال لَا زَیْدٌ عِنْدِی وَلَا عَمْرٌو میں زید اور عمر کو رفع کہاں سے آیا؟

جواب۔ لا نفی جنس کا معرفہ پر داخل ہو کر عمل سے بیکار اور لغو ہو جاتا ہے عمل کچھ نہیں کرتا تو زَیْدٌ اور عمرو کو رفع عامل معنوی نے دیا کیونکہ اس جگہ عامل لفظی عمل میں بے اثر ہو گیا، اس عامل معنوی کو ابتدا بھی کہتے ہیں تو چاہو یہ کہہ دو کہ یہ رفع زید کو عامل معنوی نے دیا، یا یوں تعبیر کر دو کہ یہ رفع زید کو ابتدا نے دیا، کیونکہ کوئی اعراب بغیر عامل کے پیدا نہیں ہو سکتا۔ اگر عامل لفظی نہ ہو یا ہو مگر بے عمل ہو جائے تو ایسی صورت میں عامل معنوی عمل کرے گا کیونکہ اعراب اثر ہے اور عامل مؤثر ہے اور کسی اثر کا وجود بغیر مؤثر کے ناممکن ہے۔

واگر بعد آں لا نکرہ مفرد باشد مکرر با نکرہ دیگر در و پنج وجہ است۔ چوں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ وَلَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةٌ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةٌ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةً اِلَّا بِاللّٰہِ۔

چوتھی صورت یہ ہے کہ اس لا نفی کے بعد بغیر فاصلہ کے نکرہ مفرد ہو، اس کے بعد حرفِ عطف ہو، بعد اس حرف عطف کے لا نفی ہو، اس کے بعد پھر نکرہ مفرد ہو یعنی دو لائے نفی ہوں، دونوں کے بعد نکرہ مفرد بلا فاصلہ ہو اور درمیان میں ایک حرفِ عطف ہو تو ایسی صورت میں پانچ وجہ جائز ہیں۔

اوّل وجہ یہ ہوگی کہ دونوں لا نفی جنس کے ہوں گے۔ تم کو پیچھے معلوم ہو چکا کہ جب لا نفی جنس کا اسم نکرہ مفرد ہو تو مبنی فتحہ پر ہوتا ہے لہذا حَوْلٌ اور قُوَّةٌ بوجہ نکرہ مفرد ہونے کے مبنی فتحہ پر ہوں گے۔ اس وقت لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ کے معنیٰ یہ ہوں گے کہ نہیں ہے گناہوں سے بچنے کی طاقت مگر اللہ تعالیٰ کے بچانے سے، یہ تو لاحول کے معنی ہوئے اور لا قوۃ کے معنی یہ ہیں کہ نہیں اطاعت پر توانائی مگر خدا کی توفیق سے یعنی جس کو اللہ تعالیٰ گناہوں سے اپنے فضل سے بچائے وہ بچ جائے گا، اور جس کو اللہ تعالیٰ اپنی اطاعت پر لگا دے وہ طاعت پر اس کی رہنمائی سے لگ جائے۔

سوال۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ کے اتنے بہت سے معنیٰ آپ نے کہاں سے کر دیئے؟

جواب۔ بھائی یہاں سے عبارت محذوف ہے اصل میں اس طرح سے لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ مَوْجُوْدٌ اِلَّا بِاللّٰہِ ایک صورت۔ دوسری اصل اس کی اس طرح ہے لَا حَوْلَ مَوْجُوْدٌ

اِلاَّ بِاللّٰہِ وَلَا قُوَّۃَ مَوْجُوْدُ اِلاَّ بِاللّٰہِ۔
اب تو تم کو اصل نکالنے کے بعد معلوم ہو گیا کہ عبارت بھی بہت ہے اور معنیٰ بھی بہت۔

سوال. پہلی صورت میں ترکیب کیا ہو گی ؟

جواب. ترکیب صورت اولیٰ کی اس طرح ہو گی۔ لاَ نفی جنس، حوْل معطوف علیہ واو حرف عطف، لاَ نفی جنس، قوّۃ معطوف ہوا معطوف علیہ کا، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر اسم ہوا لا نفی جنس کا، موجود خبر لاَ کی، لا اپنے اسم خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

سوال. صورت ثانیہ کی ترکیب کیا ہو گی ؟

جواب. ترکیب صورت ثانیہ کی واضح ہے۔

دوسری وجہ یہ ہو گی کہ دونوں جگہ رفع ہو جیسے لَاحَوْلُ وَلَا قُوَّۃٌ اِلاَّ بِاللّٰہِ تو اس وقت دونوں کو رفع عامل معنوی کا ہو گا، کیونکہ لَاحَوْلُ وَلَا قُوَّۃٌ اِلاَّ بِاللّٰہِ جواب میں واقع ہوا ہے کسی شخص کے کہ جس نے یوں کہا کہ اَبِغَیْرِ اللّٰہِ حَوْلٌ وَقُوَّۃٌ (ترجمہ) کیا اللہ کے غیر کے ساتھ طاقت اور قوت گناہوں سے بچنے اور اطاعت کرنے کی حاصل ہو سکتی ہے، دیکھو سوال میں حوْل اور قوّۃ کو رفع ہے تو جواب دہندہ نے حوْل اور قوّۃ کو مرفوع کہا تاکہ سوال اور جواب دونوں میں مطابقت رہے۔ یہ صورت میں نے شرح جامی سے نقل کی ہے۔

نحو میر کے حاشیہ پر یہ کہا ہے کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ میں لا بمعنی لَیْسَ ہے تو اس صورت میں حول و قوۃ کو رفع عامل لفظی لیس کا ہو گا، کوئی سی صورت لیجائے یہاں بھی اس کی دو اصلیں نکلیں گی۔

تیسری وجہ لَاحَوْلُ وَلَا قُوَّۃَ اِلاَّ بِاللّٰہِ ہے، اس میں پہلا لاَ معنی میں لیس ہے اور دوسرا لا نفی جنس کا ہے۔ اس صورت میں اصل اس کی ایک ہو گی یعنی لَاحَوْلُ مَوْجُوْدًا اِلاَّ بِاللّٰہِ وَلَا قُوَّۃَ مَوْجُوْدٌ اِلاَّ بِاللّٰہِ وجہ اس کی یہ ہے کہ جو لا لیس کے معنیٰ میں ہے اس کا عمل ویسا ہی ہو گا جیسا لیس کا ہے یعنی اسم کو رفع اور خبر کو نصب اور جو لا نفی جنس کا ہے اس کا اسم یا مضاف منسوب ہو گا یا مبنی فتحہ پر ہو گا، خبر اس کی ہر حال میں مرفوع ہو گی، اس لئے اصل صرف ایک ہی ہوئی یعنی ہر ایک لا کا اسم اور خبر الگ الگ ہو گا۔

اور اگر اس صورت مذکور میں دونوں کی ایک خبر نکالیں تو پہلا لا چاہے گا کہ میں اس

خبر کو نصب دوں، کیونکہ وہ لیس کے معنیٰ میں ہے اور دوسرا لا نفی جنس کا چاہے گا کہ میں اس کو رفع دوں تو بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک شے ایک وقت میں مرفوع بھی ہو اور منصوب بھی لہٰذا اس صورت میں یوں نہیں کہہ سکتے کہ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ مَوْجُوْدٌ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ بلکہ یوں کہیں گے لَاحَوْلَ مَوْجُوْدًا اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَا قُوَّةَ مَوْجُوْدٌ اِلَّا بِاللّٰہِ پہلے لا نے مَوْجُوْدًا کو نصب دیدیا دوسرے لا نے مَوْجُوْدٌ کو رفع دیدیا۔

چوتھی صورت یعنی پہلا لا نفی جنس کا ہوگا اور دوسرا لا زائد ہے محض پہلے کی تاکید کے لئے ملایا گیا ہے۔ اس صورت میں قُوَّةٌ کو رفع دینے کی وجہ یہ ہے کہ قُوَّةٌ کا عطف حَوْلَ کی جگہ پر ہے لفظ حَوْلَ پر نہیں اور حَوْلَ جگہ میں رفع کی ہے، کیونکہ رفع دینے والا عامل معنوی ہے۔

یہاں دونوں صورتیں ہو سکتی ہیں یعنی حول اور قُوَّة کی ایک خبر نکالی جائے، یہ بھی درست ہے اور اگر الگ الگ خبر نکالی جائے یہ بھی درست ہے۔

پانچویں صورت یہ ہے کہ پہلے کو مبنی فتحہ پر کیا جائے بوقت لا نفی جنس کا ہوگا اور دوسرا منصوب ہوگا، وجہ نصب ثانی کی یہ ہے کہ دوسرا لا زائد ہے، محض پہلے لا کی تاکید کے لئے لایا گیا ہے۔ قوۃ کا عطف حول کے لفظ پر ہوگا، لہٰذا ثانی کو نصب آئے گا۔

سوال - جب ثانی کا عطف حول کے لفظ پر ہوا تو حول مبنی ہے، قوۃ کو بھی مبنی فتحہ پر کرنا چاہئے؟

جواب: بے شک قوۃ کا عطف حول کے لفظ پر ہے اور حول مبنی فتحہ پر ہے، یہ سب تسلیم مگر قوۃ کا عطف حول کے لفظ پر کر کے قوۃ کو مبنی فتحہ پر نہیں کر سکتے، اس وجہ سے کہ حول کا مبنی ہونا عارضی ہے محض مِنْ کی وجہ سے حول مبنی ہوا تو حول کا فتحہ ایسا ہے جیسا کہ معرب کی حرکت لہٰذا جس کا اس پر عطف کریں گے اس کو معرب منصوب ہی رکھیں گے، عارضی بناء ایسی قوی نہیں ہوتی کہ جس کی وجہ سے اس کا معطوف بھی مبنی ہو جائے۔ اس پانچویں صورت میں بھی جائز ہے کہ دونوں اسموں کی ایک خبر نکالیں اور یہ بھی جائز ہے کہ دونوں کے لئے علیحدہ علیحدہ خبر نکالیں

پنجم حروف ندا و آں پنج ست یَا و اَیَا و ھَیَا و اَیْ و ھمزۂ مفتوحہ۔ و ایں حروف

منادیٰ مضاف را نصب کنند، چوں یَا عَبْدَ اللّٰہِ و مشابہ مضاف را، چوں

یَا طَالِعًا جَبَلًا و نکرہ غیر معین را چنانکہ اعمٰی گوید یَا رَجُلًا خُذْ بِیَدِیْ و منادی مفرد معرفہ مبنی باشد بر علامت رفع چوں یَا زَیْدُ و یَا زَیْدَانِ و یَا مُسْلِمُوْنَ و یَا مُوْسٰی و یَا قَاضِیْ. بدانکہ ای و ہمزہ مفتوحہ برائے نزدیک ست و ایا و ھیا برائے دور و یا عام ست.

جو حروف اسم میں عمل کرتے ہیں ان کی پانچویں قسم حروف ندا ہیں. ندا مصدر ہے اس کے معنٰی پکارنا، بلانا، جو شخص پکارے اس کو منادی کہتے ہیں اور جس شخص کو بلایا جائے اس کو منادٰی کہتے ہیں اور جن حروف کے ذریعہ سے بلایا جائے ان حروف کو حروف ندا کہتے ہیں ایسے حروف کہ جن کے ذریعہ سے پکارا جائے وہ کل پانچ ہیں. ایک یَا دوسرا اَیَا تیسرا ھَیَا چوتھا اَیْ، پانچواں اَ کہ جس کو ہمزہ مفتوحہ کہتے ہیں.

سوال. یہ حروف اسم میں کیا عمل کرتے ہیں ؟

جواب. ان حروف کے عمل میں کچھ تفصیل ہے، اگر منادٰی مضاف یا مشابہ مضاف کے ہو یا منادی نکرہ غیر معین ہو ان تینوں صورتوں میں یہ حروف منادٰی کو نصب کریں گے.

مثال اس منادٰی کی جو مضاف ہو جیسے یَا عَبْدَ اللّٰہِ دیکھو یا عبد اللہ میں عبد منادی ہے اللہ کی طرف مضاف ہے لہذا عبد کی دال پر نصب پڑھیں گے.

مثال اُس منادٰی کی جو مشابہ مضاف کے ہو جیسے یَا طَالِعًا جَبَلًا یعنی اے چڑھنے والے پہاڑ کے، اس مثال میں طَالِعًا منادٰی ہے اور مشابہ مضاف کے ہے اس وجہ سے اس کو بھی نصب ہی پڑھا جائے گا.

سوال. مشابہ مضاف کس کو کہتے ہیں ؟

جواب جو ناتمام ہونے میں ایسا ہو جیسے مضاف ہوا کرتا ہے. یعنی مضاف کے معنٰی بغیر مضاف الیہ کے ساتھ ملے پورے نہیں ہوتے ایسے ہی مشابہ مضاف میں پہلا اسم بغیر دوسرے اسم کے ملائے ہوئے اپنے معنٰی نہیں بتا سکتا، مثلاً تم نے یوں کہا یَا طَالِعًا اس کے معنٰی ہیں اے چڑھنے والے. یہاں تک معنٰی ناتمام ہیں. جب اس کے ساتھ ملایا جَبَلًا تو معنٰی پورے ہو گئے یعنی اے پہاڑ کے چڑھنے والے، مثال اس منادی کی جو نکرہ غیر معین ہو جیسے یَا رَجُلًا خُذْ بِیَدِیْ. اس مثال میں منادٰی رَجُلًا ہے اس کو بھی نصب ہی پڑھا جائے گا.

خلاصہ یہ ہوا کہ تین قسم کے منادٰی کو نصب ہو گا، ایک منادٰی مضاف کو، دوسرے منادی

مشابہ مضاف کو، تیسرے منادی نکرہ غیر معین کو۔
سوال۔ نکرہ تو غیر معین ہوتا ہے تو پھر یہ کیوں کہا کہ نکرہ غیر معین کو یہ حروف نصب دیں گے
جواب یہ تمہارا کہنا درست ہے کہ نکرہ غیر معین ہوتا ہے مگر قاعدہ یہ ہے کہ جس وقت کوئی آنکھوں والا نکرہ پر حرفِ ندا داخل کر کے پکارے تو وہ نکرہ حرفِ ندا کی وجہ سے معرفہ ہو جاتا ہے جیسا کہ تم کو معرفہ کی پانچویں قسم میں معلوم ہو چکا۔ اور اگر نابینا نکرہ پر حرفِ ندا داخل کر کے پکارے تو وہ نکرہ جیسے حرفِ ندا کے داخل ہونے سے پہلے نکرہ تھا ایسے ہی بعد حرفِ ندا کے نکرہ رہے گا کیونکہ نابینا کسی کو متعین کر کے نہیں پکارتا وہ تو اپنی مدد اور سہولت کے لئے پکارتا ہے جو بھی کرے وہی اس نابینا کا منادیٰ ہے، مثلاً جس وقت نابینا نے کہا یَا رَجُلاً خُذْ بِیَدِیْ تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ کوئی متعین شخص اس کا ہاتھ پکڑے بلکہ مقصد یہ ہے کہ جو بھی مرد ہو وہ میرا ہاتھ پکڑ لے تاکہ چوٹ نہ کھاؤں، بھٹک نہ جاؤں۔
اگر منادیٰ مفرد معرفہ ہو تو ایسی صورت میں منادیٰ مبنی ہوگا رفع کی علامت پر جیسے یَا زَیْدُ یا زید میں زید منادیٰ ہے مفرد ہے، معرفہ ہے، اوپر تین قسموں میں سے کسی قسم میں داخل نہیں لہذا اس کو رفع پر مبنی کیا جائے گا اور جیسے یَا زَیْدَانِ۔ اس مثال میں زَیْدَانِ منادیٰ ہے مبنی ہے رفع کی علامت پر یعنی الف پر کیونکہ تثنیہ میں حالت رفعی میں الف ہوتا ہے تو اس مثال میں زیدان کو الف پر مبنی کر دیا۔
سوال۔ زیدان مفرد نہیں یہ تو تثنیہ ہے؟
جواب۔ مراد مفرد سے یہ ہے کہ مضاف نہ ہو، مشابہ مضاف نہ ہو، نکرہ غیر معین نہ ہو چاہے تثنیہ ہو، جمع ہو۔ کیونکہ مفرد جس وقت مقابلہ میں مضاف کے ہوگا اس مفرد میں تثنیہ جمع سب داخل ہوں گے اور جیسے یَا مُسْلِمُوْنَ اس منادیٰ میں علامت رفع کی واؤ ہے، لہذا مسلمون کو حرفِ ندا کے داخل ہونے کے بعد واؤ پر مبنی کر دیا اور جیسے یَا مُوْسٰی و یَا قَاضِیْ و یَا رَجُلُ ان تمام صورتوں میں منادیٰ رفع کی علامت پر مبنی ہوتا ہے۔
سوال۔ مثال سے مقصود قاعدہ اور قانون کو سمجھانا اور دل نشین کرنا ہوتا ہے اور یہ فائدہ ایک مثال سے حاصل ہو جاتا، اس قدر زائد مثالیں کیوں دیں؟
جواب۔ یہ تمہارا کہنا درست ہے کہ مثال سے قانون کی وضاحت ہوا کرتی ہے اور وہ ایک مثال سے حاصل ہو سکتی ہے مگر یہاں بغیر ان سب مثالوں کے منادیٰ مبنی کے قانون

کی وضاحت نہیں ہوسکتی کیونکہ علامت رفع کی تین ہیں، ایک ضمہ، ایک الف، ایک واؤ، پھر رفع کی دو قسمیں ہیں ایک رفع لفظی اور ایک تقدیری۔ یَا زَیْدُ مثال ہے رفع لفظی کی، یَا زَیْدَانِ مثال ہے اس رفع کی جو الف کی شکل میں پایا جاتا ہے۔ یَا مُسْلِمُوْنَ مثال ہے اس رفع کی جو واؤ کی شکل میں پایا جاتا ہے۔ یَا مُوْسٰی مثال ہے رفع تقدیری کی کہ جس کا لفظ پر آنا محال ہے۔ یَا قَاضِیْ مثال ہے اُس رفع تقدیری کی کہ جو لفظوں میں آسکتا ہے مگر ثقالت کی وجہ سے نہیں لاتے لہذا ان وجوہات سے اتنی مثالیں منادیٰ مبنی کی لائی گئیں۔

سوال۔ ان پانچوں حرفوں کے استعمال کا طریقہ کیا ہے؟

جواب۔ اس کی تفصیل اس طرح سے ہے کہ اگر منادیٰ یعنی وہ شخص کہ جس کو پکارنا مقصود ہے قریب ہو تو اس وقت اَیْ اور ھمزہ سے ندا دیجائے گی، اگر وہ شخص کہ جس کو بلانا ہے دور ہو تو اس وقت اَیَا اور ھَیَا کا استعمال ہوگا۔ اور یَا حرفِ ندا ایسا حرف ہے کہ چاہے اس سے قریب کو پکارلو یا دور کو پکارلو، دونوں جگہ کام دیتا ہے۔ اس منادیٰ کی بحث میں بہت سی چیزیں ہیں کہ جن کو یہاں اس وجہ سے چھوڑتا ہوں کہ مبتدی کا ذہن پریشان نہ ہو جس وقت شرح جامی پڑھوگے تو بشرط سمجھ سب معلوم ہو جائے گا۔

فصل دوم در حروفِ عاملہ در فعل مضارع، وآں بر دو قسم است، قسم اول حرو فیکہ فعل مضارع را نصب کنند، وآں چہار است، اول چوں اُرِیْدُ اَنْ تَقُوْمَ وآں با فعل بمعنی مصدر باشد یعنی اُرِیْدُ قِیَامَكَ وبدیں سبب اورا مصدریہ گویند، دوم لَنْ چوں لَنْ یَّخْرُجَ زَیْدٌ ولَنْ برائے تاکید نفی است، سوم کَیْ چوں اَسْلَمْتُ کَیْ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ چہارم اِذَنْ چوں۔ اِذَنْ اُکْرِمُكَ در جواب کسے کہ گوید اَنَا اٰتِیْكَ غَدًا۔

تم کو اوپر معلوم ہو چکا کہ معرب دو چیزیں ہیں ایک اسم متمکن اور دوسرا فعل مضارع، اسم معرب میں جو حروف عمل کرتے ہیں وہ اس باب کی فصل اول میں بیان کر دیئے گئے۔ فصل دوم میں ان حروف کا بیان ہے جو فعل مضارع میں عمل کرتے ہیں، فعل مضارع میں جو حروف عمل کرتے ہیں وہ دو قسم کے ہیں، نصب دینے والے اور جزم دینے والے۔ جو حروف نصب دیتے ہیں ان کا نام حروف ناصبہ ہے اور جو جزم دیتے ہیں ان کا نام حروف جوازم ہے مضارع کو نصب دینے والے حروف چار ہیں ایک اَنْ، دوسرا لَنْ، تیسرا کَیْ، چوتھا اِذَنْ یہ حروف

جس وقت مضارع پر داخل ہوں گے پانچ صیغوں میں نصب کریں گے اور سات جگہ نونِ اعرابی کو ساقط کردیں گے جس کی تفصیل مضارع کے اعراب بیان کرتے وقت گذر چکی۔

مثال اس مضارع کی جو کہ ان ناصبہ کی وجہ سے منصوب ہوا اَنْ تَقُوْمَ ہے۔ ان آنے سے پیشتر تَقُوْمُ کی میم پر رفع تھا، جس وقت یہ کہا کہ اُرِیْدُ اَنْ تَقُوْمَ تو اس وقت تَقُوْمُ کی میم پر اَنْ کی وجہ سے نصب ہوگیا، معنیٰ اس کے یہ ہوئے میں ارادہ کرتا ہوں تیرے کھڑے ہونے کا۔

سوال۔ تَقُوْمُ فعل مضارع ہے اور آپ نے اس کے معنیٰ مصدر کے کردیئے اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس وقت فعل مضارع پر اَنْ ناصبہ داخل ہوگا تو وہ مضارع جو اَنْ کا مدخول ہے مصدر کے معنیٰ میں ہوجاتا ہے جیسے اَنْ تَقُوْمَ معنیٰ میں قِیَامَكَ کے ہوگیا، اور جیسے اَنْ تَضْرِبَ معنیٰ میں ضَرْبَكَ کے ہوگیا، یہی وجہ ہے کہ اس اَنْ کو اَنْ مصدریہ کہتے ہیں۔

دوسرا حرف مضارع کو نصب دینے والا لن ہے جیسے لَنْ یَّخْرُجَ زَیْدٌ یعنی ہرگز نہیں نکلے گا زید۔ یہ بھی پانچ جگہ نصب کرے گا اور سات جگہ نون اعرابی کو ساقط کرےگا یہ لن مضارع پر داخل ہوکر زمانۂ آئندہ میں نفی مؤکد کرتا ہے۔

تیسرا حرف نصب دینے والا کی ہے جیسے اَسْلَمْتُ کَیْ اَدْخُلَ الْجَنَّۃَ اس مثال میں اَدْخُلُ مضارع ہے۔ کی جس وقت داخل ہوگیا تو ادخل کے اخیر حرف پر نصب ہوگیا، معنیٰ اس کے یہ ہیں یعنی اسلام لایا میں تاکہ داخل ہوجاؤں میں جنت میں۔

چوتھا حرف مضارع کو نصب دینے والا اِذَنْ ہے جیسے اِذَنْ اُکْرِمَكَ۔ اِذَنْ کے داخل ہونے کی وجہ سے اُکْرِمُ کی میم پر نصب ہوگیا۔ اِذَنْ اُکْرِمَكَ اس وقت کہیں گے جبکہ کوئی شخص یہ کہہ چکا ہو اَنَا اٰتِیْكَ غَدًا یعنی میں تیرے پاس کل کو آؤں گا تو یہ کلام سننے والا یہ جواب دے گا کہ اِذَنْ اُکْرِمَكَ یعنی میں اس وقت آپ کا اکرام و اعزاز کروں گا۔ مطلب یہ ہوا کہ جس وقت کل کو آپ میرے یہاں تشریف لائیں گے تو میں جناب کا اعزاز کروں گا، جس قدر ہوسکے گا خاطر تواضع کروں گا۔

وبداں کہ آں بعد از شش حرف مقدر باشد و فعل مضارع را نصب کند

حتیٰ چوں مَرَرْتُ حَتّٰی اَدْخُلَ الْبَلَدَ ولام جحد نحو، مَاکَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ
و اَوْ بمعنی اِلٰی اَنْ یا اِلَّا اَنْ نحو، لَاَلْزِمَنَّکَ اَوْ تُعْطِیَنِیْ حَقِّیْ، و واو الصرف، و
لام کی و فا کہ در جواب شش چیز است. امر و نہی و نفی و استفہام و تمنی و عرض
و امثلتھا مَشْھُوْرَۃٌ۔

اَنْ، لَنْ، کَیْ، اِذَنْ۔ ان چاروں حرفوں کا مضارع کو نصب دینا تو ایک کھلی ہوئی بات ہے، ہر طالب علم ایسے مقامات پر کہ جہاں ان میں سے کوئی حرف مضارع پر داخل ہو نصب دیدیتا ہے۔ ان چار موقعوں کے علاوہ اور چھ جگہ ہیں کہ جہاں مضارع کو نصب ہوتا ہے ان کو سمجھنے کے لئے کچھ توجہ درکار ہے، یاد رکھو کہ اُن چھ جگہوں میں بھی اَنْ ہی نصب دیتا ہے مگر لفظوں میں نہیں ہوتا بلکہ مقدر ہو کر نصب دیتا ہے۔ وہ چھ جگہ کہ جہاں اَنْ مقدر ہو کر فعل مضارع کو نصب دیتا ہے یہ ہیں:
ایک حتّٰی کے بعد اَنْ مقدر ہوگا۔ لامِ جحد کے بعد مقدر ہوگا، اور اَوْ کے بعد جو کہ اِلٰی اَنْ یا اِلَّا اَنْ کے معنیٰ میں ہو اور واؤ الصرف کے بعد اور لامِ کی کے بعد ہوگا۔ اور اس فا کے بعد مقدر ہوگا جو جواب میں چھ چیزوں کے واقع ہوتی ہے امر و نہی و نفی و استفہام و تمنی و عرض۔
مثال اُس مضارع کی کہ جو حتّٰی کے بعد منصوب ہوتا ہے جیسے۔ مَرَرْتُ حَتّٰی اَدْخُلَ الْبَلَدَ اصل عبارت اس طرح ہے حَتّٰی اَنْ اَدْخُلَ الْبَلَدَ۔

سوال۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ حتّٰی کے بعد اور اَدْخُلَ سے پہلے اَنْ مقدر ہوتا ہے۔

جواب یہ ہے کہ ادخل فعل ہے اور حتّٰی حرف جار ہے، یہ تم کو پہلے معلوم ہو چکا کہ حرفِ جر اسم پر داخل ہوا کرتا ہے اور یہاں فعل پر داخل ہے جو کہ قانون نحوی کے خلاف ہے۔ جب یہ بات بتادی گئی کہ حتّٰی کے بعد اَنْ ناصبہ مقدر ہے تو اس وقت حتّٰی کا داخل ہونا ادخل پر درست ہوگیا کیونکہ اَنْ کی وجہ سے ادخل فعل نہ رہا بلکہ تاویلِ مصدر ہوگیا اور مصدر اسم ہے لہٰذا اس وقت حتّٰی اسم پر داخل ہے فعل پر نہیں کیونکہ معنیٰ ادخل کے دخول کے ہوگئے۔
مثال اُس مضارع کی جو کہ لامِ جحد کے بعد واقع ہو کر اَنْ کے مقدر ہونے کی وجہ سے منصوب ہوتا ہے مَاکَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ میں لِیُعَذِّبَھُمْ ہے، اس کی اصل لِاَنْ یُعَذِّبَھُمْ تھی جب اَنْ یہاں سے مقدر ہوگیا تو لامِ جحد مضارع سے موصول ہوگیا، یہ لامِ جحد بھی حرفِ جر ہے

یہاں بھی وہی سوال ہے اور وہی جواب ہے کہ جو حتّٰی میں گذر چکا۔
مثال اس مضارع کی جو اَوْ کے بعد واقع ہو کر منصوب ہوتا ہے لَاَلْزِمَنَّكَ اَوْتُعْطِيَنِيْ حَقِّيْ میں اَوْتُعْطِيَنِيْ ہے اس کی اصل یا تو اِلیٰ اَنْ تُعْطِيَنِيْ ہے یا اِلَّا اَنْ تُعْطِيَنِيْ ہے، یہاں ان دونوں صورتوں میں اَنْ موجود ہے۔
واو الصرف اُس واوٗ کو کہتے ہیں کہ جس کا ما بعد اسکے ماقبل پر معطوف نہ ہو سکے جیسے لَاتَنْهَ عَنْ خُلُقٍ وَتَاْتِيَ مِثْلَهٗ۔
مثال اُس مضارع کی جو بعد لام کَیْ کے بعد منصوب ہوتا ہے جیسے سِرْتُ لِاَدْخُلَهَا اصل اس کی لِاَنْ اَدْخُلَ تھی۔ لام کَیْ بھی لام جارہ ہوتا ہے، سوال و جواب حتّٰی میں جو گذرے وہی یہاں عود کریں گے۔
زُرْنِيْ فَاُكْرِمَكَ۔ فا جو اُكْرِمَكَ پر داخل ہے یہ وہ فاء ہے کہ زُرْنِيْ امر کے جواب میں واقع ہوئی اور اس فاء کے بعد اَنْ مقدر ہے، اس وجہ سے اس کا مدخول منصوب ہوگا لَاتَشْتِمْنِيْ فَاَضْرِبَكَ۔ فاضربك پر جو فاء داخل ہے یہ وہ فاء ہے کہ جو نہی لَاتَشْتِمْنِيْ کے جواب میں واقع ہوئی ہے لہذا اس کا مدخول بھی منصوب ہوگا۔
هَلْ عِنْدَكُمْ مَاءٌ فَاَشْرَبَهٗ۔ فاء جو اَشْرَبَ پر داخل ہے یہ وہ فاء ہے کہ جو هَلْ استفہام کے جواب میں واقع ہوئی ہے لہذا اس کا مدخول بھی منصوب ہوگا
مَاتَاْتِيْنَا فَتُحَدِّثَنَا۔ فتحدثنا پر جو فاء داخل ہے یہ وہ فاء ہے کہ مارنفی کے جواب میں واقع ہوئی ہے اسی وجہ سے فَتُحَدِّثَنَا جو اصل میں تُحَدِّثُ ہے منصوب ہوگا۔
لَيْتَ لِيْ مَالٌ فَاُنْفِقَهٗ میں جو فاء فانفقه پر ہے یہ وہ فاء ہے کہ تمنی لیت کے جواب واقع ہوئی یہی وجہ ہے کہ فاء کے مدخول اُنْفِقَ کو منصوب۔ اَنْ مقدر ہونے کی وجہ سے پڑھیں گے۔
اَلَاتَنْزِلُ بِنَا فَتُصِيْبَ خَيْرًا میں تُصِيْبَ پر جو فاء داخل ہے یہ وہ فاء ہے کہ جو اَلَا کے جواب میں واقع ہوئی ہے لہذا فَتُصِيْبَ کی باء کو اَنْ مقدرہ کی وجہ سے منصوب پڑھیں گے۔

قسم دوم حروفے کہ فعل مضارع را بجزم کنند و آں پنج است لَمْ و لَمَّا و لام امر ولاء نہی و اِنْ شرطیہ چوں لَمْ يَنْصُرْ وَلَمَّا يَنْصُرْ، وَلَاتَنْصُرْ وَاِنْ تَنْصُرْ اَنْصُرْ بدانکہ اِنْ در دو جملہ رود چوں اِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ. جملہ اول را شرط گویند و جملۂ دوم جزاء۔ و اِنْ برائے مستقبل ست اگرچہ در ماضی رود چوں اِنْ ضَرَبْتَ

ضَرَبْتُ، وانیجا جزم تقدیری بود، زیرا کہ ماضی معرب نیست و بدانکہ چوں جزاء شرط جملہ اسمیہ باشد یا امر یا نہی یا دعا، فا در جزا آوردن لازم بود، چنانکہ گوئی، اِنْ تَاْتِنِیْ فَاَنْتَ مُکْرَمٌ واِنْ رَاَیْتَ زَیْدًا فَاَکْرِمْہُ واِنْ اَتَاکَ عَمْرٌو فَلَا تُہِنْہُ واِنْ اَکْرَمْتَنِیْ فَجَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا .

حروف نواصب کا بیان تو ختم ہوا، دوسری قسم میں اُن حروف کا بیان ہے کہ جو فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں، فعل مضارع کو جزم کرنے والے حروف پانچ ہیں لَمْ و لَمَّا، لام امر، لا نہی، ان شرطیہ۔ یہ پانچوں حروف فعل مضارع کو اس وقت جزم دیں گے جبکہ اس کے آخر میں حرف علت نہ ہو، اگر حرف علت مضارع کے آخر میں ہوگا تو بجائے جزم کے وہی خود گر پڑے گا، ان پانچوں جوازم میں سے پہلا لَمْ ہے، لَمْ جس وقت مضارع پر داخل ہوگا تو جزم تو اس کو کرے گا ہی ساتھ اس کے یہ بھی کرے گا کہ مضارع کو ماضی منفی کے معنیٰ میں کر دے گا جیسے لَمْ یَنْصُرْ معنیٰ میں مَا نَصَرَ کے ہوگیا.

دوسرا حرف حروف جوازم میں سے لَمَّا ہے اس کا بھی وہی حال ہے جو لَمْ کا اوپر مذکور ہوا کچھ فرق معنوی ہے وہ یہ ہے کہ لَمْ وقتی نفی کرتا ہے لَمْ یَنْصُرْ یعنی مدد نہیں کی، اس کا مقصد یہ نہیں کہ کبھی بھی گذرے ہوئے زمانہ میں مدد نہیں کی بلکہ مقصد اس کا یہ ہے کہ جس وقت یہ کہا گیا کہ مدد نہیں کی بس اس وقت نفی ہوگئی، ہوسکتا ہے کہ پہلے کبھی مدد کی ہو بخلاف لَمَّا یَنْصُرْ کے اس کا مقصد یہ ہے کہ اس وقت تک کبھی بھی زمانہ گذرے میں مدد نہیں کی، گویا گذرے ہوئے تمام زمانوں میں نفی ہی نفی پھیلی ہوئی ہے .

تیسرا لا نہی کا ہے، لا نہی جس وقت مضارع پر داخل ہوگا تو مضارع کو جزم دیگا، اگر اس کے اخیر میں حرف علت نہ ہو. اس لا نہی سے مقصود متکلم کا یہ ہوتا ہے کہ مخاطب جو کام کر رہا ہے متکلم اس کو چھوڑ دے، مثلاً کسی نے کہا کہ لَا تَنْصُرْ مت مدد کر. مقصد یہ ہے کہ مخاطب پہلے سے مدد کر رہا ہے متکلم اس کو روکتا ہے. خلاصہ یہ ہوا کہ مخاطب فعل کو ترک کر دے .

چوتھا لام امر ہے. جس وقت مضارع پر داخل ہوگا وہ جزم کر دے گا، اگر حرف علت نہ ہو۔ مقصود لام امر سے یہ ہے کہ مخاطب فعل کو وجود میں لائے. یہ لام امر لا نہی کی ضد ہے جیسے لِیَنْصُرْ۔ لَمْ۔ لَمَّا۔ لام امر۔ لائے نہی ان چاروں سے ایک ایک فعل مضارع کو جزم ہوگا .

پانچواں اِنْ شرطیہ یہ جس وقت مضارع پر یا ماضی پر داخل ہوگا معنیٰ میں مستقبل کے

کردے گا اور جس قدر فعل مضارع شرط اور جزا میں آئیں گے سب کو جزم دے گا، جیسے، اِنْ تَنْصُرْ اَنْصُرْ۔ اِنْ شرطیہ دو جملوں پر داخل ہوتا ہے، جملہ اول کو شرط کہتے ہیں، اور جملۂ دوم کو جزا کہتے ہیں اِنْ تَنْصُرْ اَنْصُرْ میں تَنْصُرْ شرط ہے اور اَنْصُرْ جزا ہے اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ میں پہلا شرط ہے اور دوسرا جزا ہے۔

سوال۔ جب اِنْ اپنے مدخول کو جزم دیتا ہے تو ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ کو جزم کیوں نہیں دیا

جواب۔ اس جگہ جزم ہے مگر تقدیری ہے کیونکہ اوپر گذرچکا کہ ماضی مبنی ہوتی ہے۔ اِنْ شرطیہ کا مدخول ایک شرط ہوتا ہے اور ایک جزا ہوتا ہے تو جزا کے متعلق کچھ تفصیل ہے، وہ یہ ہے کہ جس وقت شرط کی جزا جملہ اسمیہ ہو جیسے اِنْ تَاْتِنِیْ فَاَنْتَ مُکْرَمٌ۔ تو جزا پر فا کا لانا لازم ہے اس مثال میں اِن حرف شرط ہے اَنْتَ مُکْرَمٌ جملہ اسمیہ اس کی جزا ہے لہذا اس پر فا لائی گئی بجائے اَنْتَ کے فَاَنْتَ کہیں گے اسی طرح اگر شرط کی جزا امر ہو تو تب بھی فا کا لانا لازم ہے جیسے اِنْ رَاَیْتَ زَیْدًا فَاَکْرِمْہُ۔ اس مثال میں اِنْ حرف شرط ہے، رَاَیْتَ شرط ہے، اَکْرِمْہُ امر ہے جو جزا ہے شرط کی لہذا اس پر فار کا لانا ضروری ہوا۔ اسی طرح اگر شرط کی جزا نہی ہو تب بھی فار لانا ضروری ہے، جیسے اِنْ اَتَاکَ عَمْرٌو فَلَا تُہِنْہُ۔ اس مثال میں اِنْ حرف شرط ہے اَتَاکَ عَمْرٌو شرط ہے لَا تُہِنْہُ اس کی جزا ہے لہذا اس پر فار لائی گئی ایسے ہی جس وقت شرط کی جزا جملہ ہو فار کا لانا لازم ہے جیسے اِنْ اَکْرَمْتَنِیْ فَجَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا۔ اس مثال میں اِن حرف شرط ہے اکرمتنی شرط ہے جزاك الله خيرا جملہ دعائیہ جزا ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ شرط کی جزا ان چیزوں میں سے جو بھی ہو فار کا لانا جزا پر ضروری ہے پہلا باب حروف عاملہ کا ختم ہوا۔

باب دوم در عمل افعال۔ دوسرے باب میں فعلوں کا عمل بیان کیا جاتا ہے۔

بدانکہ ہیچ فعل غیر عامل نیست وافعال در عمل بر دو گونہ است، قسم اول معروف

بدانکہ فعل معروف خواہ لازم باشد خواہ متعدی فاعل را برفع کند۔ چوں قَامَ زَیْدٌ وضَرَبَ عَمْرٌو وشش اسم را بنصب کند۔

پچھلے باب میں حروف عاملہ کا بیان تھا اس باب میں افعال عاملہ کا بیان شروع ہوتا ہے تیسرے باب میں اسمار عاملہ کا بیان آئے گا۔ پہلے باب میں حروف عاملہ کے متعلق یہ بتایا کہ پانچ قسم کے حروف تو اسم میں عمل کرتے ہیں اور دو قسم کے حروف فعل مضارع میں عمل کرتے ہیں۔ اس بیان سے یہ ثابت ہوا کہ جس قدر حروف ان ساتوں قسموں میں بیان

کر دیئے گئے یہ تو عمل کریں گے چاہے اسم میں کریں جیسے کہ پانچوں قسموں میں بیان کئے گئے، اور جو حروف ان کے علاوہ ہیں وہ غیر عاملہ ہوں گے۔ آگے تیسرے باب میں بیان کریں گے جو کہ اسم میں عمل کرتے ہیں وہ گیارہ قسموں کے اندر بیان کئے جاتے ہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ وہ اسماء کہ جو ان گیارہ قسموں سے خارج ہیں وہ عمل نہ کریں گے۔ خلاصہ کے طور پر تم یہ کہہ سکتے ہو کہ بعض حروف عاملہ ہیں اور بعض حروف غیر عاملہ ہیں ایسے ہی بعض اسم عاملہ ہیں اور بعض اسم غیر عاملہ ہیں۔ اس دوسرے باب میں مصنفؒ فرماتے ہیں کہ فعل کوئی ایسا نہ پاؤ گے کہ جو عمل نہ کرتا ہو، ہر ہر فعل عامل ہے چاہے معروف ہو چاہے مجہول ہو، چاہے فعل تام ہو چاہے فعل ناقص ہو، چاہے فعل مدح ہو چاہے فعل ذم ہو، چاہے فعل تعجب ہو، چاہے فعل غیر تعجب ہو، چاہے فعل مقارب ہو یا غیر مقارب ہو، چاہے فعل لازم ہو یا فعل متعدی ہو عمل ضرور کریگا۔ یہ دوسری بات ہے کہ عمل میں مختلف ہوں یا کم اور زائد ہوں مگر یہ نہ ہوگا کہ کوئی فعل غیر عامل ثابت ہو جائے، اسی کو پیش نظر رکھتے ہوئے مصنفؒ نے کہا بدانکہ ہیچ فعل غیر عامل نیست۔ یعنی کوئی فعل ایسا نہیں کہ جو عمل نہ کرے۔ البتہ فعل معروف اور فعل مجہول کے عمل میں فرق ہے، فعل معروف جیسا بھی ہو یعنی لازم ہو یا متعدی فاعل کو رفع ضرور کرے گا جیسے قَامَ زَیْدٌ یہ مثال ہے فعل لازم کی، اس قَامَ نے زَیْدٌ کو رفع دیا کیونکہ قَامَ کا فاعل زَیْدٌ ہے۔ قَامَ فعل لازم ہے کیونکہ یہ مشتق ہے قیام سے۔ قِیَامٌ کے معنیٰ کھڑا ہونا تو زید کا کھڑا ہونا زید کی ذات تک ہے۔ زید سے آگے متعدی نہیں ہوا۔ دوسری مثال فعل معروف کی ضَرَبَ زَیْدٌ ہے ضَرَبَ فعل ہے۔ زَیْدٌ اس کا فاعل ہے لہٰذا ضَرَبَ نے زَیْدٌ کو رفع دیدیا۔ ضَرَبَ فعل متعدی ہے کیونکہ ضَرَبَ یعنی مارنا صادر ہوا زید سے اور پڑا دوسرے پر مگر فاعل کو رفع دینے میں قَامَ لازم اور ضَرَبَ متعدی، دونوں برابر ہیں جس طرح کہ فعل معروف خواہ لازم ہو خواہ متعدی چھ اسموں کو نصب کرے گا۔ وہ چھ اسم یہ ہیں کہ جن کو صاحب نحو میر بیان کرتے ہیں۔

اول مفعول مطلق را چوں قَامَ زَیْدٌ قِیَامًا وضَرَبَ زَیْدٌ ضَرْبًا۔

ان چھ اسموں کا پہلا مفعول مطلق ہے، مفعول مطلق کو ہمیشہ نصب ہوگا۔ دیکھو ان دونوں مثالوں میں دو مفعول مطلق ہیں پہلا قِیَامًا دوسرا ضَرْبًا ۔ قِیَامًا کو نصب قَامَ نے دیا اور ضَرْبًا کو نصب ضَرَبَ نے دیا۔ پہلی مثال کے معنیٰ ہیں کھڑا ہوا زید کھڑا ہونا

دوسری مثال کے معنیٰ ہیں مارا زید نے مارنا۔ پہلی مثال فعل لازم کی ہے اور دوسری مثال فعل متعدی کی ہے۔

دوم مفعول فیہ را چوں صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وجَلَسْتُ فَوْقَكَ۔

دوسرا وہ اسم کہ جس کو فعل معروف نصب دے گا مفعول فیہ زمان اور مکان ہے۔ پہلی مثال میں یوم الجمعۃ مفعول فیہ زمان ہے اور دوسری مثال میں مفعول فیہ فوقك ہے جو کہ مفعول فیہ مکان ہے کیونکہ پہلی مثال کے معنیٰ ہیں کہ روزہ رکھا میں نے جمعے کے دن۔ ظاہر ہے کہ دن زمان ہے۔ دوسری مثال کے معنیٰ ہیں بیٹھا میں اوپر تیرے تو ظاہر ہے کہ اوپر جس جگہ بھی بیٹھے گا وہ مکان ہی ہوگا۔ مکان سے مراد جگہ ہے چاہے مخاطب کا سر ہو۔ مکان سے مراد خاص اصطلاحی مکان نہیں ہے۔

سوم مفعول معہ را چوں جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ اَیْ مَعَ الْجُبَّاتِ۔

تیسرا اُن اسموں کا کہ جن کو فعل معروف نصب دیتا ہے مفعول معہ ہے جیسے والجبّاتِ یہ مفعول معہٗ ہے جَاءَ نے اس کو نصب دیا ہے۔

سوال۔ الجبّاتِ کو کسرہ ہے نصب نہیں پھر تم کیسے کہتے ہو کہ یہ منصوب ہے؟

جواب۔ تم کو پہلے معلوم ہو چکا کہ جمع مؤنث سالم کی حالت نصبی حالت جری کے تابع ہوتی ہے۔ الجبّات جبۃ کی جمع ہے، اس کا کسرہ ہی حالت نصبی میں نصب کہلاتا ہے اس مثال کے معنیٰ ہیں آئے جاڑے مع کپڑوں کے۔

چہارم مفعول لہ را چوں قُمْتُ اِکْرَامًا لِزَیْدٍ وضَرَبْتُہٗ تَادِیْبًا۔

چوتھا اسم اُن چھ اسموں کا کہ جن کو فعل معروف نصب دیتا ہے مفعول لہ ہے۔ اِکرامًا اور تادِیبًا دونوں مفعول لہ ہیں، پہلے مفعول لہ کو نصب دینے والا فعل لازم ہے اور دوسرے کو نصب دینے والا فعل متعدی ہے۔ پہلی مثال کے معنی ہیں کھڑا ہوا میں زید کا اکرام کرنے کی وجہ سے۔ دوسری مثال کے معنیٰ ہیں مارا میں نے اس کو ادب دینے کی وجہ سے

پنجم حال را۔ چوں جَاءَ زَیْدٌ رَاکِبًا۔

پانچواں ان چھ اسموں کا کہ جس کو فعل معروف نصب دیتا ہے حال ہے۔ اس مثال میں رَاکِبًا حال ہے اس کو نصب جَاءَ نے دیا ہے۔ معنی اس کے یہ ہیں آیا زید اس حال میں کہ سوار تھا۔

ششم تمیز را وقتیکہ در نسبت فعل بفاعل ابہامے باشد، چوں طَابَ زَیْدٌ نَفْسًا
چھٹا ان اسموں کا کہ جن کو فعل معروف نصب دیتا ہے تمیز ہے، فعل معروف تمیز کو اس وقت نصب دے گا جس وقت کہ اس فعل کی نسبت فاعل کی طرف کرنے سے کسی قسم کا ابہام اور پوشیدگی ہو مثلاً جب یوں کہا طَابَ زَیْدٌ تو اس کے معنی یہ ہوئے اچھا ہے زید اب یہاں اس بات وہم ہوا کہ زید کس اعتبار سے اچھا ہے تو اب اس وہم کو دور کرنے کے لئے جو لفظ بڑھایا جائے گا اس کو تمیز کہیں گے مثلاً طَابَ زَیْدٌ کے آگے نَفْسًا بڑھا دیا تو اس نَفْسًا نے ابہام دور کر دیا کیونکہ اس کے معنی یہ ہوئے "اچھا ہے زید اپنی ذات کے اعتبار سے" بعض لوگ طَابَ زَیْدٌ نَفْسًا کے معنی یہ کرتے ہیں خوش ہوا زید باعتبار نفس کے، یہ معنی ٹھیک نہیں۔ خط کشیدہ معنی اس کے ٹھیک ہیں۔

فاعل کو رفع کرنے میں اور ان چھ اسموں کو نصب دینے میں فعل معروف لازم اور فعل معروف متعدی دونوں برابر ہیں، ایک عمل فعل متعدی کا زائد ہے اس کو صاحب نحو میر آگے بیان کرتے ہیں چنانچہ کہتے ہیں

اما فعل متعدی مفعول بہ را نصب کند، چوں ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا۔ وایں عمل فعل لازم را نہ باشد۔

مقصد یہ ہے کہ فعل متعدی ان چھ اسموں کو تو نصب کرتا ہی ہے مفعول بہ کو بھی نصب کریگا جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا۔ ضَرَبَ فعل ہے زَیْدٌ ضَرَبَ کا فاعل ہے۔ عمرًا ضرب کا مفعول بہ ہے کیونکہ فعل لازم فاعل پر ختم ہو جاتا ہے مفعول بہ کو نہیں چاہتا اس لئے اس کے واسطے یہ عمل بھی نہیں ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ فعل لازم کے چھ منصوب ہوئے۔ مفعول مطلق۔ مفعول فیہ۔ مفعول معہ مفعول لہ۔ حال۔ تمیز اور فعل متعدی کے سات منصوب ہوئے۔ مفعول مطلق۔ مفعول فیہ مفعول معہ۔ مفعول لہ۔ حال۔ تمیز اور مفعول بہ۔

یاد رکھو یہاں تک آٹھ معمول ہوئے، ایک فاعل دوسرا مفعول مطلق تیسرا مفعول فیہ چوتھا مفعول معہ، پانچواں مفعول لہ، چھٹا حال، ساتواں تمیز، آٹھواں مفعول بہ۔

یہاں تک آٹھوں کا بیان مجمل اور مختصر طور پر ہوا آگے فصل کے اندر ہر ایک کی تعریف اور مثال بیان کیجائے گی۔

سوال۔ ایک عامل کے آٹھ معمول کیسے ہو گئے ؟

جواب۔ ایک عامل کے آٹھ معمول اس طرح ہو گئے کہ جب کوئی کام کرنے والا کام کرے گا تو اس ایک کام کے لئے کئی چیزیں ثابت ہوں گی ایک تو کام کرنے والا۔ اس کو فاعل کہتے ہیں اس فاعل کا فعل جس مصدر سے نکلا اگر اس مصدر کو اس فعل کے بعد کسی خاص مصلحت سے ذکر کر دیا تو یہ مفعول مطلق ہوا اور یہ فعل جس جگہ اور جس وقت ہوا اُس جگہ اور اُس وقت کو مفعول فیہ کہتے ہیں اور اگر اس فعل کے صدور اور وقوع میں کوئی دوسرا بھی شریک ہو اور دونوں کے درمیان میں واؤ بمعنیٰ مع آجائے اس کو مفعول معہ کہتے ہیں اور جس وجہ سے یہ کام کیا گیا اس کو مفعول لہ کہتے ہیں۔ اور فاعل نے جس حالت میں یہ کام کیا ہے اس حالت کو حال کہتے ہیں۔ اور اگر اس فعل کی نسبت میں فاعل کی طرف کچھ پوشیدگی ہو گئی اس کو رفع کرنے کو جو لفظ لایا گیا اس کو تمیز کہتے ہیں اور جس پر فاعل کا فعل واقع ہوا اس کو مفعول بہ کہتے ہیں۔ دیکھو ایک فعل کے واسطے کتنی چیزیں ثابت ہو گئیں۔

فصل بدانکہ فاعل اسمیست کہ پیش از وے فعلے باشد مسند بداں اسم بر طریق قیام فعل بداں اسم۔ چوں زَیْدٌ در ضَرَبَ زَیْدٌ.

فاعل کی عربی قاعدہ کے موافق تعریف:۔ فاعل اس اسم کا نام ہے کہ جس سے پہلے کوئی فعل ہو یا شبہ فعل ہو۔ اس فعل اور شبہ فعل کی نسبت اس بعد والے اسم کی طرف اس طور پر ہو کہ یہ فعل اور شبہ فعل اس بعد والے اسم کے ساتھ قائم ہو یعنی یہ فعل یا شبہ فعل اس بعد والے اسم سے صادر ہوا ہو۔ مثال جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ اس زید پر فاعل کی تعریف صادق آگئی کیونکہ زید اسم ہے، اس سے پہلے ضَرَبَ فعل معروف ہے، اس ضَرَبَ کی اسناد زید کی طرف قیام فعل اور صدور فعل کی ہو رہی ہے بخلاف زَیْدٌ ضَرَبَ کے اس مثال میں زید کو فاعل نہیں کہہ سکتے کیونکہ ضرب فعل زید کے بعد میں ہے، فاعل ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ فعل پہلے ہو۔ بلکہ زید مبتدا ہے، ضَرَبَ فعل ہے اس کے اندر ضمیر ہے مستتر وہ اس کا فاعل ہے۔ فعل اپنے فاعل ضمیر سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر خبر ہو گئی زید مبتدا کی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو گیا۔ مثال شبہ فعل کی جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ اَبُوْهُ۔ اس مثال میں قائم اسم فاعل شبہ فعل ہے، فاعل اس کا اَبُوْہُ ہے۔ قائم اپنے ابوہ فاعل سے مل کر خبر ہو جائے گی زید کی۔ زید اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو جائے گا۔

سوال. شبہ فعل کیا کیا چیزیں ہیں ؟
جواب. شبہ فعل اسم فاعل، صفت مشبہ، مصدر، اسم فعل اسم تفضیل اور ظرف کو کہتے ہیں
سوال. یہ شبہ فعل کیوں کہلاتے ہیں ؟
جواب. اس وجہ سے کہ عمل کرنے میں یہ ایسے ہیں جیسا فعل ہوتا ہے، جیسے فعل کیلئے فاعل ہوتا ہے ایسے ہی ان کے لئے بھی فاعل ہوتا ہے. جیسے فعل اپنے فاعل کو رفع دیتا ہے ایسے ہی یہ بھی اپنے فاعل کو رفع دیتے ہیں اس وجہ سے یہ شبہ فعل کہلاتے ہیں.

مفعول مطلق مصدریست کہ واقع شود بعد از فعلے وآں مصدر بمعنی آں فعل باشد
چوں ضَرْبًا در ضَرَبْتُ ضَرْبًا، قِیَامًا در قُمْتُ قِیَامًا.

تعریف مفعول مطلق. مفعول مطلق اس مصدر کو کہتے ہیں کہ جس سے پہلے کوئی فعل ہو اور وہ مصدر اس پہلے فعل کے معنی میں ہو جیسے ضَرْبًا اور قِیَامًا دونوں مفعول مطلق ہیں دونوں مصدر ہیں ضَرْبًا سے پہلے ضَرَبْتُ ہے ضَرْبًا ضَرَبْتُ کے معنیٰ میں ہے. یعنی ضَرَبْتُ کا ضَرْبًا جزء ہے. قِیَامًا سے پہلے قُمْتُ ہے یہ قِیَامًا قُمْتُ کے معنیٰ میں ہے یعنی قُمْتُ کا قِیَامًا ایک جزء ہے. ضَرْبًا فعل متعدی کے بعد واقع ہوا ہے اور قِیَامًا فعل لازم کے بعد واقع ہوا ہے.

ومفعول فیہ اسمے است کہ فعل مذکور درو واقع شود واو را ظرف گویند وظرف بر دو گونہ است ظرف زماں چوں یوم در صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وظرف مکاں چوں عند در جَلَسْتُ عِنْدَكَ.

تعریف مفعول فیہ. مفعول فیہ وہ اسم ہے کہ جس کے اندر وہ فعل واقع ہوا ہو کہ جو اس سے پہلے ذکر کیا گیا ہو اس مفعول فیہ کو ظرف بھی کہتے ہیں. پھر ظرف کی دو قسمیں ہیں، مفعول فیہ ظرف زمان اور مفعول فیہ ظرف مکان. مثال مفعول فیہ ظرف زمان کی یوم ہے جو صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ میں واقع ہے یعنی متکلم نے روزہ جمعہ کے دن رکھا. روزہ فعل ہے اور جمعے کے دن میں روزہ واقع ہوا، جمعہ کا دن روزہ کے واسطے مفعول فیہ ظرف زماں ہوگیا. مثال مفعول فیہ مکان کی عِنْدَ ہے جَلَسْتُ عِنْدَكَ میں عِنْدَ مفعول فیہ ظرف مکان ہے کیونکہ اس سے پہلے فعل جَلَسْتُ ہے. پوری مثال کا مطلب یہ ہے کہ بیٹھا میں تیرے پاس تو ظاہر ہے کہ کسی شخص کے پاس بیٹھنا کسی جگہ میں ہی ہوگا وہ جگہ چاہے زمین ہو یا چارپائی ہو، جو کچھ بھی ہو

وہ جگہ فعل جلوس کے لئے مفعول فیہ ہوگی۔

مفعول معہ اسمے است کہ مذکور باشد بعد از واو بمعنیٰ مع چوں والجُبَّاتِ جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ

تعریف مفعول معہ: مفعول معہ ایسے اسم کو کہتے ہیں کہ جو ایسی واؤ کے بعد ذکر کیا جائے کہ جو معنیٰ میں مع کے ہو جیسے والجُبَّاتِ۔ الجُبَّات مفعول معہ کیونکہ اس سے پہلے جو واؤ ہے وہ معنیٰ میں مع کے ہے۔ اب معنیٰ پوری مثال کے یہ ہوئے جاڑے اور جاڑوں کے کپڑے دونوں ساتھ ساتھ آئے تم دیکھتے ہو کہ جب سردی کا موسم آتا ہے تو اس کے ساتھ ہی ساتھ موٹے موٹے کپڑے سوتی اونی نکل آتے ہیں۔

مفعول لہٗ اسمے است کہ دلالت کند بر چیزے کہ سبب فعل مذکور باشد۔ چوں اِکْرَامًا در قُمْتُ اِکْرَامًا لِزَیْدٍ۔

تم کو معلوم ہے کہ جو کام کیا جاتا ہے اس کی کوئی نہ کوئی وجہ اور سبب ضرور ہوتا ہے تو جو اسم دلالت کرے اس سبب پر کہ جس کی وجہ سے فعل مذکور کیا گیا ہے اس کو مفعول لہٗ کہتے ہیں جیسے اِکْرَامًا قُمْتُ اِکْرَامًا میں مفعول لہٗ ہے کیونکہ متکلم کا کھڑا ہونا زید کی تعظیم کی وجہ سے ہے تو قُمْتُ فعل محض اکرامِ زید کی وجہ سے واقع ہوا لہٰذا اِکْرَامًا کو مفعول لہٗ قُمْتُ کا کہیں گے معنیٰ مثال مذکور کے یہ ہوئے کھڑا ہوا میں زید کی تعظیم کرنے کی وجہ سے۔

وحال اسمے است نکرہ کہ دلالت کند بر ہیئتِ فاعل، چوں رَاکِبًا در جَاءَ زَیْدٌ رَاکِبًا یا بر ہیئتِ مفعول چوں مَشْدُوْدًا در ضَرَبْتُ زَیْدًا مَشْدُوْدًا یا بر ہیئتِ ہر دو چوں رَاکِبَیْنِ در لَقِیْتُ زَیْدًا رَاکِبَیْنِ۔

تم دیکھتے ہو کہ فاعل یعنی کام کرنے والا کبھی چل کر کام کرتا ہے، کبھی بیٹھ کر کام کرتا ہے، کبھی پیدل چل کر بہرحال فاعل کا فعل ایک حالت کے ساتھ مخصوص نہیں ایسے ہی مفعول کی حالت ہے کبھی کسی حالت میں اس پر فعل واقع ہوگا کبھی کسی حالت پر واقع ہوگا پس جو لفظ فاعل کے کام کرنے کی حالت کو بیان کرے کہ یہ فعل فاعل سے فلاں حالت میں صادر ہوا ہے یا یہ بتائے کہ مفعول پر یہ فعل فلاں حالت پر واقع ہوا ہے یا دونوں کی حالت بتلائے کہ فاعل اور مفعول فعل کرتے وقت فلاں حالت میں تھے ایسے لفظ کو حال کہتے ہیں اور جس کا حال بیان کیا ہے اس کو ذوالحال کہتے ہیں۔ مصنفؒ حال کی تعریف اس طرح کرتے ہیں کہ حال وہ اسم ہے کہ جو نکرہ ہو معرفہ نہ ہو کہ جو دلالت کرے فاعل کی حالت پر یا مفعول کی حالت پر یا دونوں کی حالت پر

مثال اس حال کی جو فاعل کی حالت پر رہنمائی کرے جَاءَ زَیْدٌ رَاکِبًا ہے اس مثال میں رَاکِبًا حال ہے زید ذوالحال ہے اور فاعل ہے جَاءَ رَاکِبًا نے یہ بتایا کہ زید سے آنا سواری کی حالت میں صادر ہوا پیدل نہیں ہوا۔ تمہاری سمجھ میں یہ بات آگئی ہوگی کہ آنا زید کا دو حالت میں ہو سکتا تھا ایک پیدل اور ایک سواری پر سوار ہو کر، راکبا حال نے بتایا کہ زید سواری کی حالت میں آیا پیدل نہیں آیا۔

مثال اس حال کی جو دلالت کرے مفعول کی اس حالت پر کہ جب پر فعل واقع ہوا ضَرَبْتُ زَیْدًا مَشْدُوْدًا میں مَشْدُوْدًا ہے۔ اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ مارا میں نے زید کو اس حالت میں کہ زید بندھا ہوا تھا، اس مثال میں مشدودا حال ہے نکرہ زیدًا ذوالحال ہے مفعول بہ ہے معرفہ ہے۔ دیکھو زید کھلا ہوا بھی پیٹا جا سکتا تھا اور بندھا ہوا بھی مَشْدُوْدًا نے بتا دیا کہ باندھ کر زید کو متکلم نے مارا ہے۔ مثال اس حال کی جو فاعل اور مفعول دونوں کی حالت ایک دم بیان کرے رَاکِبَیْنِ ہے لَقِیْتُ زَیْدًا رَاکِبَیْنِ میں معنیٰ اس کے یہ ہیں ملاقات کی میں نے زید سے ایسی حالت میں کہ ہم دونوں سوار تھے۔ دیکھو ملاقات کی چار صورتیں ہو سکتی تھیں ایک یہ کہ فاعل سوار ہوتا اور مفعول پیدل ہوتا دوسری صورت ملاقات کی یہ تھی کہ مفعول سوار ہوتا اور فاعل پیدل ہوتا، ایک صورت یہ ہو سکتی تھی کہ دونوں پیدل ہوتے۔ چوتھی صورت یہ تھی کہ دونوں سوار ہوتے، جس وقت رَاکِبَیْنِ کہدیا تو تین صورتیں ساقط ہوگئیں اور چوتھی صورت دونوں کی سواری کی حالت متعین ہوگئی۔ اس مثال میں رَاکِبَیْنِ تثنیہ حال ہے فاعل اور مفعول یعنی لَقِیْتُ کی ضمیر اور زید اذوالحال ہے۔

فاعل ومفعول ذوالحال گویند وآں غالبا معرفہ باشد واگر نکرہ باشد حال را مقدم دارند، چوں جَاءَنِی رَاکِبًا رَجُلٌ وحال جملہ نیز باشد، چنانچہ رَاَیْتُ الْاَمِیْرَ وَھُوَ رَاکِبٌ۔

ان دونوں یعنی فاعل اور مفعول کو ذوالحال کہتے ہیں کیونکہ ذوالحال کے معنی ہیں صاحب حال تو ظاہر ہے کہ صاحب حال کسی مثال میں فقط فاعل ہے اور کسی مثال میں فقط مفعول ہے اور اگر کسی مثال میں دونوں ہیں۔ تم کو اوپر معلوم ہوا کہ حال نکرہ ہوا کرتا ہے۔ یہاں یہ بتلاتے ہیں کہ ذوالحال اکثر اور بیشتر معرفہ ہوا کرتا ہے کیونکہ ذوالحال ایسا ہوتا ہے جیسا کہ مسند الیہ ہوتا ہے اور حال ایسا ہوتا ہے جیسا کہ مسند۔ لہذا مسند الیہ کے لئے معرفہ ہونا لائق ہے اور مسند کیلئے

نکرہ ہونا مناسب ہوا یا بالفاظ دیگر یوں کہو کہ ذوالحال ایسا ہوتا ہے جیسا کہ محکوم علیہ اور حال محکوم بہ ہوتا ہے۔ یا اس کی تعبیر اس طرح کرلو کہ ذوالحال ذات ہوتی ہے اور حال اس کی ایک صفت ہوتی ہے۔ ذات کیلئے تعیین السب ہوئی اور صفت کیلئے تنکیر مناسب ہوئی اگر اتفاق سے کسی جگہ ذوالحال بھی نکرہ ہو تو پھر ایسی حالت میں حال کو مقدم کریں گے اور ذوالحال کو مؤخر کریں گے اور اس طرح کہیں گے جَاءَنِي رَاكِبًا رَجُلٌ دیکھو اس مثال میں رَجُلٌ نکرہ ذوالحال ہے اور راکبا حال ہے۔ ذوالحال کے نکرہ ہونے کی وجہ سے راکبا حال کو مقدم کر دیا۔

سوال۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ اگر ذوالحال نکرہ ہو تو حال کو ذوالحال پر مقدم کرتے ہیں؟

جواب۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر مقدم نہ کریں اور یوں پڑھیں جَاءَنِي رَجُلٌ رَاكِبًا و رَأَيْتُ رَجُلًا رَاكِبًا و مَرَرْتُ بِرَجُلٍ رَاكِبًا ان تینوں حالتوں میں سے حالتِ نصبی میں یہ شبہ ہوگا کہ رَجُلًا رَاكِبًا حال ذوالحال ہیں یا صفت موصوف ہیں، بخلاف دو حالتوں کے ان دو میں کچھ التباس نہیں کیونکہ صفت موصوف کا اعراب ایک ہوتا ہے اور یہاں ان دو صورتوں میں دونوں کا اعراب جدا جدا ہے بخلاف حالت نصبی کے کہ دونوں کا اعراب ایک ہے یعنی نصب لہذا دونوں احتمال ہو گئے، جس وقت حال کو مقدم کر دیا اور ذوالحال کو مؤخر کر دیا تو صفت موصوف کا احتمال بالکل ختم ہو گیا کیونکہ صفت اپنے موصوف سے کبھی مقدم نہیں ہوتی تو اس صورت میں حال ذوالحال ہونا متعین ہو گیا۔

سوال جب التباس صرف حالت نصبی میں تھا تو حالت رفعی اور حالت جری میں کیوں ذوالحال کو مؤخر اور حال کو مقدم کیا؟

جواب۔ تاکہ سب کا ایک ہی حکم ہو جائے جیسا کہ يَعِدُ میں واؤ قاعدہ میں گری اور تَعِدُ، أَعِدُ، نَعِدُ میں اس وجہ سے گری کہ تمام باب کا ایک حکم ہو جائے۔

حال جیسا کہ مفرد ہوتا ہے ایسے ہی جملہ خبریہ بھی حال واقع ہو جاتا ہے کیونکہ مقصود ذوالحال کا حال بیان کرنا ہوتا ہے یہ جیسا کہ مفرد بیان کرتا ہے ایسے ہی جملہ بھی فاعل کی حالت اور مفعول کی حالت بیان کرتا ہے۔ مثال جملہ حالیہ کی رَأَيْتُ الْأَمِيْرَ وَهُوَ رَاكِبٌ معنیٰ دیکھا میں نے امیر کو اس حال میں کہ وہ امیر سوار تھا۔ الامِیْرَ ذوالحال ہے اور وَهُوَ رَاكِبٌ حال ہے۔ حال ذوالحال سے مل کر مفعول بہ ہے رَأَيْتُ کا۔ ترکیب اس طرح ہو گی، رَأَيْتُ فعل بافاعل الامیر ذوالحال واؤ حالیہ، ھو مبتدا راکب خبر، مبتدا اپنی خبر

سے مل کر حال ہوا ذوالحال کا، ذوالحال اپنے حال سے مل کر مفعول بہ ہوا رَأَیْتُ کا، رَأَیْتُ اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

وتمیز اسمے است کہ رفع ابہام کند از عدد چوں عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْهَمًا یا از وزن چوں عِنْدِیْ رِطْلٌ زَيْتًا۔ یا از کیل چوں عِنْدِیْ قَفِيْزَانِ بُرًّا یا از مساحت چوں مَا فِی السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا۔

ہم اپنے دن رات کے معاملات میں بات چیت کرتے ہیں تو بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ جن میں کچھ الجھاؤ اور پوشیدگی ہو جاتی ہے جب تک کسی لفظ کا اضافہ نہ کیا جائے اسوقت تک وہ ابہام اور پوشیدگی دور نہیں ہوتی۔ یہ پوشیدگی کبھی تو عدد اور گننے میں ہوتی ہے مثلاً کسی شخص نے کہا کہ میرے پاس دس ہیں، سننے والے کو یہ پوشیدگی ہو گئی کہ دس کیا ہیں؟ جب کہنے والے نے کہا کہ دس کپڑے ہیں یا دس روپے ہیں یا دس آدمی ہیں یا دس درہم ہیں تب یہ ابہام اور پوشیدگی دور ہو گئی اور بات صاف ہو جائے گی اور یہ پوشیدگی کبھی کسی چیز کے وزن میں ہوتی ہے مثلاً کسی شخص نے کہا کہ میرے پاس ایک سیر ہے یا آدھ سیر ہے یا دو سیر ہے تو سننے والے کو یہ ابہام ہوا کہ ایک سیر وغیرہ کیا چیز ہے، جب متکلم نے یہ کہہ دیا کہ ایک سیر مثلاً دودھ ہے یا گھی ہے یا شہد ہے تب یہ پوشیدگی دور ہو گئی اور بات واضح ہو جائے گی۔ اور کبھی یہ پوشیدگی کسی چیز کے ناپ میں ہو جاتی ہے مثلاً کسی نے کہا کہ میرے پاس ایک مٹکا ہے یا میرے پاس ایک ٹوکری ہے سننے والے کو اس میں ابہام ہوا کہ ایک مٹکا کیا چیز ہے، جب متکلم نے کہا کہ ایک مٹکا چاول ہے یا گندم ہے یا جو ہے تب بات پوری ہو کر ممتاز ہو جائے گی کبھی یہ ابہام کسی چیز کی مقدار میں ہو جاتا ہے، مثلاً کسی شخص نے کہا کہ ایک گز ہے یا ایک ہاتھ ہے یا ایک بالشت ہے تو سننے والے کو یہ الجھن ہوئی کہ ایک گز کیا چیز ہے وغیرہ وغیرہ جس وقت متکلم نے کہا کہ ایک گز کپڑا ہے یا ایک ہاتھ رسّی یا ایک بالشت دھاگا، تب جا کر یہ بات پوری ہوئی اور ابہام دور ہو گیا، وہ لفظ جس سے یہ پوشیدگی دور ہوئی اس کو عربی زبان میں تمیز کہتے ہیں اور تمیز کی تعریف اس طرح کرتے ہیں کہ تمیز اس اسم کو کہتے ہیں کہ جو پوشیدگی کو دور کرے یہ پوشیدگی کبھی عدد میں ہو گی جیسے کوئی کہے کہ عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ جس کا ترجمہ یہ ہوا کہ میرے نزدیک گیارہ ہیں، شبہ ہوا کہ گیارہ کیا چیز ہیں، جب یہ کہہ دیا کہ اَحَدَ عَشَرَ دِرْهَمًا تب یہ ابہام اَحَدَ عَشَرَ سے دور ہو گیا۔ اور کبھی یہ پوشیدگی عربی وزن میں ہو گی مثلاً کسی نے

کہا عِنْدِیْ رِطْلٌ میرے پاس ایک رطل ہے، اس میں ابہام ہوگیا کہ کس چیز کا رطل ہے، جب کہدیا کہ عِنْدِیْ رِطْلٌ زَیْتًا میرے پاس رطل روغن زیتون کا ہے تو بات صاف ہوگئی۔ اور یہ پوشیدگی کبھی عربی ناپ میں ہوگی، مثلاً کسی نے کہا کہ عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ، میرے پاس دو بوری ہیں، سننے والے پر مراد پوشیدہ رہی جب کہا کہ عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرًّا۔ یعنی میرے نزدیک دو بوری گندم کی ہیں، تو اس وقت کچھ غبار باقی نہ رہا، بات روشن ہوگئی اور یہ پوشیدگی کبھی مساحت میں ہوتی ہے مثلاً کسی نے کہا کہ مَا فِی السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَۃٍ (ترجمہ) نہیں ہے آسمان میں مقدار ہتھیلی کی، سننے والے کو اس میں ابہام ہوا کہ وہ کیا چیز ہے کہ ہتھیلی کی برابر آسمان میں نہیں، جب متکلم نے کہا مَا فِی السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَۃٍ سَحَابًا یعنی آسمان میں ہتھیلی کی برابر بادل نہیں تب ابہام دور ہوگیا۔ پہلی مثال میں اَحَدَ عَشَرَ ممیز کہلائے گا اور درہمًا تمیز دوسری مثال میں رطل ممیز کہلائے گا اور زیتًا تمیز، تیسری مثال میں قفیزان کو ممیز کہیں گے اور برًا کو تمیز۔ چوتھی مثال میں راحۃ کو ممیز کہیں گے اور سحابًا کو تمیز۔

مفعول بہ اسمے است کہ فعل فاعل برو واقع شود، چوں ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا،

مفعول بہ اس اسم کو کہتے ہیں کہ جس پر فاعل کا فعل واقع ہو جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا، دیکھو ضرب فعل ہے، فاعل ضرب کا زید ہے، جس کو مارا وہ عمرو ہے تو اس مثال میں عمرو مفعول بہ ہے کیونکہ ضرب عمرو پر واقع ہوئی۔

بدانکہ ایں ہمہ منصوبات بعد از تمامی جملہ باشند و جملہ بفعل و فاعل تمام شود، بدیں سبب گویند کہ المنصوب فضلۃ۔

یاد رکھو کہ جملہ فعلیہ کے دو رکن ہیں ایک فاعل اور دوسرا فعل، ان دونوں سے مل کر جملہ تام ہوگیا، رہے یہ سات منصوبات ان کو جملہ کی تمامیت میں کچھ دخل نہیں کیونکہ یہ سب منصوبات جملہ سے زائد ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ عربی زبان میں کہا جاتا ہے کہ المنصوب فضلۃ یعنی مفعول فضلہ اور زائد چیز ہوتی ہے۔

فصل۔ بدانکہ فاعل بر دو قسم است، مظہر چوں ضَرَبَ زَیْدٌ و مضمر بارز چوں ضَرَبْتُ و مضمر مستتر یعنی پوشیدہ چوں زَیْدٌ ضَرَبَ کہ فاعل ہُوَ ست در ضَرَبَ مستتر۔

فاعل کی تعریف تو اوپر گذر چکی، اس فصل میں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ فاعل دو قسم کا ہوتا ہے

ایک فاعلِ مظہر، دوسرا فاعلِ مضمر، فاعلِ مظہر کی شناخت یہ ہے کہ اگر فعل کی نسبت فاعل کا نام لیکر فاعل کی طرف کی تو اس کو فاعلِ مظہر کہتے ہیں جیسے یوں کہو کہ مارا زید نے ۔ مدد کی عمرو نے کھایا بکر نے ۔ لکھا خالد نے ۔ پڑھا حامد نے ۔ گیا عبداللہ ۔ آیا عبدالرحمٰن ۔ ان اردو کی مثالوں میں مارا، مدد کی، کھایا، لکھا، پڑھا، گیا، آیا یہ سب فعل ہیں۔ زید عمرو بکر خالد حامد عبداللہ، عبدالرحمٰن یہ سب فاعلِ مظہر ہیں اور فاعلِ مظہر کو فاعلِ صریح بھی کہتے ہیں۔ اب ان اردو کے فعلوں کی عربی کرلو۔ ضَرَبَ زَیْدٌ۔ نَصَرَ عَمْرٌو۔ اَکَلَ بَکْرٌ۔ کَتَبَ خَالِدٌ۔ قَرَأَ حَامِدٌ۔ ذَهَبَ عَبْدُ اللّٰهِ جَاءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ۔

اور اگر فعل کی نسبت فاعل کی طرف فاعل کا نام لیکر نہ کیجائے بلکہ اس طرح کہا جائے مارا اُس نے، مدد کی تو نے، لکھا میں نے۔ ان مثالوں میں اردو کی مارا کا فاعل اُس نے ہے، مدد کی کا فاعل تو نے ہے۔ لکھا کا فاعل میں نے ہے لہٰذا اسنے اور تونے اور میں نے کو فاعلِ مضمر کہیں گے اس کی عربی بنا کر سمجھ لو زَیْدٌ ضَرَبَ ۔ نَصَرْتَ ۔ کَتَبْتُ ۔ ان تینوں مثالوں میں فعل کی نسبت ضمیر کی طرف ہے زَیْدٌ ضَرَبَ میں ضَرَبَ کی نسبت اس ضمیر کی طرف ہے کہ جو ضَرَبَ کے اندر پوشیدہ ہے اور زید مقدم کی طرف لوٹتی ہے اس ہو کو راجع اور زید کو مرجع کہتے ہیں۔ نَصَرْتَ میں فاعل تا ضمیر ہے کہ جو اپنے فعل کے ساتھ لفظوں میں موجود ہے ایسی ضمیر کو فاعلِ مضمر بارز (ظاہر) کہتے ہیں ۔

حاصل کلام کا یہ ہوا کہ فاعل کی تین قسمیں فاعلِ مظہر ۔ فاعلِ مضمر (ظاہر) فاعلِ مضمر (پوشیدہ)، مثالیں تینوں کی اوپر گذر چکیں ۔

بدانکہ چوں فاعل مؤنث حقیقی باشد یا ضمیر مؤنث علامت تانیث در فعل لازم باشد، چوں قَامَتْ هِنْدٌ وهِنْدٌ قَامَتْ ۔ ای ھی۔ و در مظہر مؤنث غیر حقیقی و در مظہر جمع تکسیر دو وجہ روا باشد، چوں طَلَعَ الشَّمْسُ وطَلَعَتِ الشَّمْسُ وقَالَ الرِّجَالُ وقَالَتِ الرِّجَالُ

اوپر معلوم ہو گیا کہ اسم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم مذکر اور دوسری قسم مؤنث اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ فاعل فعل کا اسم ہی ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ مؤنث لفظی وہ ہے کہ جس کے مقابلہ میں کوئی حیوان مذکر نہ ہو۔ اس عبارت سے یہ بات نکل آئی کہ فعل کا فاعل کبھی تو مذکر ہو گا، اور کبھی مؤنث ہو گا۔ یہ تو تم روزانہ دیکھتے ہو کہ کبھی اپنے بچہ کو شرارت پر ماں مارتی ہے اور کبھی باپ مارتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اگر ماں نے مارا تو مار کا فاعل مؤنث ہوا اور اگر باپ نے مارا تو مار کا فاعل مذکر ہوا تو فاعل مذکر اور مؤنث ہونے سے فعل کے مذکر اور مؤنث ہونے پر اثر پڑتا ہے چنانچہ

مصنفؒ فرماتے ہیں کہ فعل کا فاعل اگر مؤنث حقیقی ہو یا فعل کا فاعل ایسی ضمیر ہو کہ جو مؤنث حقیقی کی طرف لوٹتی ہو تو ان دونوں صورتوں میں ضروری ہے کہ فعل میں علامت تانیث لگا دی جائے تاکہ علامت تانیث سے یہ پتہ لگتا رہے کہ اس فعل مؤنث کا فاعل بعد میں مؤنث آرہا ہے چاہے وہ فاعل مظہر مؤنث حقیقی ہو یا ضمیر مؤنث کی ہو۔

مثال اس فاعل کی جو مؤنث حقیقی ہے جیسے قَامَتْ هِنْدٌ دیکھو ھند فاعل ہے قامت کا۔ ہند مؤنث حقیقی ہے لہذا قامت میں علامت تانیث لگادی۔ مثال اس فاعل کی کہ جو ضمیر ہو مؤنث کی ھند قَامَتْ ہے۔ قامت فعل ہے اس کا فاعل ضمیر مستتر ہے جو لوٹتی ہے ہند کی طرف، لہذا فعل کو مؤنث لایا گیا، اور اگر فعل کا فاعل مظہر مؤنث غیر حقیقی ہو یعنی فاعل فعل کا اسم صریح مؤنث لفظی ہو یا فاعل فعل کا صریح جمع تکسیر ہو تو ان دونوں صورتوں میں فعل کو مؤنث اور مذکر لانا دونوں طرح درست ہے۔ مؤنث لانا فعل کا تو اس وجہ سے کہ علامت تانیث کی مؤنث لفظی میں موجود ہے لہذا فعل کو بھی مؤنث لے آئے اور مذکر لانا اس وجہ سے کہ گو لفظا مؤنث ہے مگر حقیقت میں تو مؤنث نہیں اس اعتبار سے فعل کو مذکر لاتے ہیں، جیسے طَلَعَ الشَّمْسُ و طَلَعَتِ الشَّمْسُ عربی زبان میں اس کو مؤنث غیر حقیقی کہتے ہیں شمس کی طرف فعل طلوع کی نسبت کرتے وقت فعل میں علامت تانیث بھی لگا سکتے ہیں اور فعل کو مذکر بھی لا سکتے ہیں، مثالیں دونوں کی ابھی اوپر گذریں۔ صریح جمع تکسیر کو بھی نحوی یہی حکم دیتے ہیں کہ جو مظہر مؤنث غیر حقیقی کا ہے لہذا اس میں بھی فعل دونوں طرح لایا جاسکتا ہے، جیسے قَالَ الرِّجَالُ و قَالَتِ الرِّجَالُ رجال جمع تکسیر رَجُلٌ کی ہے، قَالَ اور قَالَتْ فعل میں بیان جواز کے لئے ایک جگہ قال مذکر لایا گیا اور دوسری جگہ قالت مؤنث۔

قسم دوم مجهول، بدانکه فعل مجهول بجائے فاعل مفعول بہ را برفع کند و باقی را نصب چوں ضُرِبَ زَيْدٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَمَامَ الْأَمِيرِ ضَرْبًا شَدِيدًا فِي دَارِهِ تَادِيبًا وَالْخَشَبَةَ و فعل مجهول را فعل مالم یسم فاعلہ گویند و مرفوعش را مفعول مالم یسم فاعلہ گویند۔

شروع میں باب دوم کے یہ بیان ہوا کہ فعل بلحاظ عمل دو قسم پر ہے، معروف اور مجہول۔ معروف کا بیان تو مع تفصیل ختم ہوا۔ اب یہاں فعل مجہول کا بیان شروع ہوتا ہے

یہ تو تم کو پہلے سے معلوم ہے کہ اگر فعل کا کرنے والا معلوم ہو تو اس فعل کو فعل معروف

کہتے ہیں اور اگر فعل کا ہونا تو معلوم ہو مگر کرنے والا معلوم نہ ہو تو اس فعل کو مجہول کہتے ہیں، یہ بھی تم کو معلوم ہو گیا کہ کوئی سا فعل ہو عمل ضرور کرے گا۔ یہ بھی تم کو معلوم ہو گیا کہ فعل معروف متعدی ہو تو مفعول بہ کو بھی نصب کرتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ فعل مجہول کا فاعل تو معلوم نہیں اب اگر رفع دے تو کس کو دے ہذا نحویوں نے یہ قانون مقرر کر دیا کہ فعل مجہول بجائے فاعل کے مفعول کو رفع دیگا اور باقی مفعولات کو مثل فعل معروف کے فعل مجہول بھی نصب دے گا۔ چنانچہ مصنفؒ ایک ایسی بڑی مثال بیان کرتے ہیں کہ جن میں سب مفعولات جمع ہو گئے جیسے ضُرِبَ زَیْدٌ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ اَمَامَ الْاَمِیْرِ ضَرْبًا شَدِیْدًا فِیْ دَارِہٖ تَادِیْبًا وَالْخَشَبَۃِ۔ (ترجمہ) مارا گیا زید جمعہ کے دن امیر کے سامنے سخت مارا اپنے گھر میں ادب دینے کی وجہ سے لاٹھی کے ساتھ۔ اس مثال میں ضُرِبَ فعل مجہول ہے اس کا فاعل معلوم نہ ہونے کی وجہ سے مفعول بہ زید کو رفع دیدیا۔ یوم الجمعۃ ظرف زمان ہے کیونکہ اس سے زید کی پٹائی کا وقت معلوم ہوا۔ امام الامیر یہ ظرف مکان ہے۔ ضَرْبًا مفعول مطلق ہے۔ شدیدًا، ضَرْبًا کی صفت ہے اس سے یہ معلوم ہوا کہ پٹائی سخت ہوئی۔ فِی دَارِہٖ جار مجرور ہے متعلق ضُرِبَ کے ہے۔ تَادِیْبًا مفعول لہ ہے اس سے پٹائی کی وجہ معلوم ہوئی۔ والخشبۃ مفعول معہ ہے اس سے یہ معلوم ہوا کہ پٹائی زید کی لکڑی کے ساتھ ہوئی۔ ضُرِبَ فعل مجہول کا نام فعل مالم یسم فاعلہ ہے۔ زَیْدٌ جس کو ضُرِبَ نے رفع دیا ہے اس کا نام مفعول مالم یسم فاعلہ ہے۔

فصل بدانکہ فعل متعدی بر چہار قسم ست، اول متعدی بیک مفعول چوں ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا دوم متعدی بدو مفعول کہ اقتصار بر یک مفعول روا باشد چوں اَعْطٰی و آنچہ در معنی او باشد چوں اَعْطَیْتُ زَیْدًا دِرْھَمًا۔ وایں جا اَعْطَیْتُ زَیْدًا نیز جائز است۔

تم کو یہ خوب اچھی طرح معلوم ہے کہ فعل لازم اس کو کہتے ہیں کہ جو فاعل پر ختم ہو جائے اور اس کا اثر مفعول تک نہ پہنچے یہ بھی تم کو معلوم ہے کہ فعل متعدی اس کو کہتے ہیں کہ جس کا اثر فاعل سے متجاوز ہو کر مفعول تک پہونچے، بس اس وقت دیکھنے کی چیز یہ ہے کہ یہ اثر ایک مفعول پر جا کر ختم ہو گیا۔ اگر ایک مفعول پر فعل متعدی ختم ہو جاتا ہے تو ایسے فعل متعدی کو متعدی بیک مفعول کہتے ہیں جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا۔ ضَرَبَ فعل متعدی ہے زید کا فعل ہے،

عمر پر جاکر ختم ہوگیا کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ زید نے عمرو کو مارا بس ضرب زید عمرو تک گئی اور دوسرے تک اس کا کوئی اثر نہیں لہذا اس کو متعدی بیک مفعول کہا جائے گا اور بعض فعل متعدی ایسے ہیں کہ جن کا اثر فاعل سے متجاوز ہو کر دو مفعولوں تک جاتا ہے ایسے فعل متعدی کو متعدی بدو مفعول کہتے ہیں۔ اس موقع پر یہ دیکھنا ہے کہ یہ دونوں مفعول دو چیز علیحدہ علیحدہ ہیں یا حقیقت میں دونوں مفعول ایک ہی چیز ہیں لفظوں میں الگ الگ ہیں اب وہ فعل متعدی کہ جو دو مفعولوں کو چاہتا ہو اور دونوں مفعول دو چیز جدا جدا ہوں ایسے فعل متعدی کے دو مفعولوں میں سے ایک کو حذف کرنا اور ایک کو باقی رکھنا جائز ہے۔ مثال ایسے فعل متعدی کی کہ جو دو مفعولوں کو چاہتا ہو اور دونوں مفعول اس کے جدا جدا ہوں۔

اَعْطٰی اور اس کے ہم معنی فعل ہیں اَعْطٰی صیغہ واحد مذکر غائب بحث اثبات فعل ماضی معروف ہے باب افعال سے ہے مصدر اس کا اِعْطَاءٌ ہے مثال اَعْطَیْتُ زَیْدًا دِرْهَمًا۔ اَعْطَیْتُ فعل متعدی ہے، فاعل اس کا ضمیر متکلم بارز ہے۔ زَیْدًا مفعول اول ہے اور درھما مفعول ثانی ہے اس جگہ یہ بھی جائز ہے کہ مفعول اول حذف کر دیا جائے اور ثانی کو باقی رکھا جائے اور یہ بھی جائز ہے کہ ثانی کو حذف کر دیا جائے اور اول کو باقی رکھا جائے کیونکہ زید اعلیحدہ اپنے وجود کے ساتھ موجود ہے۔ معنیٰ اس مثال کے یہ ہیں عطا کیا میں نے زید کو درہم۔ بعض ایسے فعل متعدی ہیں کہ جو دو مفعولوں کو چاہتے ہیں اور وہ دونوں مفعول حقیقت میں ایک ہی چیز ہیں کیونکہ دونوں وجود علیحدہ علیحدہ نہیں ایسے فعل متعدی افعال قلوب کہلاتے ہیں ایسے فعلوں کے دو مفعولوں میں سے ایک کو حذف کرنا جائز نہیں کیونکہ ایک مفعول کو حذف کرنا ایسا ہوگا کہ جیسے کسی نے ایک کلمہ کے بعض اجزاء کو حذف کر دیا اور بعض کو باقی رکھا یہ ہو نہیں سکتا لہذا ایک مفعول کو حذف کر کے ایک پر بس کرنا جائز نہ ہوگا وہ افعال قلوب یہ ہیں۔

عَلِمْتُ و ظَنَنْتُ و حَسِبْتُ و خِلْتُ و زَعَمْتُ و رَاَیْتُ و وَجَدْتُ۔ جیسے
عَلِمْتُ زَیْدًا فَاضِلًا و ظَنَنْتُ زَیْدًا عَالِمًا۔

دیکھو اس مثال میں عَلِمْتُ فعل متعدی بدو مفعول ہے اول زَید ہے اور مفعول ثانی فَاضِلًا ہے۔ مفعول کا اول اور ثانی ہونا باعتبار لفظ کے ہے ورنہ زید اور اس کی فضیلت دو الگ الگ چیز نہیں، فضیلت زید زید کے اندر ہے، دونوں ایک ہی وجود کے ساتھ موجود ہیں۔ باقی افعال قلوب کو اس مثال پر قیاس کر لیا جائے جیسے اس مثال میں بس کرنا ایک مفعول پر جائز نہیں

ایسے ہی بقیہ فعلوں کے مفعولوں میں ایک کو باقی رکھنا اور ایک کو حذف کرنا جائز نہیں، یہ افعال قلوب جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں، مبتدا اور خبر دونوں کو نصب دیتے ہیں۔ مبتدا ان کا مفعول اول کہلاتا ہے اور خبر مفعول ثانی کہلاتا ہے۔

چہارم متعدی بہ سہ مفعول چوں أَعْلَمَ وأَرَى و أَنْبَأَ و أَخْبَرَ وخَبَّرَ و نَبَّأَ وحَدَّثَ۔ چوں، أَعْلَمَ اللّٰهُ زَيْدًا عَمْرًا فَاضِلًا۔ بدانکہ ایں ہمہ مفعولات مفعول بہ اند۔

چوتھی قسم میں وہ فعل متعدی بیان کیا جاتا ہے کہ جو تین مفعولوں کو چاہتا ہے، جیسے أَعْلَمَ اللّٰهُ زَيْدًا عَمْرًا فَاضِلًا۔ أَعْلَمَ فعل ماضی ہے، اللہ اس کا فاعل ہے زَيْدًا مفعول اول ہے عَمْرًا مفعول ثانی ہے۔ فَاضِلًا مفعول ثالث ہے۔ معنیٰ اس کے یہ ہیں کہ بتادیا اللہ نے زید کو کہ عمرو فاضل ہے۔ باقی فعلوں کو تین مفعول کے لحاظ سے اعلم پر قیاس کرلیا جائے، ان میں سے چار اول کے باب افعال اور تین اخیر کے باب تفعیل سے ہیں۔

یہ جس قدر مفعول قسم اول اور دوم، سوم، چہارم میں بیان ہوئے سب کے سب مفعول بہ ہیں اور بس

ومفعول دوم در باب عَلِمْتُ ومفعول سوم در باب أَعْلَمْتُ ومفعول معہ را بجائے فاعل نتواند نہاد ودیگر ہارا شاید۔ ودر باب أَعْطَيْتُ مفعول اول بمفعول مالم یسم فاعلہ لائق تر باشد از مفعول دوم۔

یہ بات پہلے بتائی گئی کہ فعل مجہول کے بعد بجائے فاعل کے مفعول بہ کو اس کا نائب کر دیتے ہیں، یہاں تک بہت سے مفعول آپ کو معلوم ہوئے تو مصنف بیان کرتے ہیں کہ فاعل کے قائم مقام کونسا مفعول ہو سکتا ہے اور کونسا نہیں ہو سکتا، چنانچہ بتاتے ہیں کہ افعال قلوب میں تو دوسرا مفعول اور أَعْلَمْتُ کا تیسرا اور مفعول معہ کو فاعل کے قائم مقام نہیں کر سکتے اس وجہ سے کہ مفعول دوسرا أَعْلَمْتُ کا پہلے مفعول کی طرف مسند ہو رہا ہے، ایسے ہی مفعول تیسرا أَعْلَمْتُ کا مفعول دوم کی طرف مسند ہو رہا ہے۔ اگر ان دونوں کو بجائے فاعل رکھیں گے تو فعل مجہول کی اسناد ان دونوں مفعولوں کی طرف ہوگی تو اس وقت یہ دونوں مفعول مسند الیہ فعل مجہول کے ہو جائیں گے جس کا حاصل ہوا کہ یہ مسند ہوں گے مفعولوں کی طرف اور مسند الیہ ہوں گے فعل مجہول کے تو ایک وقت میں ایک شئی مسند اور مسند الیہ ہوئی اور دونوں اسنادیں تام ہوں گی! اور یہ محال ہے کہ ایک چیز ایک وقت میں مسند اور

مسند الیہ ہو اور دونوں اسنادیں بھی تام ہوں مفعول معہ بجائے فاعل کے اس وجہ سے نہیں رکھا جاسکتا کہ اس کے ساتھ واؤ بمعنیٰ مع ہوئی ہے اگر واؤ رکھتے ہوئے مفعول معہ کو فاعل کا نائب بنائیں گے تو واؤ فاصلہ اجنبی ہو جائے گی فعل اور نائب فاعل کے درمیان میں اور یہ جائز نہیں اور اگر واؤ کو حذف کر کے مفعول معہ کو بجائے فاعل کے لائیں تو اس وقت مفعول معہ ہونے پر کوئی چیز دال نہ رہے گی لہذا اس کو نائب نہیں کر سکتے ان کے علاوہ اور مفعولوں کو فاعل کے قائم مقام کر سکتے ہیں۔

سوال۔ وہ کون کون سے مفاعیل ہیں جو مفعول مالم یسم فاعلہ بن سکتے ہیں؟

جواب۔ مفعول بہ، مفعول مطلق، مفعول فیہ، مفعول لہ لام کیساتھ اور جار مجرور یہ سب فاعل کا نائب ہو سکتے ہیں، باب اعطیت کے دونوں مفعول فاعل کے قائم مقام ہو سکتے ہیں البتہ پہلا مفعول یعنی زید زیادہ مناسب اور لائق ہے کہ اس کو فاعل کا نائب بنایا جائے کیونکہ زید جس وقت مُعطی سے درہم لے گا تو باوجود مفعول ہونے کے فاعلیت کی شان بھی رکھتا ہے کیونکہ کسی کی عطاء کو قبول کرنا یہ بھی تو فعل ہے لہذا زید درہم لیتے وقت مفعول ہے دینے والے کے اعتبار سے اور فاعل ہے درہم لینے کے اعتبار سے بخلاف درہم کے اس میں محض مفعولیت ہی مفعولیت ہے، فاعلیت کا اس میں شائبہ بھی نہیں اس وجہ سے مفعول اول زیادہ لائق ہوا کہ اس کو مفعول ما لم یسم فاعلہ بنایا جائے۔

فصل۔ بدانکہ افعال ناقصہ ہفدہ اند۔ کَانَ و صَارَ و ظَلَّ و بَاتَ و اَصْبَحَ و اَضْحٰی و اَمْسٰی و عَادَ و آضَ و غَدَا و رَاحَ و مَازَالَ و مَا انْفَكَّ و مَابَرِحَ و مَا فَتِئَ و مَادَامَ و لَيْسَ۔ ایں افعال بفاعل تنہا تام نشوند، محتاج باشند بچیزے بدیں سبب اینہارا ناقصہ گویند و در جملہ اسمیہ روند، مسند الیہ را برفع کنند و مسند را بنصب، چوں۔ کَانَ زَيْدٌ قَائِمًا و مرفوع را اسم کان گویند و منصوب را خبر کان۔ و باقی را بریں قیاس کن۔ بدانکہ بعضے ازیں افعال در بعضے احوال بفاعل تنہا تام شوند۔ چوں کَانَ مَطَرٌ۔ شد باراں بمعنی حَصَلَ و اورا کَانَ تامّہ گویند و کَانَ زائدہ نیز باشد۔

افعال کی دو قسمیں ہیں۔ افعال تامّہ اور افعال ناقصہ افعال تامّہ وہ افعال کہلاتے ہیں کہ جو فاعل سے مل کر کلام کو پورا کر دیتے ہیں جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ۔ ضرب فعل تام ہے

زید سے مل کر کلام پورا ہو گیا۔ افعال ناقصہ وہ افعال کہلاتے ہیں کہ جو فاعل سے مل کر کلام کو پورا نہیں کر سکتے جب تک کہ اُن کے ساتھ ایک منصوب نہ لگایا جائے جیسے کَانَ زید اس کے معنیٰ ہیں تھا زید۔ یہ بات ناقص ہے کہ تھا زید۔ سوال ہوتا ہے کہ زید کیا تھا، جب کہہ دیا کَانَ زَیْدٌ قَائِمًا۔ اس وقت کلام پورا ہو گیا کیونکہ اس وقت معنیٰ یہ ہوئے تھا زید کھڑا مطلب یہ ہے کہ زید کھڑا تھا۔ ان افعال ناقصہ میں مرفوع اور منصوب دونوں سے مل کر جملہ پورا ہوتا ہے، یعنی ان افعال ناقصہ میں منصوب کلام کا جزء ہوتا ہے بخلاف افعال تامّہ کے کہ اُن میں منصوب کلام سے خارج ہوتا ہے، کلام فعل اور فاعل پر ختم ہو جاتا ہے جیسا کہ تم کو المنصوب فضلۃ کے بیان میں معلوم ہو گیا۔ الحاصل یہ افعال ناقصہ اس ہی وجہ سے ناقص کہلاتے ہیں کہ مرفوع پر تام نہیں ہوتے اور منصوب کے محتاج ہوتے ہیں، صاحب نحومیر بیان فرماتے ہیں کہ افعال ناقصہ سترہ ۱۷ ہیں کَانَ ۱ صَارَ ۲ ظَلَّ ۳ بَاتَ ۴ اَصْبَحَ ۵ اَضْحٰی ۶ اَمْسٰی ۷ عَادَ ۸ اٰضَ ۹ غَدَا ۱۰ رَاحَ ۱۱ مَازَالَ ۱۲ مَاانْفَکَّ ۱۳ مَابَرِحَ ۱۴ مَافَتِیَٔ ۱۵ مَادَامَ ۱۶ لَیْسَ ۱۷۔ یہ افعال ناقصہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں، مسند الیہ کو رفع کرتے ہیں۔ یہ مسند الیہ مرفوع اس کا اسم کہلاتا ہے اور مسند کو نصب کرتے ہیں، یہ مسند ان کی خبر کہلاتا ہے جیسے کَانَ زَیْدٌ قَائِمًا، کَانَ فعل ناقص ہے، زید مرفوع اس کا اسم ہے قَائِمًا منصوب اس کی خبر ہے۔ اسی طرح کَانَ کے علاوہ جو سولہ افعال ناقصہ ہیں۔ اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیں گے۔ مصنفؒ بیان کرتے ہیں کہ ان افعال ناقصہ میں سے بعض فعل بعض وقت میں تام ہو جاتے ہیں۔ تام ہونے کی صورت یہ ہے کہ صرف فاعل پر بات پوری ہو گئی، خبر کی ضرورت کلام پورے ہونے میں نہ پڑی جیسے کَانَ مَطَرٌ۔ اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ بارش ہوئی بس بات پوری ہو گئی، اس وقت یہ کَانَ معنیٰ میں حَصَلَ کے ہو گیا یعنی معنیٰ یہ ہوئے حَصَلَ الْمَطَرُ۔ اس وقت اس کَانَ کا نام کَانَ تامّہ ہو گا کبھی کبھی کسی کسی مقام پر کَانَ زائد ہو گا۔ زائد کا مطلب یہ ہے کہ عبارت میں رکھو تب بھی غرض حاصل ہے اور اگر حذف کر دو تب بھی غرض حاصل ہے۔ ان کے معنیٰ کی تفصیل بڑی کتابوں میں معلوم ہو گی کہ ان میں کونسا کس کس معنیٰ کے لئے آتا ہے۔

سوال۔ فعل متعدی تام اور افعال ناقصہ میں کچھ فرق نہیں معلوم ہوتا کیونکہ فعل متعدی بھی ایک کو رفع اور دوسرے کو نصب دیتا ہے اور یہ افعال بھی ایک کو رفع اور دوسرے کو نصب دیتے ہیں۔

جواب۔ عمل تو دونوں کا ایسا ہی ہے جیسا کہ تم نے سوال میں بیان کیا مگر ثبوت اور نسبت میں فرق ہے۔ فعل متعدی اپنے مرفوع کی طرف خود منسوب ہوتا ہے اور اپنے مرفوع کیلئے خود ہی

ثابت بھی ہوتا ہے جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا۔ دیکھو ضَرَبَ نے ایک کو رفع دیا اور ایک کو نصب دیا۔ ضَرَبَ کی نسبت زید کی طرف ہو رہی ہے اور زید کیلئے ضَربْ کا ثبوت ہو رہا ہے بخلاف افعال ناقصہ کے کہ ان کے مرفوع کی طرف ان کے علاوہ دوسری چیز منسوب ہوتی ہے، اور وہی اس مرفوع کیلئے ثابت ہوتی ہے جیسے کَانَ زَیْدٌ عَالِمًا۔ دیکھو کَانَ کا مرفوع زید ہے اس کے واسطے علم ثابت ہو رہا ہے اور علم کی نسبت زید کی طرف ہو رہی ہے۔ کَانَ محض اس نسبت کے ثبوت کیلئے واسطہ ہے۔ دوسرا فرق میرے نزدیک یہ ہے کہ فعل متعدی کلام میں مسند اور جزو کلام ہوتا ہے بخلاف افعال ناقصہ کے کہ گو کہنے میں افعال ہیں مگر جملہ میں نہ مسند ہوتے ہیں نہ مسند الیہ۔ مسند الیہ ان کا مرفوع ہوتا ہے اور مسند ان کا منصوب ہوتا ہے ان کا کام صرف اتنا ہے کہ ایک کو رفع دیدیں اور ایک کو نصب اور یہ بتادیں کہ ان کے اسم کیلئے خبر فلاں وقت میں ثابت ہوئی اور فلاں وقت میں ثابت ہوئی، صبح کے وقت بھی ثابت ہوئی، دوپہر کے وقت ثابت ہوئی، شام کے وقت ثابت ہوئی، دن میں ہوئی، رات میں ہوئی، ہمیشہ رہی یا جدا ہوگئی یا ان کے اسم کی پہلے یہ حالت تھی اب یہ ہوگئی۔

فصل۔ بدانکہ افعال مقاربہ چہار است عَسٰی و کَادَ و کَرُبَ و اَوْشَکَ وایں افعال در جملہ اسمیہ روند چوں کَانَ، اسم را برفع کنند وخبر را بنصب الّا آنکہ خبر اینہا فعل مضارع باشد با اَنْ۔ چوں عَسٰی زَیْدٌ اَنْ یَّخْرُجَ یا بے اَنْ چوں عَسٰی زَیْدٌ یَخْرُجُ وشاید کہ فعل مضارع با اَنْ فاعل عسٰی باشد واحتیاج بخبر نیفتد چوں عَسٰی اَنْ یَّخْرُجَ زَیْدٌ در محل رفع بمعنی مصدر۔

اس فصل میں افعال مقاربہ کا بیان ہے۔ دیکھو فعلوں کے بھی نام مختلف ہیں جیسے اسم کے نام مختلف بیان کئے گئے، کوئی اسم مبنی کوئی اسم معرب، کوئی معرفہ، کوئی نکرہ، کوئی مونث کوئی مذکر، کوئی واحد کوئی تثنیہ کوئی جمع کوئی اسم متمکن اور کوئی اسم غیر متمکن اسی طرح فعلوں کی حالت ہے کوئی فعل لازم ہے کوئی متعدی ہے کوئی متعدی بیک مفعول ہے کوئی متعدی بدو مفعول ہے کوئی متعدی بہ سہ مفعول ہے کوئی فعل تام اور کوئی فعل ناقص ہے کوئی ماضی ہے اور کوئی مضارع ہے کوئی امر ہے کوئی فعل مقارب ہے کوئی فعل تعجب ہے کوئی فعل قلبی ہے کوئی فعل غیر قلبی ہے کوئی فعل مدح کہلاتا ہے کوئی فعل ذم ہوتا ہے۔ جس طرح اسم کے بیان میں ہر ہر اسم کی تعریف اور علامت بیان کی گئی ایسے ہی فعل میں بھی ہر ایک کی تعریف اور اس کا عمل

بیان ہو رہا ہے چنانچہ اس فصل میں کچھ تھوڑا سا افعال مقاربہ کے متعلق بیان ہے۔ افعال مقاربہ وہ فعل کہلاتے ہیں کہ جن سے یہ پتہ لگتا ہے کہ ان کی خبر ان کے فاعل کے لئے قریب اور جلدی زمانہ میں حاصل ہونے والی ہے۔ کسی فعل میں تو خبر کا جلدی اور قریب حاصل ہونا محض امید ہی کے درجہ میں ہوتا ہے یقین اور ظن غالب نہیں ہوتا اور ان میں بعض فعل ایسے ہیں کہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ خبر کا ثبوت فاعل کیلئے عنقریب حاصل ہو جائے گا۔ اس جگہ گمان غالب ہوتا ہے اور بعض فعل ایسے ہیں کہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ خبر یقیناً جلدی فاعل کے واسطے ثابت ہونیوالی ہے یہ تینوں درجے علامات اور قرائن سے پیدا ہوتے ہیں۔ افعال مقاربہ کہ جن کے متعلق یہ مختصر سی تفصیل گذری موافق بیان مصنفؒ کے چار ہیں۔ ایک عسٰی، دوسرا کادَ، تیسرا کرب، چوتھا اوشک۔ ان میں سے پہلا تو محض امید کے واسطے آتا ہے جیسے عَسٰی زَیْدٌ اَنْ یَّخْرُجَ اس کا مطلب یہ ہے کہ زید کے نکلنے کی امید ہی امید ہے یقین نہیں۔ دوسرا کادَ ہے جیسے کَادَ زَیْدٌ یَخْرُجُ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ زید کا قریب زمانہ میں نکلنا یقین کے قریب ہو گیا۔ تیسرا کَرُبَ ہے جیسے کَرُبَتِ الشَّمْسُ یَخْرُجُ مطلب اس کا یہ ہے کہ آفتاب کا نکلنا قریب ہو گیا علامتوں سے اس کے جلدی نکلنے کا یقین ہو گیا، چوتھا اوشک ہے جیسے اَوْشَكَ زَیْدٌ اَنْ یَّخْرُجَ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ زید کا نکلنا جلدی سے ہو گا جیسے افعال ناقصہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں ایسے ہی یہ بھی جملہ اسمیہ پر داخل ہوں گے جیسے افعال ناقصہ اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں ایسے ہی یہ بھی اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیں گے۔

فرق افعال ناقصہ میں اور افعال مقاربہ میں یہ ہے کہ افعال مقاربہ کی خبر محض فعل مضارع اَن کے ساتھ یا بلا اَن کے ہوتی ہے بخلاف افعال ناقصہ کے ان کی خبر عام ہو گی یعنی کبھی مضارع اور کبھی غیر مضارع ہو گی جیسے کَانَ زَیْدٌ قَائِمًا۔ قائمًا خبر کان فعل ناقص کی ہے مضارع نہیں بلکہ اسم فاعل ہے، کبھی ایسا بھی ہو گا کہ عسٰی کو خبر کی ضرورت نہ ہو گی۔ یہ جب ہو گا کہ عسٰی کا فاعل مضارع مع اَن کے ہو اس وقت یہ عسٰی فاعل پر تمام ہو جائے گا، اس وقت یہ عسٰی فعل تام ہو گا ناقص نہ ہو گا جیسے عَسٰی اَنْ یَّخْرُجَ زَیْدٌ۔ تم کو معلوم ہے کہ جس وقت اَن ناصبہ مضارع پر داخل ہوتا ہے تو مضارع کو مصدر کے معنٰی میں کر دیتا ہے تو اس قانون کے لحاظ سے عَسٰی اَنْ یَّخْرُجَ زَیْدٌ کی عبارت اس طرح ہو گی عَسٰی خُرُوْجُ زَیْدٍ۔ دیکھو عسٰی فعل مقاربہ ہے، خروج اپنے مضاف الیہ زید سے مل کر فاعل عسٰی کا ہو گیا، معنٰی یہ ہوئے قریب ہے نکلنا زید کا۔ اس وقت

جملہ تام ہو گیا عسٰی کو خبر کی ضرورت نہ رہی۔

سوال:۔ عَسٰی اَنْ یَّخْرُجَ زَیْدٌ میں اَنْ یَّخْرُجَ فاعل ہے عسٰی کا اور فاعل کو ہوتا ہے رفع یہاں اس مثال میں اَنْ یَّخْرُجَ کو رفع نہیں۔

جواب:۔ رفع تین طرح ہوتا ہے ایک رفع لفظی جیسے زَیْدٌ ضَرَبَ زَیْدٌ میں اور کبھی ہوتا ہے رفع تقدیری جیسے مُوْسٰی میں اور کبھی ہوتا ہے رفع محلی جیسے جَاءَنِیْ ھٰؤُلَاءِ میں ھٰؤُلَاءِ کو رفع محلی ہے کیونکہ ھٰؤُلَاءِ مبنی ہے، مبنی پر اعراب نہ لفظی ہوتا ہے اور نہ تقدیری بلکہ مبنی ایسی جگہ میں ہوتا ہے کہ اگر اس مبنی کو یہاں سے ہٹا کر اس کی جگہ معرب رکھ جائے تو اس معرب پر اعراب لفظی (جیسے زید پر) یا اعراب تقدیری (جیسے موسٰی پر) آجائے۔ دیکھو ھٰؤُلَاءِ کو ہٹا کر ہم زید کو اسکی جگہ لاکر ایسے کہیں گے جَاءَنِیْ زَیْدٌ تو زید پر رفع آگیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ھٰؤُلَاءِ اعراب کی جگہ میں ضرور ہے مگر مبنی ہونے کی وجہ سے اس پر اعراب آ نہیں سکتا یہی حالت ہے اَنْ یَّخْرُجَ زَیْدٌ کی کہ یہ ان یخرج عسٰی کا فاعل ہے، اس کا رفع محلی ہے۔ ان یخرج کو ہٹا کر اس کی جگہ زید رکھو اور یوں کہو عَسٰی زَیْدٌ اَنْ یَّخْرُجَ تو زید پر رفع لفظی آجائے گا۔

سوال۔ نحو میر کے شروع میں آپ نے یہ بتایا کہ فعل مسند ہوتا اور مسند الیہ نہیں ہوتا یہاں تم خود کہتے ہو کہ ان یخرج مضارع فاعل عسٰی کا ہے تو اس وقت ان یخرج مسند الیہ ہوا۔

جواب۔ ابھی اوپر ہم کہہ چکے کہ ان مصدریہ ناصبہ نے یخرج کو مصدر کر دیا اور مصدر اسم ہوتا ہے لہذا مسند الیہ اسم ہوا نہ کہ فعل مضارع۔

فصل۔ بدانکہ افعال مدح و ذم چہار است نِعْمَ و حَبَّذَا برائے مدح، بِئْسَ و سَاءَ برائے ذم۔

تم کو یہ معلوم ہے کہ دنیا میں ہر قسم کے کام ہوتے ہیں اچھے بھی اور برے بھی۔ جو لوگ اچھے کام کرتے ہیں ان کو اچھا کہا جاتا ہے برے کام کرنے والوں کو برا کہا جاتا ہے، اچھے کام کرنے پر جو تعریف کیجائے اس کو فعل مدح کہتے ہیں۔ دو افعال مدح ہیں اور دو افعال ذم ہیں۔ افعال مدح نِعْمَ اور حَبَّذَا ہیں اور افعال ذم بِئْسَ وسَاءَ ہیں۔ یاد رکھو نِعْمَ اصل میں نَعِمَ بکسرِ عین تھا کثرت استعمال کی وجہ سے نعم کے عین کی حرکت نقل کرکے نون کی حرکت دور کرنے کے بعد نون کو دیدی، عین کو ساکن کر دیا نِعْمَ ہو گیا۔ ایسے ہی بِئْسَ اس کی اصل بَئِسَ تھی یہاں بھی وہی کیا جو کہ نعم میں کیا۔

وہر چہ مابعد فاعل باشد آں را مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم گویند

اصطلاح نحویوں کی اس طرح ہے کہ جس کی تعریف اور مدح کیجائے اس شخص کو مخصوص بالمدح کہتے ہیں اور جس شخص کی برائی اور مذمت کی جائے اس کو مخصوص بالذم کہتے ہیں۔

سوال۔ مخصوص بالمدح اور مخصوص بالذم جملہ میں کس جگہ ہوں گے؟

جواب۔ اول فعل مدح یا فعل ذم ہوگا اس کے بعد فعل مدح اور فعل ذم کا فاعل ہوگا اور فاعل کے بعد فعل مدح میں مخصوص بالمدح ہوگا اور فعل ذم کے فاعل کے بعد مخصوص بالذم ہوگا

وشرط آنست کہ فاعل معرف باللام باشد چوں نِعْمَ الرَّجُلُ زَیْدٌ یا مضاف بسوئے معرف باللام

چوں نِعْمَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَیْدٌ یا ضمیر مستتر ممیز بہ نکرہ منصوبہ چوں نِعْمَ رَجُلاً زَیْدٌ فاعل

نعم ہو است مستتر در نعم و رجلاً منصوب است بر تمیز زیرا کہ ہو مبہم است، وحَبَّذَا زَیْدٌ

حَبَّ فعل مدح است وذا فاعل او وزید مخصوص بالمدح وہچنیں بِئْسَ الرَّجُلُ زَیْدٌ وسَاءَ الرَّجُلُ عمرٌو

ان افعال مدح وذم کے علاوہ اور جو افعال ہیں ان کے فاعل میں صرف یہ شرط ہے کہ فاعل بعد میں ہو چاہے جیسا بھی ہو معرفہ بلام ہو یا نہ ہو ان افعال مدح وذم کے فاعل میں علاوہ فاعل حَبَّ کے یہ شرط ہے کہ فاعل ان کا معرف بلام ہو جیسے نِعْمَ الرَّجُلُ زَیْدٌ، بِئْسَ الرَّجُلُ زَیْدٌ سَاءَ الرَّجُلُ زَیْدٌ اور اگر ان کا فاعل معرف بلام نہ ہو تو پھر فاعل ایسا اسم ہو کہ معرف بلام کی طرف مضاف ہو جیسے نِعْمَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَیْدٌ، اس مثال میں نعم کا فاعل صاحب ہے جو اسم معرف بلام کی طرف مضاف ہے۔ اگر ان کا فاعل نہ تو معرف بلام اور نہ ایسا اسم ہو کہ جو معرف بلام کی طرف مضاف ہو تو پھر ان کا فاعل ضمیر ہوگی پوشیدہ اور ضمیر مستتر میں ابہام اور پوشیدگی ہوگی جس کو دور کرنے کیلئے تمیز لائی جائے گی وہ تمیز نکرہ منصوبہ ہوگی جیسے نِعْمَ رَجُلاً زَیْدٌ۔ نعم کا فاعل ضمیر ہے ھُوَ جو نعم میں پوشیدہ ہے کیونکہ اس ضمیر ھو میں ابہام ہے اس ابہام کو دور کرنے کے واسطے رجلاً تمیز لائی گئی۔ رجلا تمیز کے بعد مخصوص بالمدح ہے یعنی زید بالکل ایسی ہی تفصیل بِئْسَ اور سَاءَ کی ہے۔ حَبَّذَا پورا فعل نہیں ہے بلکہ فعل صرف حَبَّ ہے اور ذا اس کا فاعل ہے۔ زید مخصوص بالمدح ہے۔ حَبَّ کا فاعل ہمیشہ ذا ہی ہوگا اور بس۔

ترکیب میں نِعْمَ الرَّجُلُ زَیْدٌ کی دو قول ہیں، بعضوں نے کہا کہ نعم الرجل جملہ ہو کر خبر مقدم ہے اور زید مبتدا مؤخر ہے۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوگیا۔ بعضوں نے کہا کہ یہ دو جملے ہیں اصل اس کی نِعْمَ الرَّجُلُ هُوَ زَیْدٌ ہے۔ نِعْمَ الرَّجُلُ جملہ فعلیہ اور هُوَ زَیْدٌ

جملہ اسمیہ اس صورت میں زید خبر ہے مبتدا محذوف ھُوَ کی۔

فصل بدانکہ افعال تعجب دو صیغہ از ہر مصدر ثلاثی مجرد باشد اول ما افعلہ چوں مَا اَحْسَنَ زَیْدًا چہ نکواست زید، تقدیرش ای شئ احسن زیدا ما بمعنی ای شئ است درمحل رفع بابتدار و اَحْسَنَ درمحل رفع خبر مبتدا، و فاعل اَحْسَنَ ھو است در و مستتر و زیدًا مفعول بہ۔ دوم اَفْعِلْ بہٖ چوں اَحْسِنْ بِزَیْدٍ، اَحْسِنْ صیغہ امر ست بمعنی خبر تقدیرش ای احسن بزید ای صَارَ ذا حُسْنٍ و بار زائدہ است۔

افعال تعجب کا کچھ تھوڑا سا بیان نحو میر کے شروع انشار کی قسموں میں آچکا ہے، اس جگہ کے مناسب کچھ تفصیل اس فصل کے اندر بھی ہوگی، تم کو منشعب کے شروع میں معلوم ہوا ہے کہ ثلاثی مجر کے آٹھ باب ہیں، پانچ مطرد کے اور تین شاذ کے۔ ان آٹھوں بابوں سے جس قدر مصادر آتے ہیں ہر ہر مصدر سے دو دو صیغے فعل تعجب کے نکلتے ہیں، فعل تعجب کے دو صیغوں کے نکلنے میں تم کو کچھ تعجب نہ ہونا چاہئے جیسے ماضی مضارع امر وغیرہ کے نکلتے ہیں ایسے ہی تعجب کے بھی دو صیغے نکلتے ہیں ہاں تعجب کی چیز یہ ہے کہ مصدر ثلاثی سے دو صیغہ نکلے ان صیغوں کے وزن پر جو ثلاثی مزید باب افعال سے نکلتے ہیں۔ دیکھو صیغہ فعل تعجب اَفْعَلَ کے وزن پر نکلتا ہے، یہ وزن باب افعال کی ماضی صیغہ واحد مذکر غائب کا ہے۔ دوسرا وزن اَفْعِلْ ہے یہ وزن باب مذکور کے صیغۂ واحد مذکر حاضر بحث امر حاضر کا ہے یعنی اَفْعِلْ بر وزن اَکْرِمْ خلاصہ یہ ہوا کہ دو وزن اَفْعَلَ و اَفْعِلْ تعجب کیلئے ہر ہر مصدر ثلاثی مجرد سے نکلتے ہیں مثلاً ایک مصدر ثلاثی مجرد کا حُسْنٌ ہے اس سے دو صیغے فعل تعجب کے نکالتے ہیں ایک اَفْعَلَ کے وزن پر دوسرا اَفْعِلْ کے وزن پر اَفْعَلَ کے وزن پر اَحْسَنَ آئے گا اور اَفْعِلْ کے وزن پر اَحْسِنْ آئے گا، مگر تعجب کی چیز یہ ہے کہ ایک ان میں خبر اور دوسرا انشار یعنی پہلا وزن ماضی اور دوسرا امر۔ ماضی خبر ہوتا ہے اور امر انشار ہوتا ہے مگر معنیٰ دونوں کے ایک ہیں تم کو تعجب ہوگا کہ نحو میر میں تو فعل تعجب کی ایک مثال ما افعلہ دی ہے اور دوسری اَفْعِلْ بہٖ دی ہے اور میں نے پہلی مثال اَفْعَلَ دی ہے تو برادر عزیز تعجب کی اس میں کوئی بات نہیں۔ فعل تعجب صرف اَفْعَلَ اور اَفْعِلْ ہے مَا افعلہ میں ما اور ھو دوسری غرض سے بڑھایا گیا وہ غرض ابھی آگے آتی ہے افعل بہ میں بہ بھی اور غرض سے بڑھایا گیا جس کا بیان عنقریب آتا ہے۔ پہلے صیغے کی تفصیل۔ ما افعلہ اس کے وزن پر حُسْنٌ سے مَا اَحْسَنَہٗ نکلا اس کی اصل یہ ہے اَیُّ شَیْءٍ اَحْسَنَ زَیْدًا لفظی ترجمہ

اس کا یہ ہے کہ کیا چیز ہے کہ جس نے زید کو اچھا کر دیا، مرادی معنیٰ تعجب کے لہجہ میں یہ ہیں کیا ہی ٹھیک ہے زید یا بالفاظ دیگر کیا ہی اچھا ہے زید۔ ترکیب مَا اَحْسَنَ زَیْدًا کی یہ ہے ما بمعنیٰ ای شئ مبتدا اَحْسَنَ فعل ضمیر ہو مستتر وہ اس کا فاعل، زیدًا مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل مستتر اور زیدًا مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر خبر ہوئی مبتدا کی، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

سوال۔ ما جب مبتدا ہوا تو اس کو رفع ہونا چاہیے ایسے ہی اَحْسَنَ خبر ہے اسکو بھی رفع ہونا چاہیے

جواب۔ ما بھی مبنی ہے اور اَحْسَنَ بھی مبنی ہے مبنی پر اعراب نہ لفظی ہوتا ہے اور نہ تقدیری البتہ ان کا اعراب محلی ہوتا ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا لہذا ما بھی رفع کی جگہ میں ہے اور احسن بھی رفع کی جگہ میں ہے۔ دوسرے صیغے اَفْعِلْ بِہٖ کی کچھ تفصیل اَفْعِلْ بِہٖ صیغہ امر ہے، صورۃً انشاء ہے اور معنیً خبر ہے، اس کے وزن پر حُسْنٌ مصدر سے اَحْسِنْ بِزَیْدٍ آئے گا معنیٰ اس کے اور پہلے کے ایک ہی ہیں یعنی کیا ہی اچھا ہے زید تو اس لحاظ سے اَحْسِنْ بِزَیْدٍ کی اصل احسن زیدٌ ہوئی اور بِزَیْدٍ کی بار بے معنیٰ اور زائد ہوئی۔ دوسرے مصدروں سے بھی افعال تعجب نکالو۔ اَلضَّرْبُ سے پہلا صیغہ مَا اَضْرَبَہٗ دوسرا اَضْرِبْ بِزَیْدٍ۔ اَلْقَتْلُ سے مَا اَقْتَلَہٗ وَاَقْتِلْ بزید۔ اَلنَّصْرُ سے مَا اَنْصَرَہٗ و اَنْصِرْ بِزَیْدٍ۔ اَلدُّخُوْلُ سے مَا اَدْخَلَہٗ وَاَدْخِلْ بِزَیْدٍ پس جس مصدر سے بھی ثلاثی مجرد کے فعل تعجب نکالو اسی طرز سے نکالو۔

باب سوم در عمل اسمار عاملہ و آں یازدہ قسم است

خدا کے فضل و کرم سے افعال کی بحث عمل کے لحاظ سے ختم ہوئی۔ یہاں سے ان اسمار کا بیان ہے کہ جو فعل مضارع اور اسم متمکن میں عمل کرتے ہیں جو اسم عمل کرتے ہیں ان کی گیارہ قسمیں ہیں۔

اول اسمار شرطیہ بمعنیٰ اِنْ و آں نہ است مَنْ و مَا و اَیْنَ و مَتیٰ و اَیٌّ و اَنّٰی و اِذْمَا و حَیْثُمَا و مَهْمَا فعل مضارع را جزم کنند چوں مَنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ و مَا تَفْعَلْ اَفْعَلْ و اَیْنَ تَجْلِسْ اَجْلِسْ و مَتیٰ تَقُمْ اَقُمْ و اَیَّ شَیْءٍ تَاْکُلْ اٰکُلْ و اَنّٰی تَکْتُبْ اَکْتُبْ و اِذْمَا تُسَافِرْ اُسَافِرْ و حَیْثُمَا تَقْصُدْ اَقْصُدْ و مَهْمَا تَقْعُدْ اَقْعُدْ۔

اسمار عاملہ کی پہلی قسم اسمار شرطیہ ہیں جو ان شرطیہ کے معنیٰ میں ہوتے ہیں جیسے اِنْ دو جملوں پر داخل ہوتا ہے ایسے ہی یہ بھی دو جملوں پر داخل ہوتے ہیں جس طرح اِنْ اپنے مدخول فعل مضارع کو جزم دیتا ہے اسی طرح یہ بھی فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں جس طرح ان کے بعد جملہ اولیٰ شرط

ہوتا ہے ایسے ہی ان اسمار کے بعد بھی جملہ اولی شرط اور جملہ ثانیہ جزا ہوتا ہے۔ تعداد ان اسمار شرطیہ کی نو ہے جو متن میں مذکور ہے۔ مثالیں سب کی یہ ہیں مَنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ یعنی جس کو مار یگا تو ماروں گا میں۔ اگر تو زید کو مارے گا میں بھی زید کو ماروں گا اور اگر تو عمرؔ کو مارے گا میں بھی عمرؔ کو ماروں گا۔ من کا استعمال زیادہ تر انسان میں ہوتا ہے کبھی کبھی انسان کے علاوہ دوسری مخلوقات میں بھی من کا استعمال ہوجاتا ہے مَاتَفْعَلْ اَفْعَلْ جو چیز کرے گا تو کروں گا میں۔ یعنی اگر تو کھیتی کرے گا تو میں بھی کھیتی کروں گا، اگر تو تجارت کرے گا میں بھی تجارت کروں گا۔ ما کا استعمال زیادہ تر بے عقل چیزوں میں ہوتا ہے۔ انسان کے علاوہ سب چیزیں بے عقل کہلاتی ہیں کبھی کبھی ما کا استعمال ذی عقل یعنی انسان میں بھی ہوتا ہے اَیْنَ تَجْلِسْ اَجْلِسْ جس جگہ بیٹھے گا تو بیٹھوں گا میں۔ یعنی اگر تو مسجد میں بیٹھے گا تو میں بھی مسجد میں بیٹھوں گا، اگر تو بازار میں بیٹھے گا تو میں بھی بازار میں بیٹھوں گا، خلاصہ یہ ہوا کہ این کا استعمال جگہ اور مکان میں ہوتا ہے۔ مَتٰی تَقُمْ اَقُمْ جس وقت کھڑا ہوگا تو کھڑا ہوں گا میں یعنی اگر تو دن میں کھڑا ہوگا میں بھی دن میں کھڑا ہونگا اور اگر تو رات میں کھڑا ہوگا میں بھی رات میں کھڑا ہوں گا۔ متی کا استعمال وقت اور زمانہ میں ہوتا ہے۔ اَیَّ شَیْءٍ تَاْکُلْ اٰکُلْ جو چیز تو کھائے گا وہی میں کھاؤں گا یعنی اگر تو آم کھائے گا تو میں بھی آم کھاؤں گا اور اگر تو سیب کھائے گا میں بھی سیب کھاؤں گا۔ ای کا استعمال بے عقل چیزمیں ہوتا ہے۔ ای بغیر مضاف ہوئے دوسرے اسم کی طرف استعمال میں نہیں آتا جیسے ای شیءٍ تَاْکُلْ اٰکُلْ یعنی جو چیز تو کھائے گا میں بھی کھاؤں گا۔ اَنّٰی تَکْتُبْ اَکْتُبْ جس جگہ لکھے گا تو لکھونگا میں یعنی اگر تو مدرسہ میں لکھے گا میں بھی مدرسہ میں لکھوں گا اور اگر تو گھر لکھے گا میں بھی گھر لکھوں گا اَنّٰی بھی جگہ اور مکان میں استعمال ہوتا ہے۔ اِذْ مَاتُسَافِرْ اُسَافِرْ جس جگہ سفر کریگا تو سفر کروں گا میں۔ حَیْثُمَا تَقْصُدْ اَقْصُدْ جس جگہ کا قصد کرے گا تو قصد کروں گا میں یعنی اگر تو قصد کرے گا بیت اللہ شریف کا میں بھی قصد بیت اللہ شریف کا کروں گا اور اگر تو قصد کریگا بغداد کا میں بھی قصد بغداد کا کروں گا۔ حیثما بھی جگہ اور مکان کیلئے آتا ہے مَهْمَا تَقْعُدْ تَقْعُدْ جس وقت بیٹھے گا تو بیٹھوں گا میں یعنی اگر تو بیٹھے گا رات میں میں بھی رات میں بیٹھونگا اگر تو دن میں بیٹھے گا میں بھی دن میں بیٹھوں گا۔ نو اسمار عاملہ مع مثالوں کے ختم ہوئے۔

دوم اسمار افعال بمعنی ماضی چوں هَيْهَاتَ و شَتَّانَ و سَرْعَانَ۔ اسم را بنا بر فاعلیت برفع کنند چوں هَيْهَاتَ يَوْمُ الْعِيْدِ۔

دوسری قسم اسمار عاملہ کی اسمار افعال ہیں یعنی وہ اسم جو دیکھنے میں تو اسم ہیں اور معنیٰ فعل کے رکھتے ہیں۔ اگر ان اسمار میں زمانہ گذرا ہوا پایا جائے تو ان کا نام ہے اسمار افعال بمعنیٰ ماضی اور اگر ان کے معنیٰ میں زمانہ آئندہ پایا جائے تو ان کا نام ہے اسمار افعال بمعنیٰ امر حاضر معروف۔ وہ اسمار افعال جو معنیٰ میں فعل ماضی کے ہیں ان کی مثال هَيْهَاتَ وشَتَّانَ وسَرْعَانَ ہے هَيْهَاتَ معنیٰ میں بَعُدَ ماضی کے ہے اور شَتَّانَ معنیٰ میں فعل ماضی افتراق کے ہے سَرْعَانَ بمعنیٰ سَرُعَ فعل ماضی کے ہے هَيْهَاتَ يَوْمُ الْعِيْدِ اس کے معنیٰ ہیں دور ہو گیا عید کا دن، یہی معنیٰ بَعُدَ کے ہیں۔

سوال:۔ ان کا کیا عمل ہے؟

جواب:۔ ان کا عمل ما بعد والے اسم کو رفع دینا ہے کیونکہ وہ اسم ان کا فاعل ہوتا ہے اس وجہ سے ان کو رفع آتا ہے۔

سوم اسمار افعال بمعنیٰ امر حاضر چوں رُوَيْدَ وبَلْهَ وحَيَّهَلْ وهَلُمَّ وعَلَيْكَ ودُوْنَكَ وهَا۔ اسم را بنصب کنند بنا بر مفعولیت چوں رُوَيْدَ زَيْدًا اى اَمْهِلْهُ۔

وہ اسمار افعال جو امر حاضر معروف کے معنیٰ میں آتے ہیں اُن میں سے ایک رُوَيْدَ ہے جو کہ اَمْهِلْ کے معنیٰ میں آتا ہے اَمْهِلْ صیغہ واحد مذکر حاضر بحث امر باب افعال۔ معنیٰ اس کے مہلت دے تو۔ دوسرا بَلْهَ ہے جو کہ دَعْ کے معنیٰ میں آتا ہے یعنی چھوڑ تو۔ تیسرا حَيَّهَلْ ہے جو کہ معنیٰ میں اِيْتِ کے آتا ہے، معنیٰ اس کے آ تو۔ چوتھا هَلُمَّ ہے یہ بھی اِيْتِ کے معنیٰ میں آتا ہے۔ پانچواں عَلَيْكَ ہے یہ اَلْزِمْ کے معنیٰ میں آتا ہے یعنی لازم پکڑ لے تو۔ چھٹا دُوْنَكَ ہے جو کہ معنیٰ میں خُذْ کے آتا ہے معنیٰ اس کے لے تو۔ ساتواں هَا ہے یہ بھی خُذْ کے معنیٰ میں آتا ہے۔

سوال۔ یہ اسمار افعال بمعنیٰ امر حاضر معروف کیا عمل کرتے ہیں؟

جواب۔ ان کا فاعل تو ضمیر مستتر انت ہے، ان کے بعد والا اسم لامحالہ مفعول بہ ہوگا، اور مفعول کو نصب ہوتا ہی ہے لہذا یہ اسمار افعال ما بعد والے اسم کو نصب دیں گے جیسے رُوَيْدَ زَيْدًا، بَلْهَ زَيْدًا، دُوْنَكَ زَيْدًا، عَلَيْكَ زَيْدًا، حَيَّهَلِ الصَّلٰوةَ۔ هَا زَيْدًا۔ هَلُمَّ خَيْرًا۔ اس بیان کے موافق اسمار افعال کل دس ہوئے۔ تین فعل ماضی کے معنیٰ میں اور سات امر حاضر کے معنیٰ میں۔

چہارم اسم فاعل بمعنیٰ حال واستقبال عمل فعل معروف کند بشرط آنکہ اعتماد کردہ باشد بر لفظے کہ پیش ازو باشد وآں لفظ یا مبتدا باشد در لازم چوں زَيْدٌ قَائِمٌ اَبُوْهُ ودر متعدی

زَیْدٌ ضَارِبٌ اَبُوْہُ عَمْرًا یا موصوف چوں مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٌ اَبُوْہُ عَمْرًا یا موصول چوں جَاءَنِی القَائِمُ اَبُوْہُ و جَاءَنِی الضَارِبُ ابوہ بَکْرًا یا ذوالحال چوں جَاءَنِی زَیْدٌ رَاکِبًا غُلَامُہٗ فَرَسًا یا ہمزہ استفہام چوں اَضَارِبٌ زَیْدٌ عَمْرًا یا حرف نفی چوں مَا قَائِمٌ زَیْدٌ ہماں عمل کہ قَامَ و ضَرَبَ می کرد قَائِمٌ و ضَارِبٌ می کنند۔

چوتھی قسم اسمار عاملہ کی اسم فاعل ہے۔

سوال۔ اسم فاعل اور فاعل میں کیا فرق ہے؟

جواب۔ فاعل اُس ذات کو کہتے ہیں کہ جس سے فعل صادر ہوا ہو اور اسم فاعل اس اسم کا نام ہے کہ جو کام کرنے والی ذات پر دلالت کرے جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ میں زید فاعل ہے اور زَیْدٌ ضَارِبٌ میں ضَارِبٌ اسم فاعل ہے اور ضَرَبَ ضَارِبٌ میں ضَارِبٌ اسم فاعل بھی ہے اور فاعل بھی ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ فاعل اور اسم فاعل میں عموم وخصوص من وجہ کی نسبت ہے، پہلی مثال میں محض فاعل ہے اور دوسری میں محض اسم فاعل ہے تیسری میں فاعل اور اسم فاعل دونوں ہیں۔

تم کو میزان میں معلوم ہو چکا کہ اسم فاعل فعل معروف سے نکلتا ہے لہذا عمل وہی کرے گا کہ جو فعل معروف کرتا ہے، اگر فعل معروف لازم ہے تو اس سے نکلا ہوا اسم فاعل بھی لازم ہوگا اور فعل لازم فاعل کو رفع کرتا ہے یہ بھی فاعل کو رفع کرے گا۔ اور اگر فعل معروف متعدی ہے تو جو اسم فاعل اس سے مشتق ہوگا وہ بھی متعدی ہوگا، فعل متعدی فاعل کو رفع اور مفعول کو نصب کرے گا یہ اسم فاعل بھی فاعل کو رفع اور مفعول کو نصب کریگا اگر اسکا فعل متعدی بیک مفعول ہے تو یہ بھی متعدی بیک مفعول ہوگا اور اس کا فعل متعدی بدو مفعول ہے تو یہ بھی متعدی بدو مفعول ہوگا اور اگر اس کا فعل متعدی بہ سہ مفعول ہے تو یہ بھی متعدی بہ سہ مفعول ہوگا۔

اسم فاعل کے عمل کرنے کے لئے شرط یہ ہے کہ اس میں معنیٰ حال کے یا استقبال کے ہوں۔ اگر معنیٰ میں ماضی کے ہوگا تو یہ عمل نہ کرے گا۔

سوال۔ یہ شرط کیوں لگائی کہ معنی میں حال یا استقبال کے ہو؟

جواب۔ یہ شرط اس وجہ سے لگائی کہ اسم فاعل عمل اس وجہ سے کرتا ہے کہ یہ مشابہ فعل مضارع کے ہوتا ہے جتنے حروف مضارع میں ہوتے ہیں اتنے ہی اسم فاعل میں ہوتے ہیں، جس قدر حرکتیں اور سکون مضارع میں ہوتے ہیں اتنے ہی اسم فاعل میں ہوتے ہیں جیسے یَضْرِبُ اور ضَارِبٌ دیکھو چار چار حروف اور تین تین حرکتیں اور ایک ایک سکون دونوں میں ہیں۔ یہ تو لفظی مشابہت

دونوں کی ہوئی، معنوی مشابہت کو بھی عمل کے لئے شرط کر دیا تا کہ لفظی اور معنوی دونوں شاہتوں کی وجہ سے عمل میں قوت پیدا ہو جائے اور یہ جب ہی حاصل ہو سکتی ہے کہ مثل مضارع کے یہ بھی معنی میں حال یا استقبال کے ہو۔ دوسری شرط اسم فاعل کے عمل کی یہ ہے کہ چھ چیزوں سے ایک نہ ایک اس سے پہلے ہو کہ جس پر یہ اعتماد کر کے عمل کرے۔ وہ چھ چیزیں یہ ہیں۔ مبتدا یا موصوف یا ذوالحال یا موصول یا حرف استفہام یا حرف نفی۔

مثال اس اسم فاعل کی کہ جس سے پہلے مبتدا ہوا اور وہ فعل لازم سے مشتق ہو جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ اَبُوْہُ قَائم اس میں اسم فاعل ہے بواسطہ یقوم قَامَ سے مشتق ہے۔ قَامَ فعل لازم ہے جو صرف فاعل کو رفع کرتا ہے۔ قَائِمٌ بھی لازم ہے کہ جس نے ابوہ کو رفع دیا۔ ابو چونکہ اسماء ستہ مکبرہ میں سے ہے لہذا اس کو حالت رفع میں واو دیدیا، قَائِمٌ اپنے فاعل ابوہ سے مل کر زید مبتدا کی خبر ہو گئی۔ مثال اس اسم فاعل کی کہ جس سے پہلے مبتدا ہوا اور وہ اسم فاعل فعل متعدی سے مشتق ہوا ہو جیسے زَیْدٌ ضَارِبٌ اَبُوْہُ عَمْرًا۔ اس مثال میں زید مبتدا ہے ضَارِبٌ اسم فاعل ہے کہ جو بواسطہ یَضْرِبُ کے ضَرَبَ سے مشتق ہوا ہے۔ ابوہ ضارب کا فاعل ہے، عمرًا مفعول بہ ہے، چونکہ ضارب متعدی بیک مفعول ہے اس لئے فاعل کو رفع اور مفعول بہ کو نصب دیکر ختم ہو گیا۔

مثال اس اسم فاعل کی کہ جس سے پہلے موصوف ہو جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٌ اَبُوْہُ عَمْرًا اس مثال میں برَجُلٍ میں رَجُلٍ موصوف ہے ضَارِبٌ اسم فاعل ہے ابوہ اس کا فاعل ہے عمرا مفعول بہ ہے، اسم فاعل اپنے فاعل ابوہ سے اور عمرًا مفعول بہ سے مل کر صفت ہوئی رَجُل کی رَجُل موصوف اپنی صفت سے مل کر مجرور ہوا جار کا جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا مَرَرْتُ فعل کے۔ مثال اس اسم فاعل کی کہ جس سے پہلے موصول ہو جیسے جَاءَنِی الْقَائِمُ اَبُوْہُ اس مثال میں جَاءَ فعل ہے الْقَائم پر جو الف لام ہے یہ معنی میں الَّذِیْ کے ہے قَائِمٌ اسم فاعل ہو اَبُوْہُ قَائِمٌ کا فاعل ہے۔ قَائِمٌ اپنے فاعل اَبُوْہُ سے مل کر صلہ ہوا۔ الف لام بمعنی الَّذِیْ کا موصول اپنے صلہ سے مل کر فاعل ہوا جَاءَ کا۔ یہ مثال تو اسم فاعل لازم کی تھی۔ مثال اس اسم فاعل کی کہ اس سے پہلے موصول ہو اور اسم فاعل فعل متعدی سے مشتق ہوا ہو، جیسے جَاءَنِی الضَّارِبُ اَبُوْہُ بَکْرًا۔ ضَارِبُ اسم فاعل اپنے فاعل اَبُوْہُ اور بَکْرًا مفعول بہ سے مل کر صلہ ہوا موصول کا موصول اپنے صلہ سے مل کر فاعل ہوا جَاءَ کا۔ مثال اس اسم فاعل کی کہ جس سے پہلے ذوالحال ہو جیسے جَاءَنِی زَیْدٌ رَاکِبًا غُلَامُہٗ فَرَسًا اس مثال میں رَاکِبًا اسم فاعل ہے غُلَامُہٗ رَاکِبًا کا

فاعل ہے فَرَسًا مفعول بہ ہے رَاکِبًا کا رَاکِبًا اپنے فاعل غُلَامُہٗ اور فَرَسًا مفعول بہ سے مل کر حال ہوا زَیْدٌ ذو الحال کا۔ زَیْدٌ ذو الحال اپنے رَاکِبًا حال سے مل کر فاعل ہوا جَاءَ کا۔
مثال اس اسم فاعل کی کہ جس سے پہلے حرف استفہام ہو جیسے أَضَارِبٌ زَیْدٌ عَمْرًا۔ ضَارِبٌ اسم فاعل ہے۔ زید اس کا فاعل ہے۔ عَمْرًا اس کا مفعول بہ ہے ضَارِبٌ اپنے فاعل زَیْدٌ اور عَمْرًا مفعول بہ سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا، اس نے اعتماد ہمزہ استفہام پر اس مثال میں اس معنی کر کیا کہ اس حرف استفہام سے فعل أَسْتَفْهِمُ صیغہ واحد متکلم بحث فعل مضارع نکلتا ہے کیونکہ اس کے معنیٰ یہ ہیں میں استفہام کرتا ہوں کہ زید مارنے والا ہے۔
مثال اس اسم فاعل کی جو حرف نفی کے بعد ہو جیسے مَا قَائِمٌ زَیْدٌ، اس مثال میں قَائِمٌ نے زید فاعل سے مل کر اعتماد حرف نفی پر کیا ہے، یہاں بھی فعل نکلے گا یعنی اَنْفِی تو حقیقت میں ان دونوں مثالوں میں اعتماد فعل پر ہے، اگرچہ صورۃً حرفِ استفہام اور حرف نفی پر ہے۔ تم نے دیکھا کہ جو عمل فعل کرتا ہے وہی عمل اس سے نکلا ہوا اسم فاعل کرتا ہے۔

پنجم اسم مفعول بمعنی حال و استقبال عمل فعل مجہول کند بشرط اعتماد مذکور، چوں زَیْدٌ مَضْرُوْبٌ أَبُوْهُ و عَمْرٌو معطیٰ غُلَامُہٗ دِرْهَمًا و بَكْرٌ مَعْلُوْمٌ ابْنُہٗ فَاضِلًا و خَالِدٌ مُخْبَرٌ ابْنُہٗ عَمْرًا فَاضِلًا ہماں عمل کہ ضُرِبَ و أُعْطِيَ و عُلِمَ و أُخْبِرَ می کرد مَضْرُوْبٌ و مُعْطًی و مَعْلُوْمٌ و مُخْبَرٌ می کند۔

پانچویں قسم اسمار عاملہ کی اسم مفعول ہے۔ اسم مفعول اس ذات کا نام ہے کہ جس پر فاعل کا فعل واقع ہو، اس کے عمل کرنے کے لئے بھی دو شرطیں ہیں ایک یہ کہ معنیٰ میں حال یا استقبال کے ہو دوسری شرط یہ ہے کہ جیسے اسم فاعل اپنے ماقبل پر اعتماد کرتا ہے ایسے ہی یہ بھی ماقبل پر اعتماد کرے یہ بات بھی تم کو میزان میں معلوم ہو چکی کہ اسم مفعول فعل مجہول سے مشتق ہوتا ہے تو جو عمل فعل مجہول کرے گا وہی عمل اسم مفعول کرے گا۔ یہ تم کو معلوم ہے کہ فعل مجہول بجائے فاعل کے مفعول مالم یسم فاعلہ کو رفع دیتا ہے اور باقی کو نصب۔ ایسے ہی اسم مفعول مفعول مالم یسم فاعلہ کو رفع دے گا یعنی اس کا فعل اگر متعدی بیک مفعول ہو گا تو یہ بھی متعدی بیک مفعول ہو گا، اور اگر اس کا فعل متعدی بہ سہ مفعول ہو گا تو یہ بھی متعدی بہ سہ مفعول ہو گا۔
مثال اس اسم مفعول کی جو متعدی بیک مفعول ہے جیسے زَیْدٌ مَضْرُوْبٌ غُلَامُہٗ اس مثال میں زید مبتدا ہے۔ مَضْرُوْبٌ اسم مفعول ہے، غُلَامُہٗ اس کا مفعول مالم یسم فاعلہ ہے۔ مَضْرُوْبٌ

اپنے مفعول مالم یسم فاعلہ سے مل کر خبر ہوئی مبتدا کی۔
مثال اس اسم مفعول کی جو متعدی بدو مفعول ہے ایک کو باقی رکھنا اور ایک کا حذف کرنا جائز ہو جیسے عَمْرٌو مُعْطیً غُلَامُہٗ دِرْهَمًا اس مثال میں عمرو مبتدا ہے۔ مُعْطیً اسم مفعول ہے غُلَامُہٗ اس کا مفعول مالم یسم فاعلہ ہے دِرْهَمًا اس کا مفعول بہ ثانی ہے۔ اس مثال میں ایک مفعول کا حذف کرنا اور دوسرے کو باقی رکھنا جائز ہے۔ مثال اس اسم مفعول کی کہ جو متعدی بدو مفعول ہو اور ایک کو حذف کرنا اور دوسرے کو باقی رکھنا جائز نہ ہو بَکْرٌ مَعْلُوْمٌ اِبْنُہٗ فَاضِلًا ہے۔ اس مثال میں بکر مبتدا ہے معلومٌ اسم مفعول ہے ابنُہٗ اس کا مفعول مالم یسم فاعلہ ہے۔ فَاضِلًا مفعول ثانی ہے، اس میں سے ایک کا حذف کرنا جائز نہیں۔ مثال اس اسم مفعول کی کہ جو متعدی بہ سہ مفعول ہو جیسے خَالِدٌ مُخْبَرٌ اِبْنُہٗ عَمْرًا فَاضِلًا، اس مثال میں خَالِدٌ مبتدا ہے مُخْبَرٌ اسم مفعول ہے باب افعال سے اِبْنُہٗ اس کا مفعول مالم یسم فاعلہ۔ عمرًا مفعول ثانی ہے اور فَاضِلًا مفعول ثالث ہے۔ تم نے دیکھا کہ جو عمل ضُرِبَ اور اُعْطِیَ و عُلِمَ اور اُخْبِرَ کرتے ہیں یہی عمل ان افعال سے نکلے ہوئے مفعولات کرتے ہیں۔

ششم صفت مشبہ عمل فعل خود کند بشرط اعتماد مذکور چوں زَیْدٌ حَسَنٌ غُلَامُہٗ۔
ہماں عمل کہ حَسُنَ می کرد حَسَنٌ می کند۔

صفت مشبہ اس صفت کو کہتے ہیں کہ جس کا ثبوت اپنے موصوف کیلئے برابر یکساں رہے اس میں تجدد اور حدوث نہ ہو بخلاف اسم فاعل کے کہ اس کا ثبوت ذات کیلئے یکساں نہیں رہتا یعنی اس میں تجدد اور حدوث ہوتا ہے۔

سوال۔ صفت مشبہ کو مشبہ کیوں کہتے ہیں ؟

جواب۔ مشبہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ صفت مشابہ ہوتی ہے اسم فاعل کے تثنیہ اور جمع مذکر اور مؤنث ہونے میں۔ جیسے۔ حَسَنٌ، حَسَنَانِ، حَسَنُوْنَ، حَسَنَۃٌ، حَسَنَتَانِ حَسَنَاتٌ ایسا ہے جیسے فاعل۔ فاعلان۔ فاعلون۔ فاعلۃ۔ فاعلتان۔ فاعلات۔

سوال۔ صفت مشبہ کیا عمل کرتی ہے ؟

جواب۔ صفت مشبہ چونکہ فعل لازم سے مشتق ہوتی ہے اس وجہ سے اپنے فاعل کو رفع کرتی ہے۔

سوال۔ صفت مشبہ یہ عمل کس وقت کرے گی ؟

جواب۔ صفت مشبہ یہ عمل اس وقت کرے گی جبکہ اپنے ماقبل پر اسم فاعل اور اسم مفعول

کی طرح یہ بھی اعتماد کرے جیسے زَیْدٌ حَسَنٌ غُلَامُهٗ. حَسَنٌ صفت مشبہ ہے۔ غُلَامُهٗ اس کا فاعل ہے۔ حَسَنٌ اپنے فاعل سے مل کر خبر ہے زید مبتدا کی۔ یعنی زید کا غلام حسین ہے تو حسن ایسی چیز ہے کہ جس وقت سے حسین کے ساتھ قائم ہوتا ہے برابر یکساں رہتا ہے۔

ہفتم اسم تفضیل و استعمال او بر سہ وجہ است بہ مِن چوں زَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو یا بالف ولام چوں جَاءَنِیْ زَیْدُنِ الْاَفْضَلُ یا باضافت چوں زَیْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ وعمل او در فاعل باشد و آں ہو است فاعل افضل کہ در و مستتر است۔

ساتویں قسم اسماء عاملہ کی اسم تفضیل ہے، اسم تفضیل اس اسم کو کہتے ہیں کہ جو کسی فعل سے مشتق ہو تاکہ دلالت کرے ایسی ذات پر کہ جس میں بمقابلہ دوسرے کے صدور فعل یا وقوع فعل میں زیادتی ہو جیسے۔ اَضْرَبُ اس کے معنیٰ ہیں زیادہ مارنے والا ضَارِبٌ کے معنیٰ ہیں مارنے والا۔ مطلب یہ ہوا کہ دو شخصوں سے فعل ضرب صادر ہوا، ایک نے زیادہ مارا اور دوسرے نے کم جس نے کم مارا اس کے واسطے اسم فاعل ضَارِبٌ بولا جائے گا اور جس نے زیادہ مارا اس کے واسطے اَضْرَبُ اسم تفضیل بولا جائے گا ایسے ہی ایک اَعْلَمُ اور دوسرا عَالِمٌ جس کا علم زیادہ ہو اس کو اعلم کہیں گے اور جس کا علم کم ہو اس کو عَالِمٌ کہیں گے جس طرح اسم تفضیل فاعل کی زیادتی بیان کرتا ہے ایسے ہی مفعول کی زیادتی بھی بیان کرتا ہے جیسے دو شخص مشہور و معروف ہیں ایک زیادہ اور دوسرا کم، جو زیادہ مشہور ہے اس کو اَشْهَرُ کہیں گے اور جو اس سے کم مشہور ہے اس کو مشہور کہیں گے۔

جس ثلاثی مجرد کے مصدر کے معنیٰ میں رنگ اور عیب کے معنیٰ پائے جائیں گے اس سے اسم تفضیل اَفْعَلُ کے وزن پر نہیں آئے گا، مثلاً اَحْمَرُ اور اَعْوَرُ کو اسم تفضیل نہ کہیں گے کیونکہ اَحْمَرُ کے معنیٰ میں رنگت اور اَعْوَرُ کے معنیٰ میں عیب پایا جاتا ہے کیونکہ اَحْمَرُ کے معنیٰ سرخ مرد اور اَعْوَرُ کے معنیٰ یک چشم مرد، اس کو صفت مشبہ کہیں گے اور اگر رنگ اور عیب والے مادہ سے اسم تفضیل بنانا ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ اول لفظ اَشَدُّ لائیں گے اس کے آگے مصدر رکھدیں گے اور اس طرح کہیں گے هُوَ اَشَدُّ حُمْرَةً وہ زیادہ ہے سرخی کے لحاظ سے اَشَدُّ عَمًى وہ زیادہ ہے اندھا ہونے کے لحاظ سے اور اگر اسم تفضیل ثلاثی مزید یا رباعی مجرد سے بنانا ہو تو اس کا طریقہ بھی یہی ہے کہ اول لفظ اَشَدُّ لائیں گے۔ آگے ثلاثی مزید کے باب کا وہ مصدر رکھیں گے کہ جس میں زیادتی بیان کرنی ہے مثلاً کوئی شخص لوگوں کی تعظیم زیادہ کرتا ہے تو اس کو اس طرح تعبیر کریں گے هُوَ اَشَدُّ اِكْرَامًا یا کوئی شخص احسان زیادہ کرتا ہے تو اس کو اس طرح کہیں گے هُوَ

اَشَدُّ اِحْسَانًا یا کوئی شخص پرہیز زیادہ کرتا ہے تو اس کو یوں کہیں گے ھُوَ اَشَدُّ اِجْتِنَابًا یا کوئی شخص آگے زیادہ بڑھتا ہے تو اس کو اس طرح کہا جائے گا ھُوَ اَشَدُّ تَقَدِّیْمًا یا کوئی شخص کسی مقابلہ میں زیادہ آتا ہے تو اس کو یوں کہا جائے گا ھُوَ اَشَدُّ تَقَابُلًا، اسی پر دوسرے بابوں کو قیاس کر کے مثالیں خود بنا لو۔

یہاں سے اسم تفضیل کا بیان باعتبار استعمال کے شروع کرتا ہوں اسم تفضیل کا استعمال تین تین طرح ہوگا مِنْ حرف جر کیساتھ یا الف لام کیساتھ یا اضافت کے ساتھ۔ مثال اسم تفضیل کی کہ جس کا استعمال مِن کے ساتھ ہو جیسے زَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو اس مثال میں زَیْدٌ مفضل ہے اور عمرو مفضل علیہ یعنی جس کو فضیلت میں بڑھایا جائے وہ مفضل کہلاتا ہے اور جس سے بڑھایا جائے اس کو مفضل علیہ کہتے ہیں۔ اس مثال میں زید کو عمرو پر بڑھایا گیا اس وجہ سے زید مفضل ہوا اور عمرو مفضل علیہ ہوا۔ مثال اس اسم تفضیل کی کہ جس کا استعمال الف و لام کے ساتھ ہو جیسے زَیْدُ نِ الْاَفْضَلُ مثال اُس اسم تفضیل کی کہ جس کا استعمال اضافت کے ساتھ ہو یعنی اسم تفضیل مضاف ہو دوسرے اسم کی طرف جیسے زَیْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ اس مثال میں افضل اسم تفضیل ہے القوم کی طرف مضاف ہے۔ آمدم برسر مطلب یعنی اسم تفضیل عمل کیا کرتا ہے، اسم تفضیل کا عمل صرف یہ ہے کہ فاعل کو رفع کرے اور بس۔

سوال۔ اسم تفضیل کا فاعل کیا ہوتا ہے؟

جواب۔ اس کا فاعل ضمیر ہوتی ہے جو کہ اسم تفضیل میں پوشیدہ ہوتی ہے۔

سوال۔ اسم تفضیل کا فاعل کیا ہمیشہ ضمیر ہی ہوگی اسم صریح نہ ہوگا؟

جواب۔ اس کا فاعل ہمیشہ ضمیر پوشیدہ ہی ہوگی کبھی ایک آدھ جگہ اس کا فاعل اسم ظاہر ہوگا مگر بڑی شرطوں اور الجھنوں کے ساتھ کہ جس کا حال بڑی کتابوں میں مسئلہ کحل میں معلوم ہوگا، دشواری کی وجہ سے یہاں چھوڑ دیا۔

ہشتم مصدر بشرط آنکہ مفعول مطلق نہ باشد عمل فعلش کند چوں اَعْجَبَنِیْ ضَرْبُ زَیْدٍ عَمْرًا

آٹھویں قسم اسماء عاملہ کی مصدر ہے جیسے فعل عمل کرتا ہے ایسے ہی مصدر بھی عمل کرتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ وہ مصدر عمل کرنے والا مفعول مطلق نہ ہو۔ اگر مصدر مفعول مطلق ہوگا تو عمل نہ کرے گا مثلاً ضَرَبْتُ ضَرْبًا زَیْدًا میں ضَرْبًا مفعول مطلق ہے اور زیداً مفعول بہ ہے زیداً کو نصب ضَرَبْتُ فعل نے دیا ہے ضَرْبًا نے نہیں دیا۔

مثال مصدر عامل کی جیسے اَعْجَبَنِیْ ضَرْبُ زَیْدٍ عَمْرًا ۔ ضَرْبُ مصدر ہے زید اس کا فاعل ہے اور عمرًا اس کا مفعول بہ ہے۔ ضَرْبُ مصدر اپنے فاعل اور عمرًا مفعول بہ سے مل کر فاعل اَعْجَبَ ہوگیا

سوال۔ جب زید ضرب مصدر کا فاعل ہے تو مجرور کیوں ہے؟ فاعل کو تو رفع ہوتا ہے۔

جواب۔ زَیْدٍ ضَرْبُ کا فاعل ہے مجرور اس وجہ سے ہے کہ ضَرْب مصدر اپنے فاعل کی طرف مضاف ہے اور زَیْدٍ فاعل مضاف الیہ ہے اور تم کو معلوم ہے کہ مضاف الیہ ہمیشہ مجرور رہوتا ہے البتہ زید کو محلی رفع ہے۔

نہم اسم مضاف مضاف الیہ را بجر کند چوں جاءَنِیْ غُلَامُ زَیْدٍ بدانکہ اینجا لام بحقیقت مقدر است زیرا کہ تقدیرش آنست کہ غُلَامٌ لِزَیْدٍ.

نویں قسم اسمار عاملہ کی اسم مضاف ہے یعنی اسم مضاف صورۃً مضاف الیہ کو جر دیتا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ مضاف الیہ کا جر دینے والا یہاں حرف جار ہے کہ جو عبارت سے اس وجہ سے نکال دیا کہ مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان فاصلہ نہ ہوجائے جیسے غُلَامُ زَیْدٍ اس کی اصل یہ تھی غُلَامٌ لِزَیْدٍ اس اضافت کو اضافت بتقدیر لام کہتے ہیں اضافت کی تین قسمیں ہیں ایک اضافت بتقدیر لام ایک اضافت بتقدیر فی جیسے صَلٰوۃُ اللَّیْلِ ایک اضافت بتقدیر من جیسے خَاتَمُ فِضَّۃٍ یعنی صَلٰوۃٌ فِی اللَّیْلِ وخَاتَمٌ مِنْ فِضَّۃٍ

دہم اسم تام تمیز را نصب کند۔ وتمامی اسم یا بتنوین باشد چوں مَا فِی السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَۃٍ سَحَابًا یا بتقدیر تنوین چوں عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا و زَیْدٌ اَکْثَرُ مِنْكَ مَالًا یا بنون تثنیہ چوں عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرًّا یا بنون جمع چوں هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا یا مشابہ نون جمع چوں عِنْدِیْ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا تا تِسْعُوْنَ یا باضافت چوں عِنْدِیْ مِلْؤُهٗ عَسَلًا۔

دسویں قسم اسمار عاملہ کی اسم تام ہے، اسم تام اس کو کہتے ہیں کہ وہ اسم ایسی حالت پر ہو کہ اس حالت کے ہوتے ہوئے دوسرے اسم کی طرف مضاف نہ ہو۔

سوال۔ اسم تام کس کس چیز سے ہوتا ہے؟

جواب۔ اسم تام ایک تو تنوین سے ہوتا ہے چاہے تنوین لفظی ہو یا تقدیری اور اسم تام نون تثنیہ سے ہوتا ہے اور اسم تام نون جمع سے ہوتا ہے اور اُس نون سے ہوتا ہے کہ جو نون مشابہ نون جمع کے ہو۔ اور اسم تام اضافت سے ہوتا ہے اور اسم تام الف ولام سے بھی ہوتا ہے دیکھو تنوین اور نون تثنیہ اور نون جمع اور اضافت اور الف ولام یہ سب کی سب اسم کی ایسی حالتیں ہیں کہ ان میں سے کسی حالت کے ہوتے ہوئے مضاف نہیں ہوسکتا۔ مثال اس اسم تام

کی جو تنوین سے تام ہوا ہو جیسے مَا فِی السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا، اس مثال میں چاروں اسم تام ہیں السماء الف لام کی وجہ سے قَدْرُ رَاحَةٍ میں قدر اضافت کی وجہ سے رَاحَةٍ تنوین کی وجہ سے سَحَابًا بھی تنوین کی وجہ سے مگر مقصود ان چاروں میں رَاحَةٍ کی تمامیت ہے نہ کہ اوروں کی۔ مثال اس اسم تام کی کہ جو تثنیہ کی وجہ سے تام ہو جیسے قَفِيْزَانِ مثال اس اسم تام کی جو نون جمع اور مشابہ نون جمع کی وجہ سے تام ہو جیسے بِالْاَخْسَرِيْنَ اور عِشْرُوْنَ تِسْعُوْنَ تک۔ مثال اس اسم تام کی جو اضافت کی وجہ سے تام ہو جیسے مِلْؤُهٗ عَسَلًا اور مثال اس اسم تام کی جو الف ولام کی وجہ سے تام ہو جیسے الرَّجُلُ۔

سوال:۔ اسم تام عمل کیا کرتا ہے؟

جواب:۔ اسم تام تمیز کو نصب کرتا ہے۔ پہلی مثال میں رَاحَةٍ اسم تام نے سَحَابًا تمیز کو نصب دیدیا اور اَحَدَ عَشَرَ نے رَجُلًا کو نصب دیا۔ اَكْثَرُ نے مَالًا کو نصب دیا قَفِيْزَانِ اسم تام نے بُرًّا تمیز کو نصب دیا۔ اَخْسَرِيْنَ اسم تام نے اَعْمَالًا تمیز کو نصب دیا۔ عِشْرُوْنَ اسم تام نے دِرْهَمًا تمیز کو نصب دیا مِلْؤُهٗ اسم تام نے عَسَلًا تمیز کو نصب دیا۔ البتہ وہ اسم تام جو الف ولام کی وجہ سے تام ہو وہ تمیز کو نصب نہیں کرتا۔

یازدہم اسمار کنایہ از عدد، وآں دو لفظ است کَمْ و کَذَا۔ کم بر دو قسم است استفہامیہ وخبریہ۔ کم استفہامیہ تمیز را نصب کند و کذا نیز چوں کَمْ رَجُلًا عِنْدَكَ وعِنْدِیْ كَذَا دِرْهَمًا۔ وکم خبریہ تمیز را بجر کند چوں کَمْ مَالٍ اَنْفَقْتُ۔ کَمْ دَارٍ بَنَيْتُ۔ وگاہے مِنْ جار بر تمیز کم خبریہ آید چوں قولہ تعالیٰ کَمْ مِّنْ مَلَكٍ فِی السَّمٰوٰتِ۔

گیارہویں قسم اسمار عاملہ کی اسمار کنایہ ہیں۔ اسمار کنایہ وہ اسم ہیں کہ جن سے اشارہ اور کنایہ مقدار عدد کی طرف ہو یعنی متکلم صراحۃً عدد کو نہیں بتاتا مثلاً یوں نہیں کہتا سو یا دو سو وغیرہ بلکہ اس سو یا دو سو وغیرہ کو کنایہ میں بیان کرتا ہے تاکہ دوسرا شخص اس مقدار عدد سے مطلع نہ ہو ایسے اسم جو کنایہ کے لئے آتے ہیں وہ دو ہیں ایک کم اور دوسرا اسم کذا ہے۔ کم کی دو قسمیں ہیں ایک کم استفہامیہ اور دوسرا کم خبریہ۔ کم استفہامیہ اس کم کو کہتے ہیں کہ جس کے ذریعہ سے مخاطب سے کوئی چیز دریافت کیجائے جیسے کَمْ رَجُلًا عِنْدَكَ متکلم مخاطب سے یہ بات دریافت کرتا ہے کہ تیرے نزدیک آدمی کتنے ہیں۔ کم خبریہ اس کم کو کہتے ہیں کہ جس کے ذریعہ سے متکلم اپنی طرف سے کوئی مقدار عدد کی کنایہ اور اشارہ میں بیان کرے جیسے کَمْ مَالٍ اَنْفَقْتُ۔ کَمْ دَارٍ بَنَيْتُ متکلم

خبر دیتا ہے کہ میں نے بہت سال مال خرچ کیا اور بہت سے مکانات بنائے۔ یہ نہیں بتاتا کہ کسقدر روپیہ تھا جو خرچ کیا اور نہ یہ بتاتا ہے کہ وہ مکانات کس قدر ہیں بس مخاطب اتنا جان گیا کہ جس قدر بھی مال خرچ ہوا ہے بہت ہے۔ علیٰ ہذا مکانات جو بنائے ہیں ایک دو نہیں بلکہ زیادہ مقدار میں ہیں۔

سوال۔ کم عمل کیا کرتا ہے؟

جواب۔ اگر کم استفہامیہ ہے تو اپنی تمیز کو نصب کریگا اگر کم خبریہ ہے تو اپنی تمیز کو بوجہ مضاف الیہ ہونے کے جر دیگا جیسے کَمْ مَالٍ اور کَمْ دَارٍ اگر کم خبریہ اور اس کی تمیز کے درمیان میں کوئی چیز حائل ہو جائے تو اس وقت کم خبریہ بھی اپنی تمیز کو نصب دے گا جیسے کَمْ عِنْدِیْ دَارًا۔ دیکھو اس مثال میں کم خبریہ ہے۔ دارًا تمیز ہے کم اور دارًا کے درمیان میں عِنْدِیْ حائل ہو گیا ہے اس وجہ سے دارًا تمیز کو نصب دیدیا۔ دوسرا اسم کنایہ کذا ہے۔ کذا عملًا تو ایسا ہے جیسا کہ کم استفہامیہ یعنی تمیز کو ہمیشہ نصب دے گا اور معنیً ایسا ہے جیسا کم خبریہ یعنی اس کے معنی ایسے ہی کئے جائیں گے جیسے کہ کم خبریہ کے کئے جاتے ہیں جیسے عِنْدِیْ کَذَا دِرْھَمًا یعنی میرے نزدیک بہت سے درہم ہیں کبھی ایسا ہو گا کہ کم خبریہ کی تمیز پر مِن حرف جار داخل ہو گا جیسے قرآن شریف میں ستائیسویں پارے سورۂ نجم میں آیا ہے وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ اس مثال میں کم خبریہ ہے ملك اس کی تمیز ہے اس مَلَکٍ تمیز پر مِن حرف جار داخل ہے اس کے معنی یہ ہیں بہت سے فرشتے ہیں آسمانوں میں۔

قسم دوم در عوامل معنوی

تم کو پہلے یہ معلوم ہو چکا کہ عامل کی دو قسمیں ہیں ایک لفظی اور دوسری قسم معنوی۔ عامل لفظی یا فعل ہو گا یا اسم ہو گا یا حرف ہو گا۔ ان تینوں کو تین بابوں میں اس مقام کے مناسب تفصل سے بیان کر دیا پہلے باب میں حروف عاملہ بیان ہوئے اور دوسرے باب میں افعال عاملہ بیان ہوئے تیسرے باب میں اسماء عاملہ بیان ہوئے۔ اب یہاں سے عوامل معنوی کا بیان شروع ہوتا ہے چنانچہ مصنف کہتا ہے

بدانکہ عوامل معنوی بر دو قسم است

یعنی عامل معنوی کی دو قسمیں ہیں ایک اسم کا عامل معنوی اور ایک فعل مضارع کا عامل معنوی۔

اول ابتدا یعنی خلو اسم از عوامل لفظی کہ مبتدا و خبر را برفع کند چوں زَیْدٌ قَائِمٌ وا ینجا گویند کہ زَیْدٌ مبتدا است مرفوع بابتدا و قَائِمٌ خبر مبتدا است مرفوع بابتدا۔ وا ینجا

دو مذہب دیگر است یکے آنکہ ابتدار عامل است در مبتدار و مبتدا در خبر و دیگر آنکہ ہر یکے از مبتدا و خبر عامل است در دیگر۔ پہلی قسم عامل معنوی کی ابتدا ہے

سوال۔ ابتدا کا کیا مطلب ہے ؟

جواب۔ ابتدار کا مطلب یہ ہے کہ مبتدا اور خبر پر کوئی عامل لفظی نظر نہیں آتا یعنی نہ اسم ہے اور نہ فعل ہے اور نہ حرف ہے اور دونوں کو رفع ہے اور رفع، نصب، جر بغیر عامل کے پائے نہیں جا سکتے تو مبتدا اور خبر پر رفع کہاں سے آیا، پس جس نے مبتدا اور خبر کو رفع دیا اس کا نام عامل معنوی اور وہ ابتدار ہے یا اس کی تعبیر یوں کر لو کہ مبتدا اور خبر کا عامل لفظی سے خالی ہو کر مرفوع ہونا اس کا نام ابتدار ہے جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ دیکھو زَیدَ مبتدا ہے اور قائِمٌ خبر ہے، دونوں پر رفع ہے اور کوئی عامل لفظی موجود نہیں لہٰذا یہ رفع عامل معنوی یعنی ابتدار کا دیا ہوا ہے۔ یہاں مبتدا اور خبر کے رفع کے سلسلہ میں دو مذہب اور بیان کئے جاتے ہیں۔ ایک مذہب یہ بتایا جاتا ہے کہ زیدٌ مبتدار پر رفع تو عامل معنوی کا ہے اور قائمٌ کو رفع مبتدا زیدٌ نے دیا ہے تو اس صورت میں مبتدار کا عامل معنوی ہوا اور خبر کا عامل لفظی ہوا۔ اس موقع پر دوسرا مذہب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ مبتدا عمل کرتا ہے خبر میں اور خبر عمل کرتی ہے مبتدا میں تو اس صورت میں دونوں کا رفع عامل لفظی کا ہوا یعنی خبر کا عامل لفظی مبتدار اور مبتدار کا عامل لفظی خبر یعنی زید کو رفع دیا قائمٌ نے اور قائمٌ کو زیدٌ نے دیا

دوم خلو فعل مضارع از ناصب و جازم فعل مضارع را برفع کند چوں یَضْرِبُ زَیْدٌ اینجا یَضْرِبُ مرفوع است زیرا کہ خالی است از ناصب و جازم۔ تمام شد عوامل نحو بتوفیق اللہ تعالیٰ وعونہٖ

تم کو معلوم ہے کہ کلام عرب میں کل دو چیزیں معرب ہیں ایک اسم متمکن اور دوسرا فعل مضارع اسم متمکن کے عامل لفظی اور معنوی ختم ہو گئے۔ مضارع کے عامل لفظی دو تھے یعنی ناصب و جازم وہ بھی ختم ہو گئے۔ اس قسم دوم میں مضارع کے عامل معنوی کا بیان شروع ہوتا ہے، چنانچہ مصنفؒ بیان کرتے ہیں کہ مضارع کا عامل ناصب اور جازم سے خالی ہو کر مرفوع ہونا ہی اس کا عامل معنوی ہے جیسے یَضْرِبُ زَیْدٌ دیکھو یَضْرِبُ مرفوع ہے رفع اس کو عامل معنوی نے دیا ہے کیونکہ اسوقت یَضْرِبُ عامل ناصب اور جازم سے خالی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی مدد سے علم نحو کے عوامل اس جگہ تمام ہو گئے

خاتمہ در فوائد متفرقہ کہ دانستن آں واجب است و آں سہ فصل ست

اس کتاب کو مختلف قسم کے فوائد پر ختم کیا جائے گا کہ جن کا جاننا اور سمجھنا طالب علم کے لئے ضروری ہے اور اس خاتمہ کتاب میں تین فصل ہیں۔

فصل اول در توابع۔

پہلی فصل میں توابع بیان کئے جائیں گے۔ توابع کی تفصیل اب آگے شروع ہوتی ہے۔

بدانکہ تابع لفظے است کہ دومی از لفظ سابق باشد باعراب سابق ازیک جہت ولفظ سابق را متبوع گویند۔ وحکم تابع آنست کہ ہمیشہ در اعراب موافق متبوع باشد۔

تعریف تابع۔ یہانتک توان اسموں کا بیان تھا کہ جن پر عوامل بلا واسطہ داخل ہو کر رفع، نصب جر دیتے تھے۔ اب ان اسموں کا بیان شروع ہوتا ہے کہ جن پر اعراب دوسرے کے واسطہ سے آتا ہے، ایسا اسم کہ جس کا اعراب بواسطہ دوسرے کے ہو اس کو تابع کہتے ہیں۔ مصنف تابع کی تعریف اس طرح کرتے ہیں کہ تابع اُس لفظ کا نام ہے کہ جس سے پہلے کوئی دوسرا لفظ ہو جو اعراب اس پہلے لفظ کا ہو وہی اعراب اس بعد والے لفظ کا ہو، جس وجہ سے اعراب پہلے کو ہو خاص اسی وجہ سے اعراب دوسرے لفظ کا ہو یعنی اگر پہلے لفظ پر رفع ہو تو دوسرے پر بھی رفع ہو، اگر پہلے پر نصب ہو تو دوسرے پر بھی نصب ہو، اور اگر پہلے پر جر ہو تو بعد والے پر بھی جر ہو، اگر پہلے کو رفع فاعل ہونے کی بنا پر ہے تو بعد والے تابع کو بھی رفع فاعل ہونے کی وجہ سے ہو، اگر پہلے کو نصب مفعول ہونے کی بنا پر، ہو تو بعد والے تابع کو بھی نصب مفعول ہونے کی بنا پر ہو گا، علی ہذا جر مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے ہو گا جیسے جَاءَنِی رَجُلٌ عَالِمٌ۔ دیکھو جاءَ فعل رَجُلٌ پر بلا واسطہ داخل ہوا اور رجل فاعل کو رفع دیا عالم تابع ہے رجل کا تو بواسطہ رجل کے عالم کو بھی رفع ہو گیا، دونوں کو رفع ایک ہی جہت سے ہے یعنی فاعل ہونے کی وجہ سے کیونکہ جاءَ کی نسبت مطلق رَجُل کی طرف نہیں ہے بلکہ جاء کی نسبت ایسے رجل کی طرف ہے کہ جس میں صفت علم بھی ہو، سابق اور پہلے لفظ کو متبوع کہتے ہیں اور دوسرے کو تابع۔

سوال۔ تابع اس لفظ کو ہی کہیں گے جو پہلے لفظ کے بعد بلا فاصلہ واقع ہو؟

جواب۔ اس کی کوئی تخصیص نہیں۔ تخصیص صرف یہ ہے کہ پہلے لفظ کے بعد ہونا چاہیے، اس کے بعد چاہے دوسرے درجہ میں ہو چاہے تیسرے میں، ہو چاہے چوتھے میں، ہو جیسے جَاءَنِی رَجُلٌ عَالِمٌ حَافِظٌ کَرِیْمٌ جَمِیْلٌ ظَرِیْفٌ کَاتِبٌ قَارِیٌ۔ اس مثال میں رَجُلٌ متبوع ہے اور یہ ساتوں صفتیں اس کی تابع ہیں، سب کو اعراب ایک ہی جہت سے ہے یعنی فاعل ہونے کی وجہ سے۔ بس جو تابع ہو گا اس پر یہ اثر مرتب ہو گا کہ وہ ہمیشہ اپنے متبوع کے موافق اعراب میں ہو گا۔

و تابع پنج نوع است۔ جب تم کو تابع کی تعریف معلوم ہوگئی تو اب سمجھ لو کہ تابع کی پانچ قسمیں ہیں۔

اول صفت، و او تابعی است کہ دلالت کند بر معنی کہ در متبوع باشد چوں جَاءَنِی رَجُلٌ عَالِمٌ یا بر معنی کہ در متعلق متبوع باشد چوں جَاءَنِی رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُہٗ یا اَبُوْہُ مَثَلاً۔

پہلی قسم تابع کی پانچ قسموں میں سے تابع صفت ہے۔ تابع صفت وہ تابع ہے کہ جس سے ان معنیٰ کا پتہ لگ جائے کہ جو اس کے متبوع کے اندر ہوں یا ان معنیٰ کا پتہ لگ جائے کہ جو متبوع کے متعلقین میں سے کسی کے اندر ہوں یعنی متبوع کے غلام کے اندر ہوں یا باپ کے اندر ہوں یا چچا کے اندر ہوں، دادا کے اندر ہوں۔ مثال اس صفت کی جو اس معنیٰ کا پتہ دے جو خاص اس کے متبوع میں موجود ہوں جیسے عَالِمٌ جَاءَنِی رَجُلٌ عَالِمٌ میں تم کو معلوم ہے کہ رجل عالم اور جاہل دونوں کو کہتے ہیں، جس وقت یہ کہا کہ جَاءَنِی رَجُلٌ اس سے یہ معلوم ہوا کہ کوئی مرد آیا یہ پتہ نہ چلا کہ یہ مرد عالم ہے یا جاہل، جس وقت لفظ عالم کو رجل کے بعد بڑھا دیا تو اس سے یہ پتہ لگا کہ آنے والا رجل عالم ہے جاہل نہیں یعنی رجل کے اندر علمیت ہے۔ مثال اس صفت کی کہ جو اُن معنیٰ پر رہنمائی کرے کہ جو متبوع کے کسی متعلق میں ہوں، خود متبوع کے حال سے کچھ تعلق نہ ہو جیسے جَاءَنِی رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُہٗ اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ میرے پاس ایسا رجل آیا کہ جس کا غلام حسین ہے تو اس مثال میں رجل موصوف اور متبوع ہے۔ حَسَنٌ اس کی صفت ہے۔ یہ حَسَنٌ ایسی صفت ہے کہ اس کے ذریعہ سے غلام کا حسن معلوم ہوگیا۔ غلام رجل کے متعلقات میں سے ہے وہ صفت جو اپنے متبوع کے حال کو روشن کرے اس کو صفت بحالہ کہتے ہیں اور وہ صفت جو اپنے متبوع کے متعلق کا حال بیان کرے اس کو صفت بحال متعلقہ کہتے ہیں۔

قسم اول در دہ چیز موافق متبوع باشد در تعریف وتنکیر، تذکیر و تانیث، افراد و تثنیہ وجمع و رفع ونصب وجر۔

وہ صفت جو کہ اپنے متبوع کے حال کو روشن کرتی ہے یعنی صفت بحالہ اپنے متبوع کے دس چیزوں میں موافق ہوگی۔ دس میں سے چار بیک وقت دونوں میں پائی جائیں گی وہ دس چیزیں یہ ہیں دونوں کا مذکر ہونا، دونوں کا مؤنث ہونا، دونوں کا معرفہ ہونا، دونوں کا نکرہ ہونا، دونوں کا مفرد ہونا، دونوں کا تثنیہ ہونا، دونوں کا جمع ہونا، دونوں کو رفع، دونوں کو نصب، دونوں کو جر یعنی اگر موصوف معرفہ ہے تو صفت بھی معرفہ ہوگی۔ اگر موصوف نکرہ ہے تو صفت بھی نکرہ ہوگی اگر موصوف مذکر ہے تو صفت بھی مذکر ہوگی اگر موصوف مؤنث ہے تو صفت بھی مؤنث ہوگی

اگر موصوف مفرد ہے تو صفت بھی مفرد ہوگی، اگر موصوف تثنیہ ہے تو صفت بھی تثنیہ ہوگی، اگر موصوف جمع ہے تو صفت بھی جمع ہوگی، اگر موصوف پر رفع ہے تو صفت پر بھی رفع ہوگا، اگر موصوف پر نصب ہی تو صفت پر بھی نصب ہوگا، اگر موصوف مجرور ہے تو صفت بھی مجرور ہوگی۔ ایک وقت میں ان دس سے چار پائی جائیں گی کہ تعریف وتنکیر میں سے ایک، تذکیر وتانیث میں سے ایک۔ افراد وتثنیہ وجمع میں سے ایک، رفع نصب جر میں سے ایک۔ دیکھو تعریف وتنکیر کا ایک جوڑ، تذکیر وتانیث کا ایک افراد وتثنیہ وجمع کا ایک جوڑ۔ رفع ونصب وجر کا ایک جوڑ ہر ہر جوڑ میں سے ایک ایک آ سکتی ہے دوسری نہیں آ سکتی جیسے عِنْدِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ یہ دونوں نکرہ ہیں، دونوں مذکر ہیں، دونوں مفرد ہیں، دونوں کو رفع ہے، ہر ہر جوڑ میں سے ایک ایک آگئی رَجُلَانِ عَالِمَانِ دونوں نکرہ، دونوں مذکر، دونوں تثنیہ دونوں کو رفع۔ رِجَالٌ عَالِمُوْنَ دونوں نکرہ دونوں مذکر، دونوں جمع دونوں کو رفع ۔ اِمْرَأَۃٌ عَالِمَۃٌ، دونوں مؤنث، دونوں مفرد، دونوں نکرہ، دونوں کو رفع۔ اِمْرَأَتَانِ عَالِمَتَانِ دونوں مؤنث دونوں تثنیہ دونوں نکرہ دونوں کو رفع۔ نِسْوَۃٌ عَالِمَاتٌ دونوں نکرہ دونوں مؤنث دونوں جمع دونوں کو رفع

اما قسم دوم موافق متبوع باشد در پنج چیز تعریف وتنکیر در رفع ونصب وجر۔

دوسری صفت جو کہ اپنے متبوع کے متعلق کا حال روشن کرتی ہے وہ اپنے متبوع کے موافق پانچ چیزوں میں ہوتی ہے، پانچ میں سے دو ایک وقت میں پائی جائیں گی جیسے جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ اَبُوْہُ عَالِمٌ صفت رَجُلٌ کی ہے، رَجُلٌ اور عالمٌ دونوں نکرہ ہیں، دونوں کو رفع ہے۔ اگرچہ یہ دونوں مذکر بھی ہیں مگر اس کا یہاں لحاظ نہ ہوگا۔

بدانکہ نکرہ را جملہ خبریہ صفت تواں کرد چوں جَاءَنِیْ رَجُلٌ اَبُوْہُ عَالِمٌ ودر جملہ ضمیر عائد بنکرہ لازم باشد۔

تم کو صفت موصوف کی مثالوں سے یہ معلوم ہوا ہوگا کہ صفت ہمیشہ مفرد ہوتی ہوگی یعنی جملہ نہ ہوتی ہوگی۔ یہاں سے مصنفؒ بیان فرماتے ہیں کہ کبھی کبھی ایسا بھی ہوگا کہ نکرہ موصوف ہوگا اور اس کی صفت جملہ خبریہ ہوگی جیسے رَجُلٌ اَبُوْہُ عَالِمٌ میں رجلٌ نکرہ موصوف ابوہٗ مبتدا ہے اور عالم خبر ہے، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صفت ہوئی رجلٌ کی، رجلٌ اپنی صفت سے مل کر فاعل ہوا جاءَ کا جاءَ فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا، مگر جملہ خبریہ اس وقت نکرہ کی صفت ہوگا جبکہ جملہ میں کوئی ضمیر ہو اور لوٹتی ہو نکرہ موصوفہ کی طرف تاکہ دونوں میں ربط پیدا ہو جائے یہانتک ایک تابع کا بیان ہوا یعنی تابع صفت کا، آگے مصنف دوسرے تابع کو بیان کرتے ہیں

دوم تاکید واو تابعی ست کہ حال متبوع را مقرر گرداند در نسبت یا در شمول تا سامع را شک نماند۔ وتاکید بر دو قسم ست لفظی ومعنوی۔ تاکید لفظی بتکرار لفظ ست چوں زَیْدٌ زَیْدٌ قَائِمٌ وضَرَبَ ضَرَبَ زَیْدٌ وإِنَّ إِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ۔ وتاکید معنوی بہشت لفظ ست نفس وعین وکِلَا، کِلْتَا وکل واجمع واکتع وابتع وابصع۔ جَاءَنِي زَیْدٌ نَفْسُهٗ وجَاءَنِي الزیدان انفسہما وجَاءَنِي الزَّیْدُوْنَ اَنْفُسُهُمْ وعین را بریں قیاس کن۔ وجَاءَنِي الزَّیْدَانِ کِلَاهُمَا وهِنْدَانِ کِلْتَاهُمَا۔ وکِلَا وکِلْتَا خاص اند بمثنّٰی وجَاءَنِي الْقَوْمُ کُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ واکتعون وابتعون وابصعون بدانکہ اکتع وابتع وابصع اتباع اند باجمع پس بدون اجمع ومقدم براجمع نہ باشند۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جس شخص سے تم کلام کرتے ہو تو وہ شخص تمہاری بات کو بے توجہی اور غفلت سے سنتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ شخص تمہارا سامع بات توجہ سے سنتا ہے مگر تم کو وہ تمہاری بات میں غلط گو اور جھوٹا خیال کرتا ہے، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ سامع تم کو سچا تو سمجھتا ہے مگر یہ خیال کرتا ہے کہ متکلم نے اپنے کلام میں مجاز اختیار کیا ہے یعنی فعل کیا تو ہو گا کسی اور نے اور اس کی نسبت کردی دوسرے کی طرف تو ان تینوں احتمالوں کو دور کرنے کے واسطے جو لفظ متکلم اپنے کلام میں بڑھا کر بات کو بے شبہ اور صاف کردے اس لفظ کو تاکید کہتے ہیں، چنانچہ مصنف فرماتے ہیں کہ دوسری قسم تابع کی تابع تاکید ہے۔ تابع تاکید وہ تابع ہے کہ اپنے متبوع کو نسبت میں اور شمول میں بے شبہ کردے تاکہ سامع پورے طور پر مطمئن ہو جائے۔ تاکید کی دو قسمیں ہیں ایک تاکید لفظی دوسری معنوی۔ ایک لفظ کو دوبارہ لانے کا نام تاکید لفظی ہے چاہے وہ لفظ فعل ہو چاہے اسم ہو چاہے حرف ہو۔ تاکید معنوی کے لئے چند الفاظ مخصوص اور مقرر ہیں یعنی آٹھ ہیں ان مخصوص لفظوں سے جو لفظ بھی شبہ دور کرنے کو بڑھایا جائے گا اس کو تاکید معنوی کہیں گے۔

مثال تاکید لفظی کی جیسے زَیْدٌ زَیْدٌ قَائِمٌ۔ ضَرَبَ ضَرَبَ زَیْدٌ۔ إِنَّ إِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ ان میں پہلی مثال پہلا زید متبوع ہے اور دوسرا زید تابع ہے کیونکہ جس وقت متکلم نے کہا زَیْدٌ قَائِمٌ تو سامع کو یہ خیال ہوا کہ شاید کھڑا ہو عمرو اور کسی وجہ سے نسبت قیام کی زید کی طرف مجازاً کردی یا یہ خیال ہوا ہو کہ متکلم جھوٹ کہہ رہا ہو یا زَیْدٌ قَائِمٌ کہتے وقت سامع کو غفلت تھی متکلم نے زیدؔ کے آگے ایک زیدؔ اور بڑھا دیا جس کا مطلب یہ ہوا کہ زید ہی کھڑا ہے دوسرا کوئی نہیں، یہ نسبت قائمٌ کی زیدؔ کی طرف حقیقی ہے مجازی نہیں۔ دوسری مثال میں پہلا ضرب متبوع ہے اور دوسرا

ضرب تابع ہے، کیونکہ جس وقت متکلم نے ضَرَبَ زَیْدٌ کہا تو سامع کو یہ خیال ہوا ہو کہ شاید زید نے برا بھلا کہا ہوگا کہ جس کو متکلم نے مارنے سے تعبیر کیا تو یہ شبہ دور کرنے کو متکلم نے دوسرا ضَرَبَ اور بڑھا دیا، اب مطلب ضَرَبَ ضَرَبَ زَیْدٌ کا یہ ہوا کہ مارا ہی ہے زید نے۔ یہ نسبت ضَرَبَ کی زید کی طرف حقیقی ہے مجازی نہیں ایسے ہی اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ میں جس وقت متکلم نے کہا تو سامع کو اس سے اطمینان زید کے قیام کا پورا نہ ہوا جب اور ایک اِنَّ بڑھایا تو سامع کو زید کے قیام کا پورا یقین ہوا۔ پہلا اِنَّ متبوع ہے دوسرا تابع ہے۔ شمول میں بے شبہ کرنے کے یہ معنیٰ نہیں کہ متکلم نے ایسا لفظ بولا جو کہ محاورہ میں کل افراد پر ہی بولا جاتا ہے اور اکثر افراد پر بھی بولا جاتا ہے تو ایسا عام لفظ سن کر سامع شک میں پڑ گیا کہ آیا متکلم نے اس لفظ عام سے کل افراد مراد لئے ہیں یا اکثر مراد ہیں جب متکلم نے اس کے آگے اُن الفاظ مخصوص میں سے کوئی لفظ بڑھا دیا تو متکلم کا کلام سامع کے حق میں بھی بے شبہ ہو گیا اور معلوم ہو گیا کہ مراد کل افراد ہیں۔ مثال تاکید معنوی کی جیسے جَاءَنِی الْقَوْمُ قوم ایسا لفظ ہے کہ کل افراد پر بھی قوم بولا جاتا ہے اور اکثر افراد پر بھی بولا جاتا ہے تو سامع نے یہ کلام سن کر اپنے ذہن میں یہ سوچا کہ شاید اکثر افراد قوم کے آئے ہوں کل نہ آئے ہوں تو اس وقت متکلم نے آٹھ لفظوں میں سے قوم کے آگے کُلُّهُمْ بڑھا دیا اور ایسے کہا جَاءَنِی الْقَوْمُ کُلُّهُمْ یعنی آئی میرے پاس کل قوم کوئی فرد بغیر آئے نہیں رہا سب آئے۔ پھر سامع کو یہ شبہ ہوا کہ آئے تو قوم کے کل افراد مگر معلوم نہیں سب اکھٹے ہو کر آئے یا تھوڑے تھوڑے ہو کر آئے۔ اگر سب یکدم آئے تو متکلم اپنے کلام میں اَجْمَعُوْنَ کُلُّهُمْ کے بعد اور بڑھائے گا اور کہے گا جَاءَنِی الْقَوْمُ کُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ یعنی سب ایک دم آئے۔ تاکید معنوی کے آٹھ لفظ ہیں، ان کو متن میں نحو میر کے دیکھ کر یاد کر لو۔ مثالیں بھی متن میں موجود ہیں ان کو بھی حفظ کر لو۔ ضروری چیز قابل توجہ یہ ہے کہ لفظ نفس اور عین سے تاکید مفرد کی بھی ہوتی ہے جیسے جَاءَنِی زَیْدٌ نَفْسُهٗ اور تثنیہ کی بھی ہوتی ہے جیسے جَاءَنِی الزَّیْدَانِ اَنْفُسُهُمَا اور جمع کی بھی ہوتی ہی جیسے جَاءَنِی الزَّیْدُوْنَ اَنْفُسُهُمْ ایسی ہی حالت عین کی بھی ہے جیسے جَاءَنِی زَیْدٌ عَیْنُهٗ. جَاءَنِی الزَّیْدَانِ عَیْنَاهُمَا جَاءَنِی الزَّیْدُوْنَ اَعْیُنُهُمْ ان مثالوں میں نفس اور عین دونوں بدلے اور ضمیر بھی بدلی یعنی واحد کے لئے ضمیر واحد آئی اور تثنیہ کے لئے ضمیر تثنیہ کی آئی اور جمع کیلئے ضمیر جمع آئی بخلاف لفظ کل کے کہ اس سے تاکید فقط جمع کی ہوگی، واحد اور تثنیہ کی اس سے تاکید نہ ہوگی مگر تاکید کے وقت لفظ کل میں کوئی تغیر نہ ہوگا البتہ ضمیر جمع کی اُس کے ساتھ لگے گی جیسے کُلُّهُمْ۔ رہا کِلَا اور کِلْتَا یہ دونوں لفظ محض تثنیہ کی تاکید کے واسطے آتے ہیں۔ کِلَا دو مذکر کی تاکید کرتا ہے اور کِلْتَا دو مؤنث

کی تاکید کرتا ہے جیسے جَاءَنِي الزَّيْدَانِ كِلَاهُمَا وَجَاءَتِ الْهِنْدَانِ كِلْتَاهُمَا.

تنبیہ اجمعون کے بعد تین لفظ تاکید کے وقت اور اضافہ کردیئے جاتے ہیں ایک اَكْتَعُوْنَ دوسرا اَبْتَعُوْنَ تیسرا اَبْصَعُوْنَ یہ تینوں لفظ اجمعون کے تابع ہوتے ہیں اجمعون ان کا متبوع ہے تو نتیجہ یہ نکلا کہ یہ تینوں الفاظ تابع ہونے کی وجہ سے بدون اَجْمَعُوْنَ کے استعمال نہیں کئے جاسکتے اور اگر استعمال کئے گئے تو اجمعون سے پہلے نہیں لائے جاسکتے ہمیشہ اجمعون کے بعد میں ہی پڑھے جائیں گے جیسا کہ تابع کی شان ہوتی ہے کہ وہ اپنے متبوع سے پیچھے ہی آتا ہے یعنی ایسے کہیں گے جَاءَنِي الْقَوْمُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ اَكْتَعُوْنَ اَبْتَعُوْنَ، اَبْصَعُوْنَ اس طرح کہنا غلط ہوگا جَاءَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ اَكْتَعُوْنَ اَبْتَعُوْنَ اَبْصَعُوْنَ کیونکہ اس مثال میں اَجْمَعُوْنَ متبوع ندارد اور تابع موجود ہے اور یہ ہو نہیں سکتا ایسے کہنا بھی غلط ہوگا جیسے جَاءَ الْقَوْمُ اَكْتَعُوْنَ اَبْتَعُوْنَ اَبْصَعُوْنَ اَجْمَعُوْنَ. اس مثال میں تابع کو مقدم کردیا اور اجمعون متبوع کو مؤخر کردیا اور جائز نہیں کہ تابع متبوع پر مقدم ہوجائے بس صحیح مثال پہلی ہے، دوسرے دونوں استعمال غلط ہے. اس جگہ تابع تاکید کا بیان ختم ہوگیا اب بدل کا بیان شروع ہوتا ہے.

سوم بدل وا و تابعی ست کہ مقصود بنسبت او باشد۔ وبدل بر چہار قسم است بدل الکل وبدل الاشتمال۔ وبدل الغلط وبدل البعض۔ بدل الکل آنست کہ مدلولش مدلول مبدل منہ باشد چوں جَاءَنِي زَيْدٌ اَخُوْكَ وبدل البعض آنست کہ مدلول جزء مبدل منہ باشد چوں ضُرِبَ زَيْدٌ رَاْسُهٗ وبدل الاشتمال آنست مدلولش متعلق بمبدل منہ باشد چوں سُلِبَ زَيْدٌ ثَوْبُهٗ وبدل الغلط آنست کہ بعد از غلط بلفظے دیگر یاد کنند چوں مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حِمَارٍ.

توابع کی پانچ قسموں میں سے تیسری قسم تابع بدل ہے. تابع بدل ایسے تابع کا نام ہے کہ جو پہلے لفظ کے بعد میں ہو اور جس چیز کی نسبت پہلے لفظ کی طرف ہے اس نسبت سے وہ پہلا مقصود نہ ہو بلکہ یہ دوسرا کہ جس کا نام بدل ہے اس نسبت سے مقصود ہو دیکھنے میں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نسبت پہلے کی طرف ہو رہی ہے تو پہلا ہی مقصود ہوگا مگر واقعہ اس طرح ہے کہ پہلا تو ویسے ہی ذکر کردیا جاتا ہے مقصود اس نسبت سے دوسرا ہی ہوتا ہے پہلے کو یعنی متبوع کو مبدل منہ کہتے ہیں اور دوسرے کو یعنی تابع کو بدل کہتے ہیں.

بدل کی چار قسمیں ہیں اول بدل الکل دوسرا بدل البعض تیسرا بدل الاشتمال، چوتھا بدل الغلط۔ بدل الکل اس بدل کو کہتے ہیں کہ جو معنیٰ اور مدلول اس کے مبدل منہ کا ہو بعینہ وہی معنیٰ اور مدلول اس بدل کا ہو جیسے جَاءَنِی زَیْدٌ اَخُوْكَ آیا میرے پاس زید جو کہ تیرا بھائی ہے تو جس ذات پر زید دلالت کرتا ہے بالکل اسی پر اَخُوْكَ دلالت کرتا ہے۔ اس مثال میں زید مبدل منہ ہے اور اَخُوْكَ بدل ہے۔ دیکھو زید کی طرف نسبت جاء کی ہو رہی ہے مقصود اس سے اخوك ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ میرے پاس تیرا بھائی آیا زید کا ذکر محض تمہیداً ہے۔

بدل البعض وہ بدل ہے کہ جس کے معنیٰ اور مدلول مبدل منہ کے معنیٰ کا جزء ہو جیسے ضُرِبَ زَیْدٌ رَأْسُهٗ یعنی پیٹا گیا زید سر اس کا، دیکھو اس مثال میں زید مبدل منہ ہے اور رَاْسُهٗ میں راس بدل ہے، زید کی دلالت تمام بدن پر ہے اور راس کی دلالت صرف سر ہی پر ہے اور سر زید کے معنیٰ کا جزء ہے لہذا راس کی دلالت مبدل منہ کے جزء پر ہوئی اس وجہ سے اس کا نام بدل البعض ہوا۔

تیسرا بدل بدل الاشتمال ہے۔ بدل الاشتمال اس بدل کو کہتے ہیں کہ جس کا مدلول نہ تو مبدل منہ کے معنی کا کل ہو اور نہ جزء ہو بلکہ بدل الاشتمال کا مدلول ایسی چیز ہوتی ہے کہ جو مبدل منہ کے متعلقات اور حوائج زندگی سے ہو جیسے سُلِبَ زَیْدٌ ثَوْبُهٗ یعنی چھینا گیا زید کپڑا اس کا، مقصد یہ ہے کہ زید خود نہیں چھینا گیا بلکہ اس کا کپڑا جو کہ اسکے متعلقات اور ضروریاتِ تستر سے تھا چھین لیا گیا۔

چوتھا بدل بدل الغلط ہے بدل الغلط اُس صحیح اور درست لفظ کو کہتے ہیں کہ جو مبدل منہ سے غلط لفظ نکلے ہوئے کے بعد بولا جائے یعنی مبدل منہ غلط لفظ ہو اور بدل اس کا وہ صحیح لفظ ہو کہ متکلم اس کو بولنا چاہتا تھا مگر غلطی سے اور نکل گیا، ہو پھر اس کے بعد صحیح لفظ سے اس کی اصلاح کر دی جیسے مَرَرْتُ بِزَیْدٍ حِمَارٍ یعنی متکلم کہنا چاہتا تھا مَرَرْتُ بِحِمَارٍ یعنی میں گدھے کے ساتھ گذرا مگر زبان سے مَرَرْتُ بِزَیْدٍ نکل گیا اور زید کا زبان سے نکلنا غلط ہے تو پھر آگے حمار کہہ کر اصلاح کر دی۔ اس مثال میں مبدل منہ زید ہے اور حمار بدل ہے۔

چہارم عطف بحرفٍ و آں تابعی ست کہ مقصود بہ نسبت با متبوعش باشد بعد از حرف عطف۔ چوں جَاءَنِی زَیْدٌ وَعَمْرٌو و حرف عطف دہ است در فصل سوم یاد کنیم انشاء اللہ تعالیٰ، و او را عطف نسق گویند۔

چوتھی قسم تابع کی تابع عطف بحرف ہے۔ تابع عطف بحرف وہ تابع ہے کہ جو حرف عطف

کے بعد ذکر کیا جائے اور جو نسبت اس کے متبوع کی طرف ہے اس نسبت میں دونوں برابر مقصود ہوں جیسے جَاءَنِی زَیْدٌ وَعَمْرٌو اس مثال میں زید متبوع ہے واو حرف عطف ہے، عمرو زید کا تابع ہے بواسطہ واو عاطفہ کے جاء کی نسبت میں دونوں شریک ہیں یعنی زید اور عمرو دونوں آئے، عطف بحرف کو عطف نسق بھی کہتے ہیں کیونکہ نسق کے معنیٰ ترتیب کے ہیں اور بعض حروف عاطفہ میں ترتیب بھی ہے جیسے جَاءَنِی زَیْدٌ فَعَمْرٌو، اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے زید آیا اور اس کے بعد فوراً بغیر توقف کے عمرو آیا یعنی فا سے پہلا پہلے آیا اور فار کے بعد والا بعد میں آیا جیسے جَاءَنِی زَیْدٌ ثُمَّ عَمْرٌو اس کا مطلب یہ ہے کہ زید پہلے آیا اور ثمّ کے بعد والا کچھ وقت گذرنے کے بعد آیا بخلاف واو کے کہ اس کے معطوف علیہ اور معطوف میں ترتیب نہیں جیسے جَاءَنِی زَیْدٌ وَعَمْرٌو اس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں آئے چاہے عمرو پہلے آیا ہو یا زید پہلے آیا ہو یہاں ترتیب ملحوظ نہیں۔ حروف عطف کل دس ہیں کہ جنکا ذکر تیسری فصل کے آخر میں آئیگا۔

پنجم عطف بیان واو تابعی ست غیر صفت کہ متبوع را روشن گرداند چوں اَقْسَمَ بِاللّٰهِ اَبُوْحَفْصٍ عُمَرُ وقتیکہ بعلم مشہورتر باشد و جَاءَ زَیْدٌ اَبُوْعَمْرٍو وقتیکہ بکنیت مشہور تر باشد

پانچویں قسم تابع کی تابع عطف بیان ہے عطف بیان وہ تابع ہے کہ اپنے متبوع کے حال کو روشن کرے

سوال۔ تابع صفت بھی اپنے متبوع کے حال کو روشن کرتی ہے پھر دونوں میں فرق کیا ہوا؟

جواب۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ تابع صفت میں صفت کا صیغہ اپنے متبوع کے حال کو روشن کرتا ہے اور عطف بیان میں صفت کا صیغہ نہیں ہوتا، عطف بیان میں تو اتنی بات ہوتی ہے کہ ایک شخص دو لفظوں سے پکارا جاتا ہے۔ دونوں لفظوں میں ایک بہت زیادہ مشہور ہوتا ہے اور ایک کم شہرت حاصل کرتا ہے، اب جس وقت اس شخص کو اس کے اس نام سے پکارا کہ جس سے اس کی شہرت نہیں تو آدمی اس کو بہت کم سمجھیں گے تو اس غیر مشہور لفظ کے آگے مشہور لفظ رکھ دیا جائے تاکہ وہ مشہور لفظ اس غیر مشہور کے معنی کو واضح کردے۔ یہ حال ہے عطف بیان کا، مثلاً کسی نے کہا اَقْسَمَ بِاللّٰهِ اَبُوْحَفْصٍ یعنی قسم کھائی ابوحفص نے تو لوگ اس کو نہ سمجھے کہ ابوحفص کون ہے۔ ابوحفص کے معنی روشن اور واضح کرنے کو عمر بڑھا دیا، اب معلوم ہو گیا کہ ابوحفص کنیت حضرت عمرؓ کی ہے۔ ابوحفص سے حضرت عمرؓ مشہور نہیں اپنے نام سے مشہور ہیں لہذا عمر ابوحفص کیلئے عطف بیان ہو جائے گا۔ دوسری مثال عطف بیان کی جَاءَنِی زَیْدٌ اَبُوْعَمْرٍو یعنی آیا میرے پاس زید عمر کا باپ۔ اس مثال میں ابوعمرو زید کا عطف بیان ہے زید کو

اپنے نام سے شہرت نہیں بلکہ ابو عمر سے زیادہ مشہور ہے اس وجہ سے زید کے معنی روشن اور واضح کرنے کو ابوعمر زید کے آگے اضافہ کر دیا ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ دو اسموں میں سے جونسا بھی زیادہ مشہور ہوگا وہ پہلے غیر مشہور لفظ کا عطف بیان ہوگا یعنی جو شخص علم سے مشہور زیادہ ہوا اور کنیت سے کم تو کنیت کیلئے علم عطف بیان ہوگا اور جو شخص کنیت سے زیادہ مشہور ہوا ور علم سے کم تو علم کے لئے کنیت عطف بیان ہوگی۔

فصل دوم دربیان منصرف وغیر منصرف۔ منصرف آنست کہ ہیچ سبب از اسباب منع صرف درو نہ باشد وغیر منصرف آنست کہ دو سبب از اسباب منع صرف درو باشد و اسباب منع صرف نہ است، عدل و وصف و تانیث و معرفہ و عجمہ و جمع و ترکیب و وزن فعل و الف و نون مزید تان چنانچہ در عمر عدل و علم و در ثلث و مثلث صفت ست و عدل و در طلحہ تانیث و علم و در زینب تانیث معنوی ست و علم و در حبلی تانیث ست بالف مقصورہ و در حمراء تانیث است بالف ممدودہ، و این مونث بجائے دو سبب است و در ابراہیم عجمہ است و علم و در مساجد و مصابیح جمع منتہی الجموع بجائے دو سبب ست و در بعلبك ترکیب ست و علم و در احمد وزن فعل ست و علم، و در سکران الف و نون زائدتان ست و وصف و در عثمان الف و نون زائدتان ست و علم۔ و تحقیق غیر منصرف در کتب دیگر معلوم شود۔

خاتمہ کی دوسری فصل میں منصرف اور غیر منصرف کا بیان ہوتا ہے کچھ تھوڑا سا بیان منصرف اور غیر منصرف کا اسم متمکن کی پانچویں قسم میں آچکا ہے، اس جگہ کچھ اور اضافہ کرکے بیان ہوگا، پوری تفصیل ان دونوں کی بڑی بڑی کتابوں میں آئے گی۔

تعریف منصرف۔ منصرف اس اسم کو کہتے ہیں کہ جس میں دو سبب اسباب منع صرف سے نہ ہوں۔

سوال۔ اسباب منع صرف کس کو کہتے ہیں؟

جواب۔ اسباب منع صرف اُن سببوں کو کہتے ہیں کہ اسم معرب کو منصرف پڑھنے سے منع کریں اور غیر منصرف اس اسم کو کہتے ہیں کہ جس میں دو سبب اسباب منع صرف سے ہوں، اسباب منع صرف نو ہیں۔ اول عدل ہے۔ عدل مصدر ہے مجہول معنی میں معدول کے ہے۔

تعریف عدل۔ اسم معدول اس اسم کو کہیں گے کہ جو اپنی اصلی حالت چھوڑ کر دوسری حالت اختیار کرے، پہلی حالت کو معدول منہ کہتے ہیں اور وہ حالت کہ جس کو اختیار کیا ہے اس کو

معدول کہتے ہیں۔ عدل کی دو قسمیں ہیں ایک عدل تقدیری دوسری عدل تحقیقی۔ عدل تقدیری اس کو کہتے ہیں کہ جس میں معدول عنہ محض فرضی اور مانی ہوئی ہو۔ غیر منصرف پڑھنے کے علاوہ معدول عنہ کے وجود پر اور کوئی دوسری دلیل نہ ہو۔ مثال اس اسم کی جس میں عدل تقدیری ہے جیسے عُمَرُ اور زُفَرُ۔ کہا جاتا ہے کہ عُمَرُ، زُفَرُ میں عدل تقدیری ہے، عُمَرُ کی اصل عَامِر بتائی جاتی ہے اور زفر کی اصل زافر بیان کی جاتی ہے، عَامِر اپنی اصلی حالت چھوڑ کر عُمَرُ ہو گیا، عَامِرُ معدول عنہ ہے اور عُمَرُ معدول ہے۔ زَافِر اپنی اصلی حالت چھوڑ کر زُفَر ہو گیا، زافِر معدول عنہ ہے اور زُفَر معدول ہے۔ عدل حقیقی اس اسم معدول میں ہو گا کہ جس کی معدول عنہ کے وجود پر غیر منصرف پڑھنے کے علاوہ اور بھی کوئی دوسری دلیل ہو۔ مثال اسم معدول کی جس میں عدل تحقیقی ہے جیسے ثُلٰثَ اور مَثْلَثَ۔ ثُلٰثَ اور مَثْلَثَ کو غیر منصرف عدل اور وصف کی وجہ سے پڑھنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان دونوں کی کوئی نہ کوئی معدول عنہ ضرور ہے چنانچہ ثُلٰثَ کے معنیٰ ہیں تین تین۔ مَثْلَثَ کے معنیٰ بھی تین تین۔ قاعدہ یہ ہے کہ ایک لفظ کا ایک ہی معنیٰ ہو گا اور یہاں معنیٰ دو ہیں اور لفظ ایک ہے اور ایک لفظ کے دو معنیٰ ہوتے ہیں تو اس قاعدہ سے معلوم ہوا کہ اس موقع پر لفظ بھی دو تھے یعنی ثَلٰثَ ثَلٰثَ پہلا تین پہلے ثَلٰثَ کا ترجمہ ہے اور دوسرا تین دوسرے ثَلٰثَ کا ترجمہ ہے یہی بیان ہے مَثْلَثَ کے اندر تو معلوم ہوا کہ ثُلٰثَ کی اصل ثَلٰثَ ثَلٰثَ تھی۔ ثُلٰثَ نے یہ شکل چھوڑ کر دوسری اختیار کر لی بجائے دو دفعہ کے ایک دفعہ ہو گیا دو دفعہ ہونے کو معدول عنہ کہتے ہیں اور ایک دفعہ ہو جانے کو معدول کہتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہوا کہ ثَلٰثَ ثَلٰثَ، مَثْلَثَ مَثْلَثَ معدول عنہ ہے اور اکیلا ثُلٰثَ اور اکیلا مَثْلَثَ معدول ہے۔ دوسرا سبب اسباب منع صرف سے وصف ہے وصف نام ہے ایسے اسم کا جو کسی ذات کے احوال اور صفات سے کسی خاص حالت اور صفت پر دلالت کرے یعنی وہ ذات جو اپنی صفات میں سے بعض صفت کے ساتھ ملحوظ ہو لیکن غیر منصرف کا سبب ہر وصف نہیں ہوتا بلکہ وہ وصف غیر منصرف کا سبب ہوتا ہے کہ اصل وضع میں وصف ہو اگر کسی اسم کو استعمال میں وصفیت عارض ہو گئی تو یہ وصف عارضی اسباب منع صرف سے نہ ہو گا۔ تیسرا سبب اسباب منع صرف سے تانیث ہے۔ تانیث کی دو قسمیں ہیں ایک تانیث لفظی اور دوسری تانیث معنوی تانیث لفظی تانیث بالتاء کو کہتے ہیں جیسے طَلْحَۃُ۔ تانیث لفظی اس وقت اسباب منع صرف سے ہو گی جبکہ وہ اسم کہ جس میں تانیث بالتاء ہے وہ علم کسی شخص کا ہو جیسے طَلْحَۃُ۔ طلحہ نام ہے

کسی خاص شخص کا اور تانیث لفظی اس میں تا ہے۔ تانیث معنوی وہ کہلاتی ہے کہ لفظوں میں نہ ہو اور وہ کلمہ کسی مؤنث ذات کا علم ہو جیسے زینب۔ زینب نام ہے عورت کا اس میں ایک علم ہے اور ایک تانیث معنوی، تانیث معنوی کے لئے علم ہونا ضروری نہیں، ضروری چیز تانیث معنوی کے لئے غیر منصرف کا سبب ہونے کیلئے یہ ہے کہ وہ کلمہ جس میں تانیث معنوی ہے تین حرفوں سے زائد والا ہو جیسے زینب اس میں چار حرف ہیں اور اگر تین حرف ہوں تو پھر شرط غیر منصرف کا سبب ہونے کی یہ ہے کہ بیچ والا حرف متحرک ہو ساکن نہ ہو جیسے سَقَرُ۔ اگر بیچ والا حرف ساکن ہو تو پھر شرط غیر منصرف ہونے کی یہ ہے کہ وہ کلمہ عربی نہ ہو بلکہ عجمی ہو جیسے ماہ۔ جور۔ چوتھا سبب اسباب منع صرف سے معرفہ ہے۔ معرفہ کی سات قسمیں ہیں ان میں سے صرف ایک قسم معرفہ کی جو علمیت میں پائی جاتی ہے غیر منصرف کا سبب ہوگی اور بس۔ پانچواں سبب اسباب منع صرف سے عجمہ ہے، عرب کے علاوہ سب عجم ہے۔ عجمہ اس وقت غیر منصرف کا سبب بنے گا، جب کہ وہ عربی زبان میں علم ہو۔ چھٹا سبب اسباب منع صرف سے جمع ہے لیکن ہر جمع نہیں، بلکہ وہ جمع جو کہ جمع منتہی الجموع کے وزن پر ہو۔ جمع منتہی الجموع کے دو وزن ہیں ایک مَفَاعِلُ اور دوسرا مَفَاعِیْلُ جیسے مَسَاجِدُ بروزن مَفَاعِلُ اور جیسے مَصَابِیْحُ بروزن مَفَاعِیْلُ۔

ساتواں سبب اسباب منع صرف سے ترکیب ہے، ترکیب کے لئے غیر منصرف کا سبب ہونے کی شرط یہ ہے کہ یہ ترکیب کسی کا علم ہو۔ آٹھواں سبب اسباب منع صرف سے وزن فعل ہے یعنی اسم کا فعل کے وزن پر پایا جانا۔ نواں سبب اسباب منع صرف سے الف ونون زائدتان ہیں یعنی وہ اسم کہ جس کے اخیر میں الف اور نون زیادہ کر دیئے گئے ہوں اصلی نہ ہوں جس اسم میں الف و نون زائد ہوں وہ اسم اس وقت غیر منصرف کا سبب ہوگا جبکہ وہ کسی شخص کا علم ہو جیسے عِمْرَان میں ایک سبب عدل ہے اور ایک علم ہے۔ ثُلٰثَ مَثْلَثَ میں ایک سبب وصف ہے اور ایک عدل۔ طلحۃ میں ایک سبب تانیث لفظی ہے اور دوسرا علم ہے۔

زینب میں ایک سبب تانیث معنوی ہے اور دوسرا علم۔ حُبْلٰی میں الف مقصورہ ہے جو کہ قائم مقام دو سببوں کے ہے۔ حمراء میں الف ممدودہ ہے جو قائم مقام دو سببوں کے ہے ابراھیم میں ایک سبب عجمہ ہے اور دوسرا علم ہے۔ مَسَاجِدُ جمع منتہی الجموع ہے قائم مقام دو سببوں کے ہے علیٰ ہٰذا مصابیح۔ بعلبك میں ترکیب ہے اور دوسرا سبب علم ہے اَحْمَدُ میں ایک سبب وزن فعل ہے اور دوسرا علم ہے۔ سکران میں ایک سبب الف ونون

زائدتین ہے اور دوسرا سبب وصف ہے کیونکہ سکران ایسے مرد کو کہتے ہیں جو نشہ والا ہو۔
عثمان میں ایک سبب الف ونون زائد ہے اور دوسرا علم ہے۔

فصل سوم درحروف غیر عاملہ وآں شانزدہ قسم ست

تیسری فصل میں ان حروف کا بیان ہے جو لفظوں میں کچھ عمل نہیں کرتے، ان حروف غیر عاملہ کا بیان سولہ قسموں میں ہوگا۔

اول حروف تنبیہ وآں سہ است اَلَا و اَمَا وھَا

پہلی قسم حروف غیر عاملہ کی وہ حروف ہیں جو آگاہ اور ہوشیار کرنے کو آتے ہیں اور ایسے حروف تین ہیں ایک اَلَا، دوسرا اَمَا، تیسرا ہَا، یہ حروف جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں عمل کچھ نہیں کرتے محض مخاطب کی غفلت دور کرنے کو لائے جاتے ہیں جیسے اَلَا زَیْدٌ قَائِمٌ آگاہ رہو زید کھڑا ہے۔ ھَا زَیْدٌ عَالِمٌ آگاہ رہو زید عالم ہے۔

دوم حروف ایجاب وآں شش است نعم و بلی و اجل وای وجیر وانّ

دوسری قسم حروف غیر عاملہ کی حروف ایجاب ہیں یعنی وہ حروف جو جواب کے لئے آتے ہیں ایسے حروف چھ ہیں ایک نَعَمْ ہے۔ نعم تصدیق کرتا ہے چاہے کلام مثبت ہو یا منفی ہو مثلاً کسی نے کہا اَمَا قَامَ زَیْدٌ جواب میں نعم آئے گا یعنی ہاں نہیں کھڑا ہوا زید۔ دیکھو کلام منفی کی تصدیق ہوئی کسی نے کہا قَامَ عَمْرٌو جواب نعم یعنی ہاں کھڑا ہوا عمرو اس جگہ کلام مثبت کی تصدیق کردی دوسرا بَلٰی ہے، یہ کلام منفی کا اثبات کرتا ہے جیسے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں، جواب اس کا بلی ہوگا یعنی ہاں تو ہمارا رب ہے۔ دیکھو اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کلام منفی تھا اس کو بلیٰ نے ثبت کردیا۔ اِیْ بھی مثل نَعَمْ کے استعمال ہوتا ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ اِیْ سے پہلے استفہام ہوگا اور بعد میں قسم ہوگی جیسے کوئی کہے کہ اَقَامَ زَیْدٌ کیا زید کھڑا ہوا، جواب میں کہو اِیْ وَاللّٰہِ ہاں قسم اللہ کی زید کھڑا ہوا۔ اَجَلْ اور جَیْرِ کا بھی استعمال نعم جیسا ہے مگر ان دونوں کو قسم ضروری نہیں جیسا کہ ای کو تھی، اِنَّ بھی نَعَمْ جیسا ہے مگر اس کا استعمال بہت کم ہے۔

سوم حروف تفسیر وآں دو است اَیْ واَنْ کقولہ تعالیٰ نَادَیْنٰہُ اَنْ یا ابراھیم

تیسری قسم ان حروف کی جو عمل نہیں کرتے حروف تفسیر ہیں ایک اَیْ ہے دوسرا اَنْ ہے زیادہ تر تفسیر کے لئے اَیْ ہے اَنْ کا استعمال کم ہے۔ مثال ای کی جَاءَ رَجُلٌ اَیْ زَیْدٌ اس مثال میں مفرد کی تفسیر مفرد سے کی گئی۔ ای جملہ کی بھی تفسیر کرتا ہے جیسے قُطِعَ رِزْقُہٗ اَیْ مَاتَ

پہلے جملہ مفسرہ کے معنیٰ ہیں فلاں شخص کا رزق ختم کردیا گیا مطلب یہ ہوا کہ وہ مر گیا کیونکہ مرتے ہی رزق دنیا سے مرنے والے کا ختم ہوجاتا ہے۔ مثال اَنْ حرف تفسیر کی جیسے نَادَیْنَاہُ اَنْ یّٰاِبْرَاھِیْمُ۔ ان یا ابراھیم تفسیر ہے۔ ہٗ ضمیر مفعول بہ کی جو کہ نادینا کا مفعول ہے۔ دوسری مثال مَا قُلْتُ لَھُمْ اِلَّا مَا اَمَرْتَنِیْ بِہٖ اَنِ اعْبُدُوْا اللہَ رَبِّیْ وَرَبَّکُمْ۔ ان اعبدوا اللہ تفسیر ہے ضمیر مجرور بہ کی۔

تنبیہ۔ یاد رکھو ان تفسیر کیلئے ایسی چیز کے بعد میں واقع ہوتا ہے کہ وہ قول کے معنیٰ میں ہو عین قول کے بعد واقع نہ ہوگا اور نہ ایسی چیز کے بعد میں واقع ہوگا کہ جس میں معنی قول کے بالکل نہ ہوں۔ دیکھو پہلی مثال میں اَنْ واقع ہوا ہے نَادَیْنَا کے بعد۔ نادینا ندا سے ہے اور ندا قول سے ہوتی ہے لہذا نَادَیْنَا قُلْنَا کے معنی میں ہوا دوسری مثال میں اَمَرْتَنِیْ کے بعد میں واقع ہوا۔ امرتنی امر سے ہے اور امر بھی کسی قول سے ہی ہوتا ہے۔

چہارم حروف مصدریہ وآں سہ است مَا و اَنْ و اَنَّ۔ مَا و اَنْ در فعل روند تا فعل بمعنی مصدر باشد۔

چوتھی قسم ان حروف کی جو عمل نہیں کرتے حروف مصدریہ ہیں اور حروف مصدریہ تین ہیں، ایک مَا دوسرا اَنْ تیسرا اَنَّ مفتوحہ۔ ان تین میں سے دو یعنی مَا اور اَنْ جملہ فعلیہ پر داخل ہوتے ہیں تاکہ فعل کو معنیٰ میں مصدر کے کردیں، مثال ما غیر عاملہ مصدریہ کی وَضَاقَتْ عَلَیْھِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ۔ دیکھو مَا رَحُبَتْ پر داخل ہوا اور اس کو معنی میں رُحْبَۃٌ کے کردیا۔ رحبۃ کے معنیٰ وسعۃ کے ہیں۔ مثال اَنْ مصدریہ کی اَعْجَبَنِیْ اَنْ خَرَجْتَ خَرَجْتَ کو اَنْ نے معنی میں خُرُوْجُکَ کے کردیا۔ تیسرا حرف اَنَّ ہے جو مختص ہے جملہ اسمیہ کے ساتھ جیسے اَعْجَبَنِیْ اَنَّکَ قَائِمٌ اَنَّ نے اس کو معنی میں قِیَامُکَ کے کردیا یعنی اَعْجَبَنِیْ قِیَامُکَ۔ ہاں اگر اَنَّ کے ساتھ ما کافہ بھی مل جائے یعنی اَنَّمَا ہوجائے تو اس وقت جملہ فعلیہ پر بھی داخل ہوگا اور جملہ اسمیہ پر بھی داخل ہوگا۔

پنجم حروف تحضیض وآں چہار است اَلَّا و ھَلَّا و لَوْلَا و لَوْمَا۔

پانچویں قسم حروف غیر عاملہ کی حروف تحضیض ہیں، ان چاروں حرفوں کے بعد فعل کا ہونا لازم ہے چاہے فعل لفظوں میں ہو چاہے مقدر ہو مگر ہوگا ضرور۔ یہ حروف اگر فعل ماضی پر داخل ہوں تو اس وقت زجر اور ندامت کے لئے ہوں گے جیسے ھَلَّا ضَرَبْتَ زَیْدًا یعنی تو نے زید کو کیوں

نہیں مارا اور جس وقت فعل مضارع پر داخل ہوں گے اس وقت تحضیض کیلئے ہوں گے، تحضیض کے معنیٰ ہیں برانگیختہ کرنا اور ترغیب دلانا تاکہ مخاطب فعل کو وجود میں لائے جیسے هَلَّا تَضْرِبُ زَيْدًا کیوں نہیں زید کو مارتا یعنی مار.

ششم حروف توقع وآں قد است برائے تحقیق در ماضی وبرائے تقریب ماضی بحال ودر مضارع برائے تقلیل .

چھٹی قسم حروف غیر عاملہ کی حرف قد ہے یہ حرف توقع اور تحقیق اور تقریب اور تقلیل چاروں معنیٰ دیتا ہے جس وقت ماضی پر داخل ہوگا تحقیق اور تقریب کے معنیٰ دے گا تقریب کا مطلب یہ ہے کہ جس فعل پر قد داخل ہے. یہ ابھی جو زمانہ گذرا ہے کہ جس کے اجزاء حال کے اجزا کے قریب ہیں واقع ہوئے ہیں اس کو زیادہ زمانہ نہیں گذرا جیسے قَدْ ضَرَبَ زَيْدٌ دیکھو اس مثال میں تحقیق اور تقریب دونوں ہیں یعنی تحقیق قریب ہی زمانہ میں زید نے مارا اور ایسی جگہ کہ جہاں مخاطب کو توقع ہو فعل کے واقع ہونے کی اور وہ فعل ہو گیا تو ایسی جگہ تینوں (یعنی توقع اور تحقیق اور تقریب) ہوں گے جیسے قَدْ رَكِبَ الْأَمِيْرُ تحقیق قریب ہی امیر سوار ہو گیا۔ مضارع پر اس وقت قد داخل ہوگا جب کہ مضارع جازم ناصب اور سین سوف سے خالی ہو۔ مضارع پر قد داخل ہو کر زیادہ فائدہ تقلیل کا دیتا ہے جیسے قَدْ يَضْرِبُ یعنی کبھی کبھی مارتا ہے قَدْ يَصْدُقُ کبھی کبھی سچ بولتا ہے قَدْ يَقْرَأُ کبھی کبھی پڑھتا ہے قَدْ يَجِيْئُ کبھی کبھی آتا ہے قَدْ يَذْهَبُ کبھی کبھی جاتا ہے. کبھی ایسا بھی ہوگا کہ قد مضارع پر داخل ہو کر معنیٰ تحقیق کے دے گا جیسے قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ تحقیق اللہ تعالیٰ جانتا ہے قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ تحقیق ہم دیکھ رہے ہیں آپ کا اپنے چہرہ مبارک کو آسمان کی طرف بار بار اٹھانا.

ہفتم حروف استفہام وآں سہ است مَا و ہمزہ و هَلْ .

ساتویں قسم حروف غیر عاملہ کی حروف استفہام ہیں اور یہ تین حرف ہیں ایک مَا دوسرا ہمزہ تیسرا هَلْ ہے یہ تینوں حروف کلام کے شروع اور اول میں آتے ہیں وسط اور اخیر میں نہیں آتے جملہ اسمیہ پر بھی داخل ہوتے ہیں اور جملہ فعلیہ پر داخل نہیں ہوتے ہیں.

مثالیں مَا اسْمُكَ تیرا کیا نام ہے۔ مَا قَالَ زَيْدٌ کیا کہا زید نے أَزَيْدٌ قَائِمٌ کیا زید کھڑا ہے أَقَامَ زَيْدٌ. کیا زید کھڑا ہوا. هَلْ زَيْدٌ قَائِمٌ آیا زید کھڑا ہے هَلْ قَامَ زَيْدٌ آیا زید کھڑا ہوا۔ کبھی ایسا بھی ہوگا کہ هل معنیٰ میں قد کے آئیگا جیسے قولہ تعالیٰ هَلْ أَتٰى عَلَى الْإِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ الآیۃ ای قد اتی

ہشتم حرف ردع و آں کلا است بمعنی باز گردانیدن و بمعنی حقا نیز آمدہ است
چوں کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔

آٹھویں قسم حروف غیر عاملہ کی کَلَّا ہے اس کے معنیٰ زیادہ باز گردانیدن کے ہیں کبھی کبھی حقًّا کے معنی میں آتا ہے کلا کو حرف ردع کہتے ہیں، ردع کے معنی جھڑک دینا اور منع کر دینا جیسے کسی نے کہا زَیْدٌ یَغْضَبُکَ زید تم پر غصہ کرتا ہے، تم نے کہا کلا یعنی ہرگز نہیں یعنی زید غصہ نہیں کرتا، وہ اس سے بری ہے یا زَیْدٌ یَشْتِمُکَ زید تم کو گالی دیتا ہے تم نے کہا کلا ہرگز نہیں وہ اس سے بری ہے۔ مثال اس کلا کی جو حقا کے معنی میں ہے جیسے کَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰی یعنی یہ بات حق اور ثابت ہے کہ انسان البتہ سرکشی اور بے راہی اختیار کرتا ہے اور کلا کبھی کسی کی بات کے قبول نہ کرنے کے لئے بھی آتا ہے جیسے کسی نے کہا اِفْعَلْ کَذَا کر تو یہ کام، جواب میں کہا کلا ہرگز تمہاری بات قبول نہ کروں گا۔

نہم تنوین و آں پنج است، تمکن چوں زَیْدٌ و تنکیر چوں صَہٍ ای اُسْکُتْ سُکُوْتًا مَّا فِیْ وَقْتٍ مَّا اَمَّا صَہْ بغیر تنوین فمعناہ اُسْکُتِ السُّکُوْتَ الْاٰنَ و عوض چوں یَوْمَئِذٍ و مقابلہ چوں مُسْلِمَاتٌ و ترنم در آخر ابیات باشد شعر اَقِلِّی اللَّوْمَ عَاذِلَ وَالْعِتَابَنْ وَ قُوْلِیْ اِنْ اَصَبْتُ لَقَدْ اَصَابَنْ ۔
و تنوین ترنم در اسم و فعل و حرف بر ود، اما چہار اولیں خاص است باسم۔

نویں قسم حروف غیر عاملہ کی تنوین ہے، تنوین در حقیقت نون ساکن کو کہتے ہیں اگرچہ کہنے میں دو حرکتیں ہوتی ہیں مگر واقع میں حرف ہے، دلیل اس کے حرف ہونے پر یہ ہے کہ اس تنوین کے بعد اگر کوئی ساکن ہے تو اس تنوین کو کسرہ کی حرکت دے کر اگلے ساکن سے ملا دیتے ہیں جیسے خَیْرًا اِلْوَصِیَّۃُ دیکھو اول تنوین ہے آگے اس کے لام ساکن ہے تو اس فتح کی تنوین کو کسرہ دیکر ایسے پڑھیں گے خَیْرَ اِنِ الْوَصِیَّۃُ اس سے صاف ظاہر ہے کہ تنوین حرف ہے ورنہ حرکت پر تو حرکت نہیں آتی حرکت تو حرف پر ہی آتی ہے۔ تنوین پانچ قسم کی ہوتی ہے۔ تمکن، تنکیر، عوض مقابلہ، ترنم۔ تنوین تمکن تنوین معرب کو کہتے ہیں جیسے زیدٌ کی تنوین۔ تنوین تنکیر اس تنوین کو کہتے ہیں کہ جس کا مدخول غیر معین ہو جیسے صَہٍ اس کی تنوین تنکیر کی ہے کیونکہ اس کے معنی ہیں اُسْکُتْ سُکُوْتًا مَّا فِیْ وَقْتٍ مَّا یعنی تو کسی نہ کسی وقت میں چپ ہو جانا یعنی چپ ہونے کے لئے کوئی وقت معین نہیں ایک صَہْ ہوتا ہے بلا تنوین کے اس کے معنی ہیں کہ تو اسی وقت چپ ہو جا، اس میں تعیین

وقت ہے۔ تنوین عوض وہ تنوین ہے کہ کسی اسم پر مضاف الیہ کے بدلہ میں لائی گئی ہو جیسے: حِيْنَئِذٍ کی تنوین، یہ بدلہ میں مضاف الیہ کے لائی گئی ہے کیونکہ اس کی اصل یہ تھی حِيْنَ إِذْ كَانَ كَذَا۔ حِيْنَ مضاف ہے اِذ کی طرف اور اذ مضاف ہے کان کذا جملہ کی طرف کان کذا جملہ کو سہولت پیدا کرنے کی وجہ سے حذف کر دیا، رہ گیا حِيْنَئِذٍ جب اِذ اضافت سے کٹ گیا تو اسم تام نہ رہا لہذا كَانَ كَذَا کے بدلہ میں اس کو تنوین دے دی اب یہ اسم تام ہو گیا۔ تنوین مقابلہ اس تنوین کو کہتے ہیں کہ جو مقابلہ میں لائی گئی ہو جیسے جمع سالم کی تنوین یہ مقابلہ ہے نون جمع مذکر سالم کے۔ تنوین ترنم وہ تنوین ہے جو آواز کو خوبصورت کرنے کے واسطے شعروں کے اخیر میں بڑھائی جاتی ہے۔ تنوین ترنم اسم، فعل، حرف تینوں کے اخیر میں آتی ہے اور پہلی چاروں اسم کے ساتھ مخصوص ہیں۔ شعر

اَقِلِّي اللَّوْمَ عَاذِلَ وَالْعِتَابَنْ ۔۔۔ وَقُوْلِي إِنْ أَصَبْتُ لَقَدْ أَصَابَنْ

ترجمہ۔ کم کر تو اے محبوبہ ملامت کرنے کو اور عتاب کو۔ کہہ تو اگر میں ٹھیک کام کروں کہ بے شک اس نے (یعنی میں نے) ٹھیک کام کیا۔ بتانا یہ ہے کہ تنوین ترنم فعل پر بھی آتی ہے جیسا کہ اَصَابَ فعل ماضی ہے اور اس کے اخیر میں آواز کو خیشوم میں لیجا کر چکر دینے کو بڑھائی ہے یعنی اَصَابَنْ۔ اَقِلِّي صیغہ واحد مؤنث حاضر ہے بحث امر باب افعال، مصدر اِقْلَالٌ۔ اللَّوْمُ معطوف علیہ واؤ حرف عطف اَلْعِتَابَنْ معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ ہوا اقل کا عَاذِلَ اصل میں يَا عَاذِلَةُ تھا حرف ندا ضرورت شعری سے حذف کر دیا گیا اور عاذل منادی کے اخیر سے تا ر بھی حذف کر دی گئی، ایسے منادی کو کہ جس کے اخیر سے حرف حذف کر دیا جائے اس کو منادی مرخم کہتے ہیں جیسا کہ تم کو دوسری کتابوں سے معلوم ہوگا۔ قولی صیغہ واحد مؤنث حاضر بحث امر باب نَصَرَ يَنْصُرُ، مصدر قَوْل۔ لَقَدْ اَصَابَنْ مقولہ قُوْلِي اِنْ اَصَبْتُ شرط، جزا اس کی محذوف۔

دہم نون تاکید در آخر فعل مضارع ثقیلہ و خفیفہ چوں اِضْرِبَنَّ و اِضْرِبَنْ۔

دسویں قسم حروف غیر عاملہ کی نون ثقیلہ اور خفیفہ ہیں۔ یہ دونوں نون مضارع کے اور استفہام اور تمنی اور عرض اور امر اور نہی کے اخیر میں بڑھائے جاتے ہیں۔

یازدہم حروف زیادت و آں ہشت حرف ست اِنْ و اَنْ و مَا و لا و مِن و کاف و با، و لام۔ چہار آخر در حروف جر یاد کردہ شد۔

گیارہویں قسم حروف غیر عاملہ کی حروف زیادت ہیں اور وہ آٹھ حروف ہیں۔ ایک اِنْ دوسرا اَنْ، تیسرا مَا، چوتھا لَا، پانچواں مِن، چھٹا کاف، ساتواں بَا، آٹھواں لَام۔ ان آٹھ میں سے چار اخیر کے حروف جر ہیں اِنْ مانافیہ کے ساتھ زائد ہوتا ہے جیسے مَا اِنْ رَاَیْتُ زَیْدًا، ای مَا رَاَیْتُ زَیْدًا اور کبھی کے ساتھ مامصدریہ کے ساتھ بھی زائد ہوتا ہے جیسے اِنْتَظِرْنِیْ مَا اِنْ جَلَسَ الْاَمِیْرُ اَیْ مُدَّۃَ جُلُوْسِہٖ اور لَمَّا کے ساتھ بھی کبھی کے ساتھ زائد ہوتا ہے جیسے لَمَّا اَنْ قَامَ زَیْدٌ قُمْتُ ای لَمَّا قَامَ زَیْدٌ قُمْتُ۔ اَنْ بفتح ہمزہ لمّا کے ساتھ بکثرت زائد ہوتا ہے جیسے فَلَمَّا اَنْ جَاءَ الْبَشِیْرُ۔ قسم مقدر اور لو کے درمیان میں بھی اَنْ زائد ہوتا ہے جیسے وَاللّٰہِ اَنْ لَوْ قَامَ زَیْدٌ قُمْتُ اور کبھی کے ساتھ کاف تشبیہ کے ساتھ زیادہ ہوتا ہے۔ مصرع۔ کَاَنْ ظَبْیَۃٍ تَعْطُوْا اِلٰی نَاضِرِ السَّلَمِ۔ ما اذا کے ساتھ زائد ہوتا ہے جیسے اِذَا مَا تَخْرُجْ اَخْرُجْ ای اِذَا تَخْرُجْ اَخْرُجْ اور متیٰ کے ساتھ بھی زائد ہوتا ہے، جیسے مَتٰی مَا تَذْھَبْ اَذْھَبْ اور ای کے ساتھ بھی زائد ہوتا ہے جیسے اَیًّا مَّا تَدْعُوْ فَلَہُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی اور این کے ساتھ بھی زائد ہوتا ہے جیسے اَیْنَ مَا تَجْلِسْ اَجْلِسْ اور اِنْ کے ساتھ بھی زائد ہوتا ہے جیسے اِمَّا تَرَیِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا، اور بار حرف جر کے ساتھ بھی زائد ہوتا ہے جیسے فَبِمَا رَحْمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ لِنْتَ لَھُمْ اور من حرف جار کے ساتھ بھی زائد ہوتا ہے جیسے مِمَّا خَطِیْئَاتِھِمْ اُغْرِقُوْا اور کبھی کے ساتھ مضاف کے ساتھ بھی زائد ہوتا ہے جیسے غَضِبْتُ مِنْ غَیْرِ جُرْمٍ وَاَیَّمَا الْاَجَلَیْنِ قَضَیْتُ۔ لَا واو عاطفہ کے بعد بعد نفی کے زائد ہوتا ہے جیسے مَا جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَلَا عَمْرٌو۔ اور اَن مصدریہ کے بعد بھی زائد ہوتا ہے، جیسے مَا مَنَعَکَ اَنْ لَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُکَ ای ان تسجد اور کبھی سے لفظ اقسم سے پہلے زائد ہوتا ہے جیسے لَا اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَلَا اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ اور کبھی سے مضاف کیساتھ زائد ہوتا ہے جیسے اس مصرع میں ہے۔ فِیْ بِئْرٍ لَا حُوْرٍ سَرٰی وَمَا شَعَرَ۔ مثال با زائدہ کی جیسے لَیْسَ زَیْدٌ بِقَائِمًا۔ مثال من زائدہ کی وَکَمْ مِّنْ مَّلَکٍ فِی السَّمٰوٰتِ۔ مثال کاف زائدہ کی لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ۔ مثال لام زائدہ کی جیسے رَدِفَ لَکُمْ ای رَدِفَکُمْ۔

دوازدہم حروف شرط و آں دو است اَمَّا و لَوْ۔ اما برائے تفصیل و فا در جوابش لازم باشد کقولہ تعالیٰ فَمِنْھُمْ شَقِیٌّ وَّسَعِیْدٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا فَفِی النَّارِ۔ وَاَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّۃِ
ولو برائے انتفاء ثانی بسبب انتفاء اول۔ چوں لَوْ کَانَ فِیْھِمَا اٰلِھَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا۔

بارہویں قسم حروف غیر عاملہ کی حروف شرط ہیں، حروف شرط اس مقام پر دو ہیں اما اور دوسرا لو۔ اما اجمال سابق کی تفصیل کے لئے آتا ہے اور اما کے بعد جواب میں فا کا لانا ضروری ہے۔ مثال اما کی جیسے قول اللہ تعالیٰ کا فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيدٌ یعنی بعض ان لوگوں میں بدبخت اور شقی ہیں اور بعض اُن میں سے سعید اور نیک بخت ہیں، یہ تو اجمال ہوا اما اس کی تفصیل کرے گا اور بتائے گا کہ شقی کا کیا حشر ہوگا اور سعید کا کیا حال ہوگا فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ پس وہ لوگ جو شقی اور بدبخت ہیں وہ جہنم میں جائیں گے اور جو لوگ سعید اور نیک بخت ہیں وہ جنت میں جائیں گے یہ اس کی تفصیل ہوئی۔ فَفِي النَّارِ اور فَفِي الْجَنَّةِ یہ دونوں اما کے جواب میں دونوں پر فا کا لانا لازم ہوا لَوْ دو جملوں پر داخل ہوتا ہے دوسرے جملہ کی نفی کرتا ہے اس وجہ سے کہ پہلا جملہ منتفی ہے۔ لو ماضی کے لئے آتا ہے اگرچہ مستقبل پر داخل ہو جیسے لَوْ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا، پہلا جملہ كَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ ہے اور دوسرا لَفَسَدَتَا ہے۔ ترجمہ۔ اگر زمین اور آسمان میں بہت سے معبود ہوتے موجودہ خدا کے غیر تو زمین اور آسمان نیست و نابود اور درہم برہم ہو جاتے مگر دیکھتے ہیں کہ زمین اور آسمان صحیح وسالم موجود ہیں یعنی فساد دونوں میں نہیں ہوا اس وجہ سے زمین و آسمان میں سوائے خدا کے کوئی دوسرا معبود نہیں۔

سیزدہم لولا واو موضوع است برائے انتفائے ثانی بسبب وجود اول چوں لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ۔

تیرہویں قسم حروف غیر عاملہ کی لولا ہے یہ بھی دو جملوں پر داخل ہوتا ہے، جملہ ثانیہ کی نفی کرتا ہے اس وجہ سے کہ جملہ اولی کا وجود اور ثبوت ہوتا ہے جیسے لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ اس میں جملہ اولی لَوْلَا عَلِيٌّ مَوْجُوْدٌ ہے اور دوسرا لَهَلَكَ عُمَرُ ہے۔ اگر حضرت علی موجود نہ ہوتے تو حضرت عمر ہلاک ہو جاتے چونکہ حضرت علی موجود تھے اس وجہ سے حضرت عمرؓ ہلاکت سے محفوظ رہے، یعنی ہلاک نہیں ہوئے کیونکہ علی موجود تھے۔ لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ یہ مقولہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ قصہ اس کا یہ ہے کہ ایک عورت کے حمل زنا کا تھا وہ عورت حاملہ حضرت عمرؓ کے پاس آئی آپ نے حکم دیا کہ اس عورت کو سنگسار کر دیا جائے۔ ابھی تک حضرت عمرؓ کے حکم پر عمل نہیں ہوا تھا کہ اتنے میں حضرت علیؓ حضرت عمرؓ کی خدمت میں پہنچے اور فرمایا کہ حمل کے ہوتے ہوئے سنگسار نہ کرائیے جس وقت بچہ جن چکے اس وقت رجم اور سنگسار کرائیے کیونکہ اس وقت دو جانیں جاتی ہیں یہ فرمان حضرت علیؓ کا حضرت عمرؓ کی سمجھ میں آگیا اور یہ فرمایا لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ۔

چہار دہم لام مفتوحہ برائے تاکید چوں لَزَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو۔

چودھویں قسم حروف غیر عاملہ کی لام تاکید ہے اور بس

پانزدہم ما بمعنی مادام چوں اَقُوْمُ مَاجَلَسَ الْاَمِیْرُ

پندرھویں لفظ ما جو کہ مادام کے معنی میں آتا ہے جیسے اَقُوْمُ مَاجَلَسَ الْاَمِیْرُ یعنی میں کھڑا رہوں گا جب تک کہ بیٹھا ہے امیر۔

شانزدہم حروف عطف و آں دہ است۔ واؤ، و فا و ثم و حتیٰ و اِمّا و او و اَم و لا و بل و لکن۔

سولھویں قسم حروف غیر عاملہ کی حروف عطف ہیں۔ کل حروف غیر عاملہ سولہ قسموں میں باون ہوئے قسم اول میں تین، قسم دوم میں چھ، قسم سوم میں دو، قسم چہارم میں تین، قسم پنجم میں چار، قسم ششم میں ایک، قسم ہفتم میں تین، قسم ہشتم میں ایک، قسم نہم میں پانچ، قسم دہم میں دو، قسم یازدہم میں آٹھ، قسم دوازدہم میں دو، قسم سیزدہم میں ایک، قسم چہاردہم میں ایک، قسم پانزدہم میں ایک، قسم شانزدہم میں دس۔

تنبیہ گیارہویں قسم میں جو حرف زیادت بیان ہوئے ان کے زیادہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے بغیر بھی معنی ٹھیک ہوتے ہیں یہ مطلب نہیں کہ لانے کا کچھ فائدہ نہیں ان کا زیادت ہونے کا یہ مطلب نہ سمجھا جائے کہ یہ حروف ہر وقت اور ہر جگہ زیادہ ہوں گے بلکہ مقصد یہ ہے کہ جہاں کہیں زیادہ ہوں گے ان میں سے ہوں گے۔ خدا کے فضل و کرم اور اس کے احسان و توفیق سے آج نحو میر کی شرح ختم ہوئی۔ $\frac{۷}{۲۸}$ ۲۳ ھ

اب آگے مستثنیٰ کی بحث شروع کرتا ہوں۔

چوں بحث مستثنیٰ در کتاب نحو میر نہ بود برائے فائدہ طلاب افزودہ شد۔

جب کہ مستثنیٰ کی بحث نحو میر میں نہ تھی طلبہ عربیہ کے فائدہ کی غرض سے زیادہ کردی گئی۔ تم یہ دیکھتے ہو کہ بعض کام ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو ایک بڑی جماعت کرتی ہے مگر ایک شخص اس کو نہیں کرتا بعض کام ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو صرف ایک شخص کرتا ہے اور تمام لوگ اس سے علیحدہ رہتے ہیں تو جس وقت اس کام کے کرنے کا ذکر کیا جائے گا تو یوں کہا جائے گا کہ فلاں کام سب نے کیا مگر زید نے نہیں کیا یا یوں کہا جائے گا کہ فلاں کام کسی نے نہیں کیا مگر زید نے کیا تو سب لوگوں کو مستثنیٰ منہ کہیں گے اور زید کو مستثنیٰ کہیں گے۔ مستثنیٰ اسم مفعول کا صیغہ ہے باب استفعال سے اسکا مصدر استثناء ہے استثناء کے معنی خارج کرنا مستثنےٰ خارج کیا گیا جس سے خارج کیا گیا وہ مستثنیٰ منہ۔

بدانکہ مستثنیٰ لفظی ست کہ مذکور باشد بعد الّا و اخوات آں یعنی غیر و سوٰی و حاشا وخلا و عدا و ماخلا و لیس و لایکون تا ظاہر گردد کہ منسوب نیست بسوی مستثنیٰ آنچہ نسبت کردہ شدہ است بسوی ماقبل وے وآں بر دو قسم ست متصل و منقطع

عربی میں مستثنیٰ کی تعریف۔ مستثنیٰ اس لفظ کو کہتے ہیں کہ جو لفظ الّا اور اس کے ہم معنیٰ لفظوں کے بعد ذکر کیا جائے۔ وہ لفظ جو ہم معنیٰ الّا کے ہیں وہ یہ ہیں۔ غَیْرٌ۔ سِوٰی، حَاشَا۔ خَلَا۔ عَدَا مَاخَلَا۔ لَیْسَ۔ لَا یَکُوْنُ جس وقت یہ الفاظ الّا کے ہم معنیٰ ہوں گے اس وقت جو اسم ان کے بعد مذکور ہوگا اس کو مستثنیٰ کہیں گے اور جو اسم ان سے پہلے مذکور ہوگا اس کو مستثنیٰ منہ کہیں گے۔

سوال۔ مستثنیٰ کو الّا کے اور اسکے ہم معنیٰ لفظوں کے بعد کیوں ذکر کرتے ہیں کیا فائدہ ہے؟

جواب۔ مستثنیٰ کو الّا اور اس کے ہم معنیٰ لفظوں کے بعد اس وجہ سے ذکر کرتے ہیں تاکہ لوگوں پر یہ بات ظاہر ہو جائے کہ جس فعل اور جس کام کی نسبت مستثنیٰ منہ کی طرف منسوب نہیں چاہے وہ فعل مثبت ہو چاہے منفی ہو یعنی اگر وہ فعل جو مستثنیٰ منہ کی طرف منسوب ہے ثبت ہے تو مستثنیٰ سے وہ منفی ہوگا اور اگر وہ فعل جو مستثنیٰ منہ کی طرف منسوب منفی تو مستثنیٰ کی طرف ثبت ہوگا۔ پھر مستثنیٰ کی دو قسمیں ہیں ایک قسم متصل اور دوسری منفصل۔

متصل آنست کہ خارج کردہ شود از متعدد بلفظ الا و اخوات وی مثل جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا پس زید کہ در قوم داخل بود از حکم مجی خارج کردہ شد۔

مستثنیٰ متصل اس مستثنے کو کہتے ہیں کہ جو مستثنیٰ منہ میں داخل ہو اور الا اور اس کے ہم معنیٰ کلموں کے ذریعہ سے اس حکم سے خارج کر دیا گیا ہو جو مستثنیٰ منہ کیلئے ثابت ہے جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا دیکھو قوم مستثنے منہ ہے اور زید مستثنیٰ ہے اور الّا حرف استثناء ہے، قوم کے لئے آنا ثابت ہے یعنی میرے پاس قوم آئی مگر زید بھی جو قوم کا ایک فرد تھا وہ نہیں آیا تو اس مثال میں زید سے آنے کی نفی ہو گئی اور زید کو آنے کے بارے میں الّا کے ذریعہ سے خارج کر دیا تو جو مستثنیٰ منہ میں داخل ہو اور الّا وغیرہ سے خارج کر دیا گیا ہو ایسے مستثنے کو مستثنیٰ متصل کہتے ہیں۔

منقطع آں باشد کہ مذکور شود بعد الّا و اخوات آں و خارج کردہ نہ شود از متعدد بسبب آنکہ مستثنے داخل نہ باشد در مستثنیٰ منہ مثل جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا

کہ در قوم داخل نہ بود۔
مستثنیٰ منقطع وہ مستثنےٰ ہے کہ جو الّا اور اس کے ہم معنیٰ الفاظ کے بعد مذکور ہوا ور متعدد سے یعنی مستثنیٰ منہ سے نہ نکالا گیا ہو اور مستثنےٰ منہ سے نہ نکلنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ مستثنےٰ منقطع مستثنیٰ منہ میں داخل نہیں، ظاہر ہے کہ جو چیز کسی چیز میں داخل نہ ہو اس کے خارج کرنے کے کیا معنیٰ جیسے جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا آئی میرے پاس قوم مگر گدھا نہیں آیا، اس مثال میں قوم مستثنیٰ منہ ہے اور حِمَارًا مستثنےٰ منقطع ہے کیونکہ قوم میں حمار داخل نہیں۔

بدانکہ اعراب مستثنیٰ بر چہار قسم است اول آنکہ مستثنیٰ بعد الّا در کلام موجب واقع شود۔ پس مستثنیٰ ہمیشہ منصوب باشد چوں جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا و کلام موجب آنکہ دراں نفی و نہی و استفہام نہ باشد و ہمچنیں در کلام غیر موجب اگر مستثنیٰ را بر مستثنیٰ منہ مقدم گردانند منصوب خوانند۔ نحو مَا جَاءَنِی اِلَّا زَیْدًا اَحَدٌ و مستثنیٰ منقطع ہمیشہ منصوب باشد و اگر مستثنیٰ بعد خلا و عدا واقع شود بر مذہب اکثر علماء منصوب باشد و بعد ما خلا و ما عدا و لیس و لا یکون ہمیشہ منصوب باشد نحو جَاءَنِی الْقَوْمُ خَلَا زَیْدًا و عَدَا زَیْدًا۔

اول تم کو مستثنیٰ کی تعریف معلوم ہوئی اس کے بعد اس کی دو قسمیں بتائی گئیں، اب یہ بتایا جائیگا کہ مستثنیٰ کا اعراب کیا ہوتا ہے چنانچہ مصنفؒ فرماتے ہیں کہ مستثنیٰ کا اعراب چار قسم کا ہوگا، پہلی قسم میں مستثنیٰ کے منصوب ہونے کی صورتیں بیان ہوتی ہیں پہلی صورت مستثنیٰ کے منصوب ہونے کی یہ ہے کہ مستثنےٰ کلام موجب میں الّا کے بعد واقع ہو تو مستثنیٰ اس صورت میں ہمیشہ منصوب ہو گا جیسے جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا دیکھو یہ کلام موجب ہے مستثنیٰ الّا کے بعد میں واقع ہے۔

سوال کلام موجب کس کو کہتے ہیں؟

جواب۔ کلام موجب اس کلام کو کہتے ہیں کہ جو نفی اور نہی اور استفہام سے خالی ہو دیکھو اس کلام میں نہ نفی ہے اور نہ نہی ہے اور نہ استفہام ہے لہذا یہ کلام موجب ہوا اور کلام غیر موجب اس کلام کو کہتے ہیں کہ جس میں یا تو نفی ہو یا نہی ہو یا استفہام ہو۔ دوسری صورت مستثنےٰ کے منصوب ہونے کی یہ ہے کہ مستثنیٰ کلام غیر موجب میں ہو اور مستثنےٰ منہ پر مقدم ہو تب بھی مستثنیٰ منصوب ہو گا جیسے مَا جَاءَنِی اِلَّا زَیْدًا اَحَدٌ اس کلام میں احد مستثنیٰ منہ ہے۔ زَیْدًا مستثنیٰ ہے، اور ترتیب پلٹی ہوئی ہے یعنی مستثنیٰ منہ مؤخر ہے اور مستثنیٰ مقدم لہذا ایسی صورت میں بھی مستثنیٰ منصوب ہو گا

یہ کلام غیر موجب ہے کیونکہ اس کے اول میں ما نافیہ ہے۔ تیسری صورت مستثنیٰ کے منصوب ہونے کی یہ ہے کہ مستثنیٰ منقطع ہو تب بھی ہمیشہ منصوب ہوگا جیسے جَاءَ نِي الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا۔ چوتھی صورت مستثنیٰ کے منصوب ہونے کی یہ ہے کہ مستثنیٰ خلا اور عدا کے بعد واقع ہو تو اس وقت اکثر علماء نحاۃ اس کو منصوب پڑھیں گے جیسے جَاءَ نِي الْقَوْمُ خَلَا زَيْدًا وَ عَدَا زَيْدًا۔ پانچویں صورت مستثنیٰ کے منصوب ہونے کی یہ ہے کہ مستثنیٰ بعد ما خلا و ما عدا اور لیس اور لا یکون کے واقع ہو تو ہمیشہ منصوب ہوگا جیسے جَاءَ نِي الْقَوْمُ مَاخَلَا زَيْدًا وَ مَاعَدَا زَيْدًا وَ لَيْسَ زَيْدًا وَ لَا يَكُوْنُ زَيْدًا۔ ان مثالوں میں زیدًا ہر جگہ مستثنیٰ ہے اور قوم مستثنیٰ منہ ہے اور خلا اور عدا اور ما خلا اور ما عدا اور لیس اور لا یکون وہ الفاظ ہیں کہ جو اس مقام پر اِلّا کے معنیٰ میں ہیں

دوم آنکہ مستثنیٰ بعد اِلّا در کلام غیر موجب واقع شود و مستثنیٰ منہ مذکور باشد پس دراں دو وجہ رواست یکے آنکہ منصوب باشد بر سبیل استثناء، دیگر آنکہ بدل باشد از ماقبل چوں مَاجَاءَ نِي اَحَدٌ اِلَّا زَيْدًا وَ اِلَّا زَيْدٌ۔

اگر مستثنیٰ بعد اِلّا کلام غیر موجب واقع ہو اور مستثنیٰ منہ لفظوں میں مذکور ہو ایسے مستثنیٰ میں دو وجہ جائز ہیں ایک نصب اور دوسرے بدل مستثنیٰ منہ سے۔ نصب اس وجہ سے کہ یہ مستثنیٰ ہے، اور مستثنیٰ کو نصب ہوتا ہے۔ دوسرے وہ اعراب جو مستثنیٰ منہ کا ہے یعنی اگر مستثنیٰ منہ مرفوع ہے تو مستثنیٰ بھی بدل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوگا جیسے مَاجَاءَ نِي اَحَدٌ اِلَّا زَيْدًا دیکھو یہ کلام غیر موجب ہے مستثنیٰ اِلّا کے بعد ہے احد مستثنیٰ منہ لفظوں میں موجود ہے، اس مستثنیٰ پر نصب بھی جائز ہے اور رفع بھی کیونکہ زید بدل ہوگا احد سے اور احد مرفوع ہے لہٰذا زیدٌ بھی مرفوع ہوگا کیونکہ بدل مبدل منہ کا ایک ہی اعراب ہوگا، مقصد یہ ہے کہ پڑھنے والے کو اختیار ہے جو چاہے پڑھے۔

سوم آنکہ مستثنیٰ مفرغ باشد یعنی مستثنیٰ منہ مذکور نباشد و در کلام غیر موجب واقع شود پس اعراب مستثنیٰ بہ اِلّا دریں صورت بحسب عوامل مختلف باشد چوں مَاجَاءَ نِي اِلَّا زَيْدٌ وَ مَارَاَيْتُ اِلَّا زَيْدًا وَ مَامَرَرْتُ اِلَّا بِزَيْدٍ۔

اگر مستثنیٰ مفرغ ہو یعنی ایسا مستثنیٰ ہو کہ جس کا مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو کلام غیر موجب ہو مستثنیٰ اِلّا کے بعد میں ہو ایسے مستثنیٰ کا وہ اعراب ہوگا کہ جس کو عامل چاہے گا یعنی اگر عامل رافع ہے تو مستثنیٰ کو رفع ہوگا اور اگر عامل ناصب ہے تو مستثنیٰ کو نصب ہوگا اور اگر عامل جار ہے تو مستثنیٰ کو جر ہوگا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ جب مستثنیٰ منہ محذوف ہوا تو عامل اپنا عمل کس میں کرے لامحالہ یہ عامل فارغ

کر دیا گیا، مستثنیٰ میں عمل کرنے کو اسی وجہ سے اس کو مستثنیٰ مفرغ کہتے ہیں جیسے مَا جَاءَنِی اِلَّا زَیْدٌ اس مثال میں زیدٌ مستثنیٰ ہے اور اس کا مستثنیٰ منہ اَحَدٌ محذوف ہے لہذا جاءَ نے زید مستثنیٰ کو رفع دیدیا و مَا رَاَیْتُ اِلَّا زَیْدًا یہاں بھی مستثنیٰ منہ محذوف ہے لہذا رایت نے نصب زیدًا مستثنیٰ کو دیدیا۔ و مَا مَرَرْتُ اِلَّا بِزَیْدٍ میں زید مستثنیٰ کو بار حرف جر نے جر دیدیا۔

چہارم آنکہ مستثنیٰ بعد لفظ غیر وسوی وسواء واقع شود پس مستثنیٰ را مجرور خوانند بعد حاشا بر مذہب اکثر نیز مجرور باشد وبعضے نصب ہم جائز داشتہ اند چوں جَاءَنِی الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ وسوی زیدٍ وسواء زیدٍ وحَاشَا زَیْدٍ. بدانکہ اعراب لفظ غیر مثل اعراب مستثنیٰ بہ الا باشد در جمیع صورتہائے مذکورہ چنانچہ گوئی جَاءَنِی الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ وغَیْرَ حِمَارٍ ومَاجَاءَنِی غَیْرُ زَیْدٍ نِ الْقَوْمُ ومَاجَاءَنِی اَحَدٌ غَیْرُ زَیْدٍ ومَاجَاءَنِی غَیْرُ زَیْدٍ ومَا رَاَیْتُ غَیْرَ زَیْدٍ ومَا مَرَرْتُ بِغَیْرِ زَیْدٍ وبدانکہ لفظ غیر موضوع است برائے صفت وگاہ برائے استثناء آید چنانکہ اِلَّا برائے استثناء موضوع است وگاہ در صفت مستعمل شود، وقولہ تعالیٰ لَوْ کَانَ فِیْھِمَا اٰلِھَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا یعنی غیر اللہ وہمچنیں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

چوتھی قسم مستثنیٰ کے اعراب کی یہ ہے کہ اگر مستثنیٰ بعد لفظ غیر اور سوی اور سواء کے واقع ہو تو مجرور ہوگا کیونکہ لفظ غیر اور سوی اور سواء مستثنیٰ کی طرف مضاف ہوں گے اور مستثنیٰ مضاف الیہ ہوگا اور مضاف الیہ ہمیشہ مجرور ہوتا ہے اسی طرح اگر بعد لفظ حاشا کے واقع ہو تو اکثر علماء نحوی مستثنیٰ کو مجرور پڑھیں گے اور تھوڑے نحوی بعد حاشا کے منصوب پڑھیں گے. مثال ان سب کی جَاءَنِی الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ وسوی زیدٍ وسواء زَیْدٍ وحَاشَا زَیْدٍ اور بعضے نحوی اس طرح پڑھیں گے جَاءَنِی الْقَوْمُ حَاشَا زَیْدًا جیسا کہ ابھی اوپر معلوم ہوا. یہاں تک مستثنیٰ کے اعراب کی تفصیل ختم ہوئی. دیکھو قسم اول میں تمام وہ صورتیں بیان کر دیں کہ جس میں مستثنیٰ منصوب ہوگا اور قسم دوم میں وہ صورت بیان کی کہ جس میں مستثنیٰ کے دو اعراب ہیں ایک نصب اور دوسرا اعراب مستثنیٰ منہ سے بدل. تیسری قسم میں یہ بتایا کہ مستثنیٰ کا اعراب عامل کی چاہت کے موافق ہوگا. چوتھی قسم میں یہ بتایا ہے کہ مستثنیٰ بوجہ مضاف الیہ ہونے کے ہمیشہ مجرور ہوگا. اب یہاں سے بتانا چاہتے ہیں کہ خود لفظ غیر جب کہ الّا کے معنیٰ میں واقع ہو تو اس کا کیا اعراب ہوگا تو اس کا ایک قاعدہ کلیہ بیان کر دیا وہ یہ کہ جو اعراب اس مستثنیٰ کا ہوتا ہے کہ جو لفظ الّا کے بعد واقع ہے وہی اعراب بعینہ لفظ غیر کا ہوگا مثلاً قسم اول میں بتایا کہ کلام موجب میں الّا کے بعد مستثنیٰ منصوب ہوگا تو اگر کلام موجب میں الّا کو ہٹا کر غیر لائیں تو جو اعراب مستثنیٰ کا تھا

یعنی نصب وہ نصب مستثنیٰ سے اتر کر غیر پر آجائے گا اور مستثنیٰ بوجہ مضاف الیہ ہونے کے مجرور ہوجائے گا جیسے جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا دیکھو کلام موجب ہے مستثنیٰ اِلَّا کے بعد ہے۔

اب بجائے اِلَّا کے غیر لاؤ اور یوں کہو جَاءَ الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ۔ دیکھو جو نصب زید پر تھا وہ غیر پر آئے گا اور زید مجرور ہوگیا۔ دوسری مثال جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا یہ مثال مستثنیٰ منقطع کی ہے، اِلَّا کے بعد واقع ہے، اب بجائے اِلَّا کے غیر لاؤ اور یوں کہو جَاءَ الْقَوْمُ غَیْرَ حِمَارٍ تو جو نصب حمار پر تھا وہ غیر پر آجائے گا اور حمار بوجہ مضاف الیہ ہونے کے مجرور ہوجائے گا۔ اور اگر کلام غیر موجب ہو اور مستثنیٰ مستثنیٰ منہ پر مقدم ہو تو ایسے کلام میں بھی غیر کو نصب ہوگا جیسے جَاءَنِی اِلَّا زَیْدًا اَحَدٌ، اب اگر بجائے اِلَّا کے غیرَ لائیں اور اس طرح کہیں جَاءَنِی غَیْرَ زَیْدٍ اَحَدٌ تو غیرَ کو نصب ہوگا اور زید بوجہ مضاف الیہ ہونے کے مجرور ہوگا۔ اگر کلام غیر موجب ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور اور مقدم ہو تو ایسے کلام میں مستثنیٰ بہ اِلَّا کے دو اعراب تھے، اگر ایسے کلام میں غیرَ اِلَّا کی جگہ واقع ہوگا تو غیر کے بھی دو اعراب ہوں گے ایک نصب اور دوسرا بدل جیسے مَا جَاءَنِی اَحَدٌ اِلَّا زَیْدًا او اِلَّا زَیْدٌ۔ اگر اس مثال میں دونوں جگہ سے اِلَّا کو ہٹا کر غیرَ لاکر ایسے کہا جائے مَا جَاءَنِی اَحَدٌ غَیْرَ زَیْدٍ وغَیْرُ زَیْدٍ تو غیرَ پر نصب بھی جائز اور رفع بھی اَحَدٌ سے بدل ہونے کی وجہ سے جائز۔ اور اگر مستثنیٰ مفرغ ہو اور کلام غیر موجب ہو تو اس وقت مستثنیٰ بہ اِلَّا کا اعراب وہ ہوگا کہ جس کو عامل چاہیگا یعنی کہیں رفع کہیں نصب اور کہیں جر۔ اگر اس جیسے کلام میں اِلَّا کو ہٹا کر غیر لایا جائے تو لفظ غیر پر کہیں رفع کہیں نصب اور کہیں جر ہوگا جیسے مَا جَاءَنِی اِلَّا زَیْدٌ وَمَا رَاَیْتُ اِلَّا زَیْدًا وَمَا مَرَرْتُ اِلَّا بِزَیْدٍ۔ پہلی مثال میں مستثنیٰ کو رفع ہے تو اگر اس موقع پر غیر لایا جائے تو اس کو بھی رفع ہوگا جیسے جَاءَنِی غَیْرُ زَیْدٍ۔ دوسری مثال میں مستثنیٰ منصوب ہے اگر اس جگہ پر غیر لایا جائے تو وہ بھی منصوب ہوگا جیسے مَا رَاَیْتُ غَیْرَ زَیْدٍ۔ تیسری مثال میں مستثنیٰ حرف جر کی وجہ سے مجرور ہے اگر اس جگہ غیر لایا جائے تو وہ بھی مجرور ہوگا جیسے مَا مَرَرْتُ بِغَیْرِ زَیْدٍ۔ اس جگہ غیر کے اعراب کی تفصیل ختم ہوئی۔ اب یہاں سے غیر کے اصلی معنیٰ اور اِلَّا کے اصلی معنیٰ کا بیان شروع کرتا ہوں۔

دیکھو اصل میں غیر استثناء کیلئے نہیں وضع کیا گیا بلکہ اصل میں غیر کی وضع صفت کیلئے ہے یعنی غیر اپنے مضاف الیہ سے مل کر اپنے ماقبل کی صفت واقع ہوگا اور اس کا ماقبل موصوف ہوگا جیسے جَاءَنِی رَجُلٌ غَیْرُ زَیْدٍ آیا میرے پاس مرد ایسا مرد جو زید کا غیر ہے۔ ترکیب اسکی

اس طرح ہوگی جاءَ فعل رجل موصوف، غیر مضاف زید مضاف الیہ غیر کا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر صفت ہوئی رَجُلٌ موصوف کی، رَجُلٌ موصوف اپنی غیر صفت سے مل کر فاعل ہوا، جَاءَ کا۔ لیکن کبھی کبھی مجازاً الّا کے معنیٰ میں ہوجاتا ہے۔ مثال اوپر ایک سے زائد گذر چکیں۔ جس وقت غیر الّا کے معنیٰ میں ہوگا تو اس وقت اسکے معنیٰ صفت کے نہ رہیں گے۔ اب الّا کو دیکھئے اِلّا کی اصل وضع استثنار کے واسطے ہے مگر کبھی کبھی الّا غیر کے معنیٰ میں ہو کر استثنار کے معنی سے نکل جاتا ہے۔ مثال اس الّا کی جو غیر کے معنی میں ہو جیسے لَوْ کَانَ فِیْہِمَا اٰلِھَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا۔ اس آیۂ کریمہ میں الّا غیر کے معنیٰ میں ہے تو عبارت اس طرح ہوگی لَوْ کَانَ فِیْہِمَا اٰلِھَۃٌ غَیْرُ اللّٰہِ لَفَسَدَتَا۔ یعنی اگر ہوتے زمین و آسمان میں بہت سے معبود ایسے بہت سے معبود کہ اس موجود اللہ کے غیر ہوں تو نظام عالم زیر و زبر اور درہم برہم ہوجاتا اور یہ امر مشاہد ہے کہ زمین و آسمان، سورج چاند تارے، سمندر اپنی اپنی جگہ موجود ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ سوائے خدا کے کوئی اور دوسرا معبود نہیں۔ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے اندر بھی الّا معنی میں غیر کے ہے ای لَآ اِلٰہَ غیر اللہ

سوال۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ ان دونوں مقام میں اِلّا کو اپنے اصلی معنی سے نکال کر غیر کے معنی میں لیا۔

جواب۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر الّا کو اِلّا کے معنی میں رکھیں اور غیر کے معنیٰ میں نہ لیں تو خدا کا ایک ہونا مکمل طور پر ثابت نہیں ہوتا یعنی مخالف کو موقع اعتراض کا ہوگا۔ جب الّا غیر کے معنی میں ہوگا تو مکمل توحید ثابت ہوجائے گی یعنی خدا کا غیر کوئی معبود نہیں۔ شبہ کی تقریر اس جگہ مناسب نہیں۔ شرح جامی میں اسم مستثنٰی کی بحث میں تم کو معلوم ہوجائے گا۔

بفضلہ وکرمہ ختم شد

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَالشُّکْرُ لَآ اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ
وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی اَحَبِّ خَلْقِ اللّٰہِ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

قدیمی کتب خانہ - مقابل آرام باغ - کراچی ۱